

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مُحَمَّدٌ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى عَبْدِهِ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ

فیضانِ ختم نبوت نمبر

شماره
51-52
شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر امریکن
70 کینیڈین ڈالر یا 50 یورو



جلد
61
ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

Postal Reg. No. L/P/GDP-1, DEC 2012 27-20 دسمبر 2012ء 27-20 فتح 1391 ہش 20-13 صفر 1433 ہجری

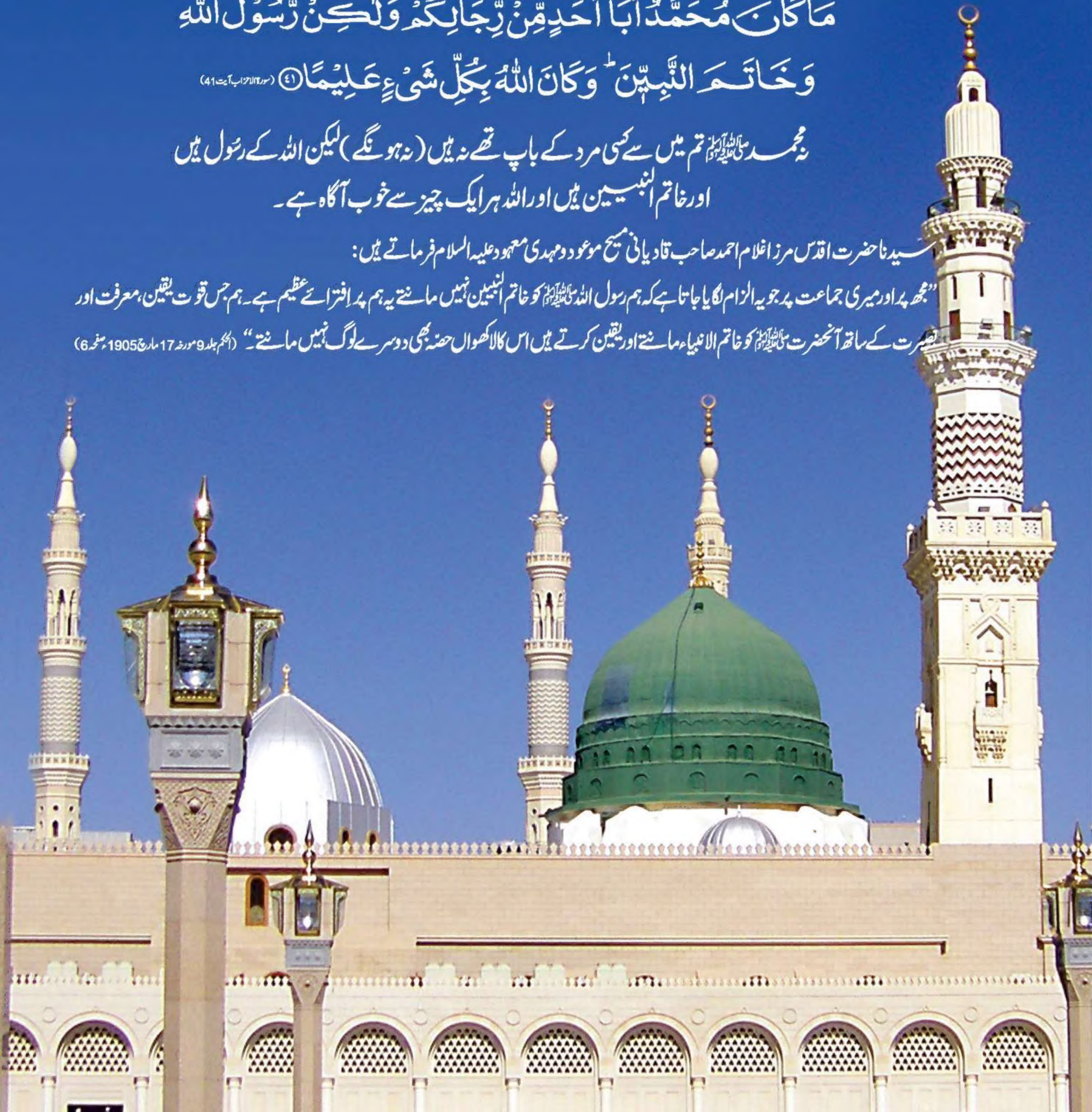
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ

وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤١﴾ (سورۃ الاحزاب آیت 41)

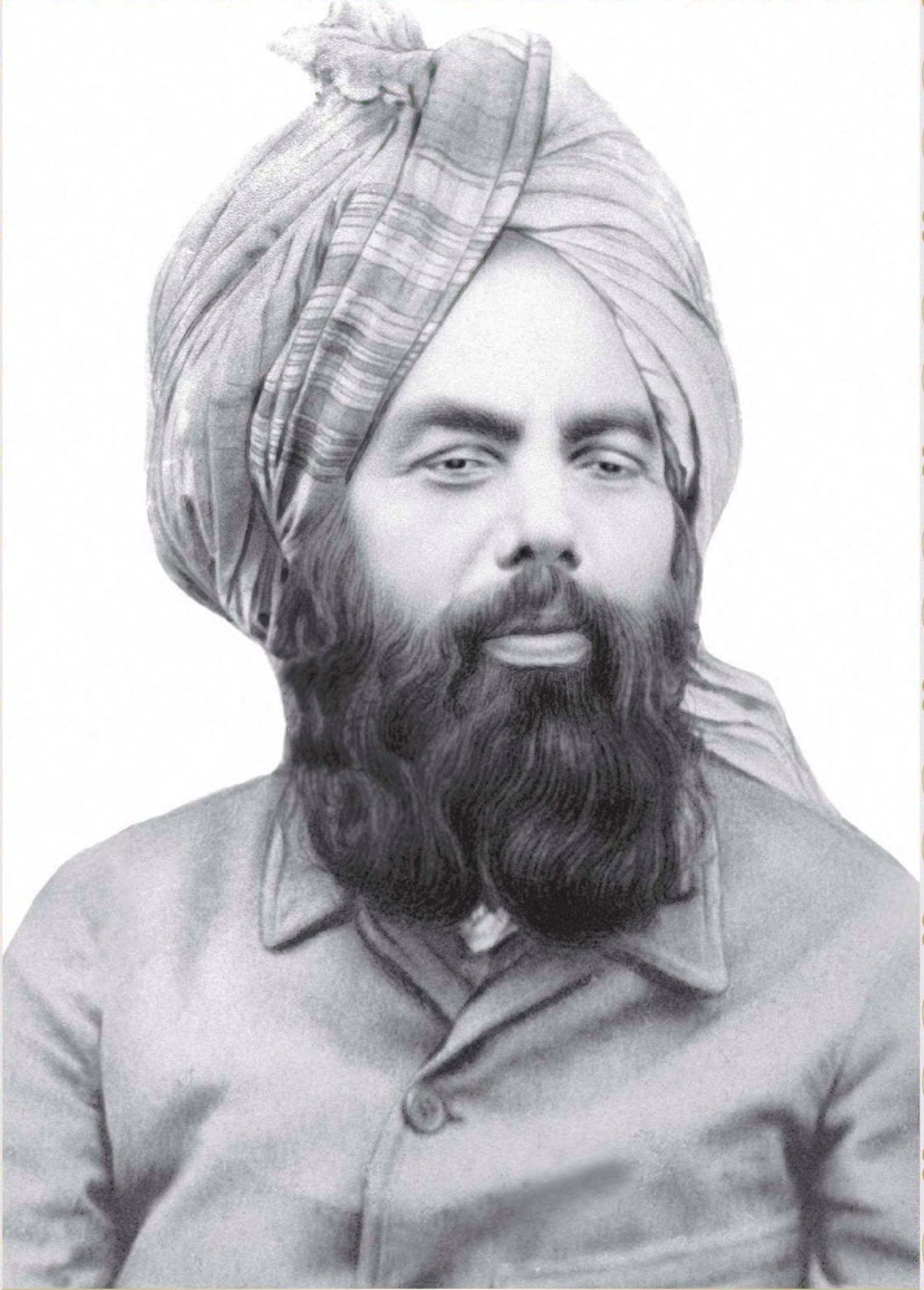
نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہونگے) لیکن اللہ کے رسول ہیں
اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور نصرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔“ (الحکم جلد 9 مورخہ 17 مارچ 1905ء صفحہ 6)



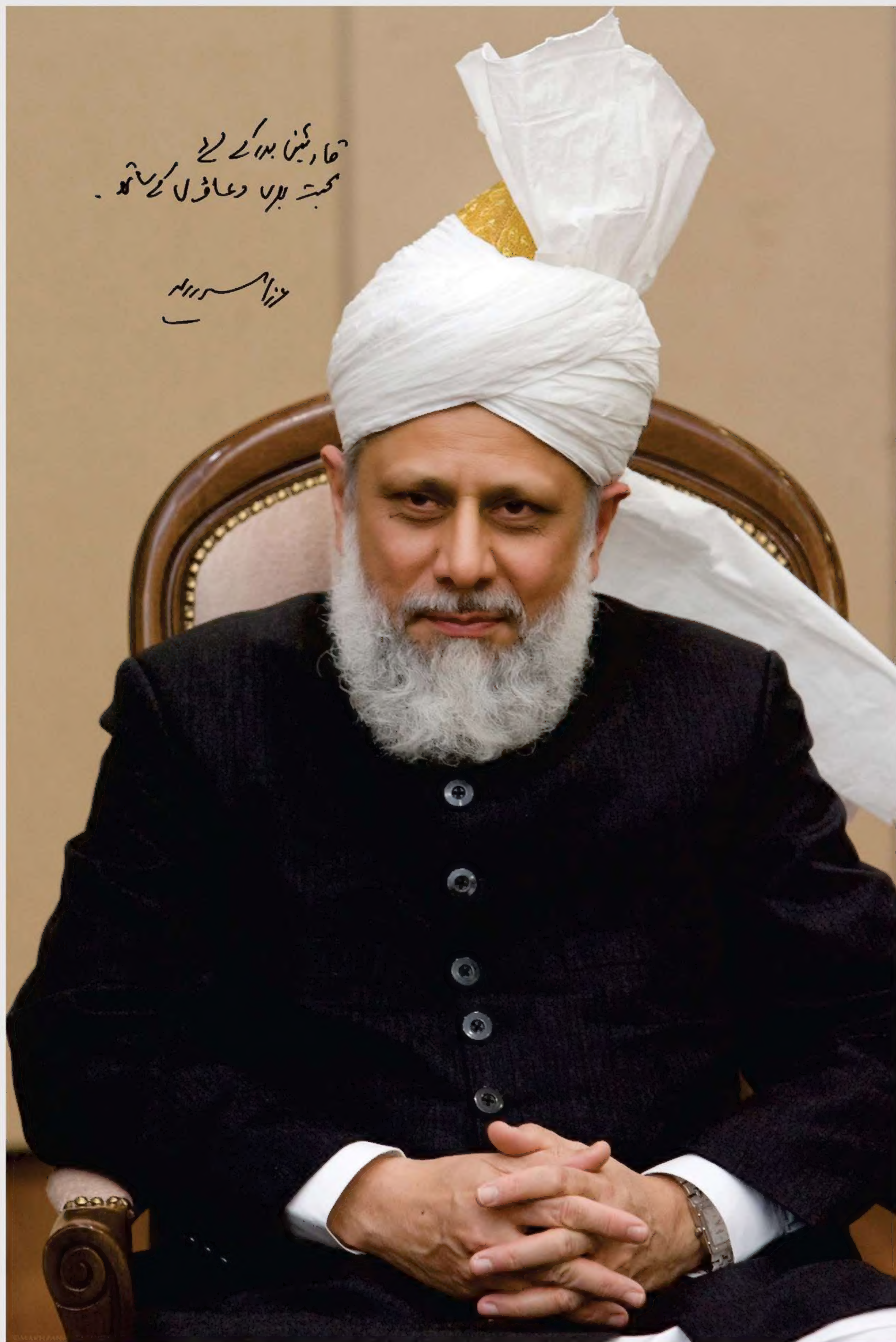
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اُس کا ہے محمدؐ دُسر ایسی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے



شبیبہ مبارک سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام (1835ء - 1908ء)

حقاً، کتبنا بدائے لے
محبت بڑا دعاؤں کے ساتھ .

مرزا مسرور احمد



حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خصوصی پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، برموقعہ فیضان نبوت نمبر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَعَنَہُ وَتَلٰوٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عِبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْحُوْدِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
حوالہ الناصر



لندن
16/11/12

پیارے مکرم مدیر صاحب اخبار بدر قادیان
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اطلاع دی ہے کہ آپ اخبار ”بدر“ کا خاص شمارہ بعنوان ”فیضان ختم نبوت“ شائع کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء
آپ نے اس خاص شمارہ کیلئے پیغام کی درخواست کی ہے تو میں قارئین بدر کو موئے طور پر بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے بارہ میں جملہ پیچیدگیوں اور آخری زمانہ میں اسلام
کے تمام ادیان پر غلبہ جیسے امور کا اگر دو لفظوں میں بیان مقصود ہو تو اسے فیضان ختم نبوت کا نام دیا جائے گا۔ کیونکہ فیضان ختم نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ آخری زمانے میں آنحضرت ﷺ کے دین کو
پھیلانے کیلئے آنے والے مسیح و مہدی کو آنحضرت ﷺ کے فیوض اور تربیت سے فیضیاب ہونا چاہیئے۔

اسی فیضان ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ آنے والا موعود ”یحییٰ الدین و یقییہ الشریعہ“ کے تابع صحیح اسلامی تعلیمات اور آنحضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے والا اور آپ کے مکارم اخلاق
کے عطر سے مسوح کیا ہوا ہو۔ اسی فیضان کا تقاضا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی مہم سر کرنے کا سہرا اُس مرد میدان کے سر ہو جو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں اس قدر رنگین ہو چکا ہو کہ
آپ کا ظل اور بروز کھلانے کا مصداق ٹھہرے۔ اسی فیضان ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ آنے والا امام الزمان قرآن کریم کا عاشق اور اس کی حاکمیت قائم کرنے والا اور تمام کتب سابقہ پر اس کی فضیلت
ثابت کرنے والا ہو اور نہ صرف قرآن بلکہ اسلام اور نبی اسلام ﷺ پر دیگر مذاہب کے اعتراض کا کافی و شافی جواب دینے والا ہو۔

جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ آخری زمانے میں غلبہ اسلام کی مہم سر کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے جس جلیل القدر خادم اور عاشق صادق کی خبر دی تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام
ہیں۔ آپ نے پیچیدگیوں کے مطابق اس زمانے میں مبعوث ہو کر اسلام کی مہم سر کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کی عظیم مہم کا آغاز فرمایا اور اپنی زندگی میں اس کے روشن نظارے دکھادیئے۔ آپ کے بعد خلافت کے زیر سایہ آپ
کی جماعت آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر اسلام کے غلبہ کے ایام کو قریب سے قریب تر کرنے کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور کوششوں کو بروئے کار لانے میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے کاموں اور
کارناموں پر ایک نظر ڈالنے سے صاف دل کو بڑی وضاحت کے ساتھ یہ پتہ چل سکتا ہے کہ یہی وہ جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ کے نبی اور آپ کے نقش قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔

یہی وہ جماعت ہے جو دنیا کے ۲۰۲ ممالک میں مساجد اور مراکز کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی مہم جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جو ۶۰ سے زائد عالمی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم
مکمل کر کے پھیلا رہی ہے۔ پھر یہی وہ جماعت ہے جو M.T.A کے ذریعہ دنیا بھر میں 24 گھنٹے دنیا کی مختلف زبانوں میں اسلام کی حقانیت اور اعلیٰ تعلیمات کا پرچار کر رہی ہے۔ اور یہی وہ جماعت
ہے جو ہزاروں کتب بیسیوں اخبارات و رسائل اور ویب سائٹس نیز عصر حاضر کے دیگر وسائل کے ذریعہ اسلامی تعلیمات اور مفادیم قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت و تبلیغ کا فرض سرانجام دے رہی
ہے اور اسلام، نبی اسلام اور قرآن کریم پر ہونے والے ہر حملہ اور اعتراض کا کافی و شافی جواب دینے کی کوشش کر رہی ہے۔

یہ جماعت ایک محکم نظام کے ذریعہ خلیفہ وقت کے پیچھے امت و احادہ بن کر اعلیٰ اخلاقی اقدار کا پاس کرتے ہوئے اور اسلامی تعلیمات اور روایات پر عمل پیرا ہو کر ان کا حسن عام کرنے کی کوشش
کر رہی ہے۔ یقیناً یہ جماعت بلا تیز رنگ و نسل اور مذہب و ملت انسانیت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی ہے اور دکھی اور نادار انسانیت کی تعلیم اور علاج معالجہ کیلئے، سکولز اور ہسپتال نیز تعلیمی و تربیتی ادارے
قائم کر کے ہر ممکن مدد کر رہی ہے۔

یہ ہے اس جماعت کی مساعی کی ایک جھلک اور یہ ہیں اس جماعت کے لوگوں کے حسن عمل جو ختم نبوت کے فیضان کو عام کرنے کے عزم کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ اس کے بالمقابل فیضان ختم نبوت کو ختم کرنے والوں کے کیا اعمال ہیں؟ وہ اسلامی تعلیمات کے مخالف ایسے کاموں پر اصرار کرتے چلے جا رہے ہیں کہ جن کی وجہ سے امن
و سلامتی کے مذہب اسلام اور رسول رحمت پر دہشتگردی کے الزام لگائے جا رہے ہیں۔ وہ قرآنی تعلیم کے مخالف ایسے اعمال میں ملوث ہیں جن کی بناء پر مخالفین قرآن کا احترام کرنے کی بجائے اسے
جلانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اسلام کو رواداری کی بجائے جبر و اکراہ کا مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ مسجدیں بنانے کی بجائے انہیں مسمار کرنے کو فریختھے ہیں اور اسلام کے نام یو ایٹانے کی
بجائے مسلمانوں کو ہی ہموں سے اڑا رہے ہیں۔

ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ کی صداقت ایک منصف کیلئے بڑی واضح ہو جاتی ہے۔ آپ نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:

”ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں، اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ اور

ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔“ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

اللہ ان لوگوں کو عقل سمجھ دے اور اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو ایسی برکتیں نصیب فرمائے کہ سب پڑھنے والوں کو فیضان ختم نبوت کے مضمون کا صحیح عرفان عطا ہو جائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

دوست

خلیفۃ المسیح الخامس

اداریہ

”فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟“

قرآن مجید میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ”خاتم النبیین“ کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا گیا ہے۔ (الاحزاب: ۴۱) ہم دل و جان سے خدائے واحد و یگانہ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان معنوں کی رو سے خاتم النبیین قرار دیا ہے کہ ایک تو آپ تمام کمالات انبیاء علیہم السلام کے جامع ہیں اور دوسرے ان کمالات و برکات کو اپنے متبعین میں منتقل کرنے والے ہیں۔ گویا آسمان لفظوں میں سمجھا جائے تو آپ کامل غنی بھی ہیں اور کامل غنی بھی۔ آپ جامع کمالات انبیاء ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپ فیض رسانی میں وہ تاثیر قدسی رکھتے ہیں کہ آپ کے دم سے بے شمار مسیح پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس کا ایک زندہ ثبوت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود بابرکت میں ملتا ہے۔ اسی طرف قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں بھی اشارہ ہے جہاں آپؐ کو ”سراجاً ممدیلاً“ یعنی ”چمکدار سورج“ کے عظیم لقب سے نوازا گیا ہے۔ جس طرح نظام شمس میں چاند اپنے نور کیلئے کامل طور پر سورج کا محتاج ہوتا ہے اور سورج کے نور کے بغیر چاند کا اپنا کوئی معنوی وجود باقی نہیں رہتا اسی طرح روحانی دنیا میں جس کی طرف ”سراجاً منیراً“ میں اشارہ ہے، حضرت رسول کریمؐ کا وجود ”سراج منیر“ ہے۔ یعنی آپ کے نور کے انعکاس سے فیضیاب ہو کر امت محمدیہ میں مسلسل صدیقین، شہداء اور صالحین کا مقام پانے والے افراد پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح آپ کے نور کے کامل انعکاس سے فیضیاب ہو کر دنیا کو منور کرنے والا وجود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ظلی نبوت کے مقام پر فائز ہوا۔ آپ نے اعلان کیا کہ

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدا یا وہ جس نے حق دکھایا وہ مدد لقا یہی ہے قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر آنحضرتؐ کے فیضان کے ابد الابد تک جاری و ساری رہنے کے واضح بیانات موجود ہیں بلکہ ختم نبوت بمعنی انقطاع نبوت کے نظریہ کو ہی غیر اسلامی قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ المؤمن آیت ۳۵)۔ فیضان نبوت کے جاری رہنے کی آیات پر غور کرنے کیلئے سورۃ فاتحہ کی حسب ذیل جامع دعا پر غور و فکر کیا جانا ہی کافی ہے۔ یعنی

اٰهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ (الفاتحہ: ۶-۷)

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

یہ دعا پنج وقتہ نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اور اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے کہ تمام مسلمان منعم علیہم کے گروہ میں داخل ہونے کیلئے خدا تعالیٰ کے حضور درخواست کرتے ہیں۔ ”صراط مستقیم“ کی وضاحت سورۃ النساء: ۶۹-۷۰ میں کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اگر ہم کامل اتباع کریں گے تو اللہ تعالیٰ ”وَلَهْدِيْهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا“ (النساء: ۶۹) یعنی ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے گا۔ اس کے معا بعد صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے کی تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا:۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ وَالشّٰهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء: ۷۰)

اس جگہ صاف بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے فیضان اور آپ کی اطاعت اور پیروی کی خوبی کا یہ نتیجہ ہے کہ آپ کی امت میں نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوتے رہیں گے اور یہ چاروں انعام قیامت تک جاری و ساری ہیں اس لئے یہ امت خیر امت ہے۔

آنحضرت ﷺ کے عظیم منصب ختم نبوت سے جو حضرات نبوت ختم ہونے کا خیال پیش کرتے ہیں وہ بھول جاتے ہیں کہ نبوت خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری سب سے عظیم نعمت ہے اور

(باقی صفحہ 52 پر ملاحظہ فرمائیں)

فہرست

ہفت روزہ بدر ”فیضان ختم نبوت نمبر“

- 1 فیضان خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟ (اداریہ)
- 2 فیضان ختم نبوت از روئے قرآن مجید
- 3 فیضان ختم نبوت از روئے احادیث نبوی ﷺ
- 7 فیضان ختم نبوت از روئے بزرگان امت محمدیہ ﷺ
- 9 ختم نبوت کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات مبارکہ
- 11 محمد ﷺ کی شان میں احمد علیہ السلام کے ترانے
- 13 نذرانہ درود و سلام بحضور خاتم النبیین ﷺ
- 17 خدا تعالیٰ کے حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا
- 18 آنحضرت ﷺ کے مقام ختم نبوت کے متعلق خلفائے احمدیت کی تحریرات
- 23 حضرت خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق فاضلہ
- 27 آیت خاتم النبیین کی واضح ترین تفسیر تعین مفہوم کے لئے پانچ پہلو ز پر غور لائے جائیں
- 30 شان ختم نبوت کی عارفانہ تفسیر حضرت مہدی معبود کے مقدس الفاظ میں
- 32 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت
- 34 حضرت عائشہؓ کی روایت قولوا خاتم النبیین
- 35 حدیث ”لانی بعدی“ کی حقیقت
- 37 ماہنامہ الرسالہ نئی دہلی کے خصوصی شمارہ ختم نبوت پر ایک نظر
- 45 سیدنا خاتم الانبیاء ﷺ سے بائی جماعت احمدیہ علیہ السلام کا بے انتہا عشق و محبت
- 49 آیت خاتم النبیین کے مختلف تراجم اور ان کا تقابلی جائزہ
- 53 حقیقت لفظ خاتم النبیین از روئے محاورہ و لغت عرب
- 57 ختم نبوت کے متعلق بعض ایمان افروز واقعات
- 70 حضرت مسیح موعودؑ کا مقام نبوت اور غیر مبائعین کا موقف
- 76 نام نہاد تحفظ مجلس ختم نبوت شریعت اسلامیہ سے ایک مذاق
- 81 روحانی فیض رسالہ نبی ﷺ بحیثیت کثرت آل اولاد
- 84 ضرورت نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر کے اقوال
- 86 آنحضرت ﷺ کا عظیم المثل فیضان
- 88 فہرست کتب بابت ختم نبوت

منظومات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 11۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ صفحہ 31۔

حضرت حسن رہتاسی صاحبؒ صفحہ 26 ارشاد عرشی ملک۔ صفحہ 26۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؒ صفحہ 56-22 ڈاکٹر منور علی صاحب 52۔

ادارہ بدر کی جانب سے تاریک بدر کو

جلالانہ قادیان

اور

نئے سال کی مبارک صد مبارک

فیضان ختم نبوت از روئے قرآن مجید

❖ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ○ (الاحزاب: ۴۰)
ترجمہ: نہ محمد ﷺ آپ کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔

❖ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ وَرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ط غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○ (الفاتحہ: ۶-۷)
ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہو گئے) ہیں۔

❖ وَمَن يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا - (النساء: ۷۰)
ترجمہ: اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

❖ اللَّهُ يَصْطَلِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (الحج: ۷۶)
ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں میں سے (بھی) اللہ بہت (دعا میں) سننے والا (اور حالات کو) بہت دیکھنے والا ہے۔
❖ يُبَيِّنُ آدَمَ أَمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ أَيْتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - (الاعراف: ۳۶)
ترجمہ: اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو (آئندہ کے لئے) کسی قسم کا خوف نہ ہوگا، اور نہ وہ (ماضی کی کسی بات پر) غمگین ہوں گے۔

❖ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ○ (الاحزاب: ۸)
ترجمہ: اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے نبیوں سے اُن پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا۔

❖ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَتَقَرَّرْنَا قَالِ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (ال عمران: ۸۲)
ترجمہ: اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو۔ جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور فرمایا تھا) کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ (اور) انہوں نے کہا تھا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو۔ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں۔

❖ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُبَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُ بِي شَيْءٌ ۖ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ (النور: ۵۶)
ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال ایمان لانے والوں میں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا گیا تھا اور جو دین اُس نے ان کیلئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے بھی قرار دیئے جائیں گے۔

❖ يُلْقَى الرُّوحُ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○ (المؤمن: ۱۶)
ترجمہ: اپنے حکم میں سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے تاکہ وہ (بندہ خدا کی) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

❖ يُنْزِلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ (الاحزاب: ۲)
ترجمہ: وہ فرشتوں کو اپنے بندوں پر جنہیں وہ پسند کرتا ہے اپنے امر سے کلام دیکر اتارتا ہے اور رسولوں کو کہتا ہے کہ (لوگوں کو) آگاہ کر دو کہ بات یہی درست ہے کہ میرے سوا کوئی بھی (سچا) معبود نہیں اس لئے تم (مصاب) سے اپنے بچاؤ کا ذریعہ مجھے ہی بناؤ۔

فیضان ختم نبوت از روئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
 عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 : إِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى
 بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔

(بخاری کتاب الایمان والحد باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸۱)
 حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 جب یہ قیصر روم ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد اس شان کا کوئی اور قیصر نہیں ہوگا۔
 اور جب یہ کسری شاہ ایران ہلاک ہوگا تو اس کے بعد اس شان کا کوئی اور کسری
 نہیں ہوگا۔ (یعنی تمہارے ذریعہ ان سلطنتوں کی شان و شوکت مٹا دی جائے گی)
 ۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ان
 بادشاہوں کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي
 وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ : أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ
 بَعْدِي ، وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي وَفِي رِوَايَةٍ
 لِلْمُسْنَدِ إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ۔

(بخاری کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب۔ مسلم کتاب الفضائل باب من
 فضائل علی بن ابی طالب، کتاب المغازی باب غزوة تبوک۔ مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۳۱۔
 طبقات ابن سعد صفحہ ۱۵)

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت علیؑ سے فرمایا میرے ہاں تیری منزلت وہی ہے جو موسیٰ کے ہاں
 ہارون کی تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے البتہ تو نبی
 نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْإِسْطَخْرِيٍّ مَوْلَى
 الْجَهَنِّيَّيْنِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ
 يَقُولُ : صَلَوَةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ
 الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَجَ الْأَنْبِيَاءَ
 وَإِنَّ مَسْجِدَهُ أَخْرَجَ الْمَسَاجِدَ،

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوة بمسجدی مکة والمدينة)
 حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور ابوعبد اللہ الاغیر جو کہ جھنن کے آزاد کردہ غلام
 تھے اور حضرت ابوہریرہ کے ساتھیوں میں سے تھے ان دونوں سے روایت ہے کہ
 انہوں نے حضرت ابوہریرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں
 نماز پڑھنا مسجد الحرام کے سوا باقی مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سے آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد تمام مساجد میں سے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مِثْلِي وَمِثْلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمِثْلِ قَصْرِ أَحْسَنَ
 بُنْيَانِهِ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبَنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ
 حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبَنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ
 اللَّبَنَةِ خُتِمَ فِي الْبُنْيَانِ وَخُتِمَ فِي الرَّسْلِ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنَا اللَّبَنَةُ
 وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔

(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۸۔
 ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۴۴۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۱)

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا میری اور سابقہ نبیوں کی مثال اس محل کی طرح ہے جس کی تعمیر بڑے
 خوبصورت انداز میں ہوئی لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ لوگ
 اس محل کو گھوم پھر کر دیکھتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے لیکن دل میں
 کہتے یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی پس میں ہوں جس نے اس اینٹ کی جگہ کو
 پُر کیا۔ میرے ذریعہ یہ عمارت تکمیل میں اعلیٰ اور حُسن میں بے مثال ہو گئی ہے اسی
 لئے مجھے رسولوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ حضور نے فرمایا وہ
 اینٹ میں ہوں اور نبیوں کا خاتم ہوں۔

عَنْ (ب) كُنْتُ مَكْتُوبًا عِنْدَ اللَّهِ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَأَنَا أَدَمُ
 لِمُنْجِدٍ فِي طِينِهِ۔

(مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۱۲۷، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس
 وقت سے خاتم النبیین لکھا گیا ہوں جبکہ ابھی آدم کو گارے اور پانی سے ٹھوس شکل
 دی جا رہی تھی یعنی اس کی ساخت کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ
 أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي۔ (ابوداؤد کتاب الفتن)

حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
 امت میں تیس جھوٹے خروج کریں گے وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی
 ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں (میرے بعد میری پیروی سے آزاد مستقل یا نبی
 شریعت لانے والا) کوئی نبی نہیں۔

عَنْ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ
 أَرْبَعَةٌ نِسْوَةٌ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۷۰)

میری امت میں ستائیس جھوٹے دجال ہوں گے جن میں سے چار

آخری مسجد ہے یعنی آئندہ تمام مساجد آپ کی مسجد کے تابع ہوں گی۔

عَنْ حَدِيثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ النَّبُوءَةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَزْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النَّبُوءَةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَزْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاصِيًا فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَزْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبَرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَزْفَعُهَا اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النَّبُوءَةِ ثُمَّ سَكَتَ.

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مقلوۃ باب الإنذار والتحذير)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مَرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ لَعِتَقْتُ أَخُوهُ الْقَيْطُ وَمَا اسْتَرْقَى قَبْطِي.

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

وذكر وفاته جلد 1 صفحہ 23 مطبع علميہ 1313ھ)

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا۔ یقیناً جنت میں اس کیلئے دایہ دودھ پلانے والی ہے اور اگر میرے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق (یعنی سچ کا پرچار کرنے والے) نبی ہوتے اور ان کے ننھیاں جو مصری قبیلے ہیں (کفر کی) غلامی سے رہائی پاتے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا تَوَفَّى إِبْرَاهِيمَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ مَارِيَّةَ فَجَاءَتْهُ وَغَسَلَتْهُ وَكَفَّنَتْهُ وَخَرَجَ بِهِ وَخَرَجَ النَّاسُ مَعَهُ فَدَفَنَتْهُ وَأَدْخَلَ النَّبِيُّ يَدَهُ فِي قَبْرِهِ فَقَالَ: أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ نَا بَنِي نَبِيٍّ.

(تاریخ الکبیر لابن عساکر جلد 1 صفحہ 295، الفتاویٰ الحدیثیہ لابن حجر المصنی صفحہ 125)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ نے ان کی والدہ ماریہؓ کو جنازہ تیار کرنے کا پیغام بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے صاحبزادہ ابراہیمؓ کو غسل دیا، کفن پہنایا، حضور علیہ السلام اپنے صحابہؓ کے ساتھ جنازہ باہر لائے۔ قبرستان

میں دفن کیا اور پھر قبر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا خدا کی قسم یہ نبی ہے نبی کا بیٹا ہے۔

﴿الف﴾- أَبُوبَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدِي إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ.

(جامع الصغير صفحہ 5 و كنوز العقائق حاشیہ جامع الصغير صفحہ 6 مصری، كنز العمال جلد 2 صفحہ 138، 139)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی مبعوث ہو۔

﴿ب﴾- قَالَ عَلِيٌّ إِنِّي لَمْ أَرْ مَاتًا خَيْرَ الْعَامِلِ مِنْ زَمَانِكُمْ هَذَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ زَمَانٌ مَعَ نَبِيٍّ. (مسند احمد جلد 3 صفحہ 2)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تمہارے اس زمانہ سے بہتر زمانہ اچھے اثرات کے لحاظ سے مجھے نظر نہیں آتا البتہ اگر کوئی نبی آئے تو اس کے زمانہ کی برکات کی اور بات ہے۔

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ (ترمذی کتاب المناقب مناقب عمرؓ) حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی تو عمرؓ نبی ہوتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلِّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ. (بخاری کتاب المناقب مناقب عمر جلد 1 صفحہ 521)

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ (مستقل) نبی ہوتے۔ میری امت میں حضرت عمرؓ اسی درجہ کی شخصیت ہیں۔

﴿ق﴾- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

(1 - المقاصد الحسنه فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الأئمة صفحہ 286، 287 - مکتوبات امام دینانی دفتر اول حصہ چہارم صفحہ 12 مطبع مجددی منشی نبی بخش واقع امرتسر 1329ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء (جو رہائی ہیں) بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح (بلند مقام رکھتے) ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ عَلَّمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجِدُّ لَهَا دِينَهَا. (ابوداؤد کتاب الملاحم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسا مجدد بھیجے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرے گا یعنی امت میں جو بگاڑ ہو گیا ہوگا اس کی اصلاح کرے گا اور دین کی رغبت اور اس کے لئے قربانی کے جذبہ کو بڑھادے گا۔



نبی اللہ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کا دجال سے مقابلہ

عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الدَّجَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَعَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا ، فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ ؟ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ! ذَكَرْتَ الدَّجَالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَعْتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ : غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِبُهُ دُونَكُمْ ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمْرُؤٌ حَاجِبُ نَفْسِهِ ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ : إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ كَأَنِّي أَشَبُّهُ بِعَبْدِ الْعَزَى بْنِ قَطَنِ ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاحِ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَغَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ! وَمَا لَبُّهُ فِي الْأَرْضِ ؟ قَالَ : أَرْبَعُونَ يَوْمًا ، يَوْمٌ كَسَنَةٍ ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَوةٌ يَوْمٍ ؟ قَالَ : لَا أَقْدِرُ وَالْهَ قَدَرَهُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا اسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ ؟ قَالَ : كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرْتُهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرْوَحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ دُرًا وَأَسْبَغَهُ طُرُوعًا وَأَمَدَهُ خَوَاصِرُ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرْدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُجْلِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِّنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِيبَةِ فَيَقُولُ لَهَا : أَخْرِجِي كَنُوزَكَ فَتَتْبَعُهُ كَنُوزُهَا كَيَعَاسِيِبِ النَّخْلِ ، ثُمَّ يَدْعُو رُجُلًا مُّثَلِّيًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةً الْغَرَضُ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى النَّسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيٍّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفِّهِ عَلَى أَجْبَحَةِ مَلَائِكَيْنِ إِذَا طَاطَأَ رَأْسَهُ قَطَرٌ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جَمَانٌ كَاللُّوْلُوِّ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرِكَهُ بِبَابٍ لِّدَفْنِ قَتْلِهِ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى قَوْمًا قَدْ عَصَبَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمَسُّحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحْدِثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى إِنْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا إِلَى لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقَتَالِهِمْ فَحَرَّرَ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَيَمُرُّ أَوَّلُهُمْ عَلَى بَحِيرَةِ طَبْرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ، وَيُخَصِّرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابَهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثُّورِ لِأَحَدِهِمْ حَذًّا مِنْ مِّائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمْ الْيَوْمَ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرَسِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَبُهُمْ وَنَشْنَهُمْ ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى طَيْرًا كَاعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْبِلُهُمْ فَتَطْرُقُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ بَيْتٌ مَدِيدٌ وَلَا وَبَرٌ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِئِي مَمَرَتِكَ ، وَرُدِّي بَرَكَتَكَ ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرَّمَانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقُحْفِهَا وَيُبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللَّقْحَةَ مِنَ الْأَيْلِ لَتَكْفِي الْفَتَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخْدَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ أَبْطَاهِمُ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ ، وَيَبْقَى شَرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ .

(مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفه وما معه والبروداد صفحہ ۵۹۳)

ترجمہ

حضرت نواس بن سمان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجال کے حالات بیان کئے آپ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند۔ آپ اس انداز میں حالات بیان فرما رہے تھے کہ ہم نے سمجھا شاید دجال ہمارے قریب ہی کے نخلستان میں موجود ہے۔ جب ہم شام کو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمارے اس تاثر کا اندازہ لگا کر آپ نے فرمایا۔ تمہاری یہ پریشان حالی کیوں؟ ہم نے عرض کیا آپ نے صبح دجال کے حالات بیان کئے تھے آپ کی آواز کبھی آہستہ ہو جاتی اور کبھی بلند، اس خاص انداز سے ہم نے یوں محسوس کیا جیسے دجال اس نخلستان کے کسی حصہ میں اس وقت موجود ہے۔ حضور نے فرمایا تمہارے متعلق مجھے دجال کے کسی فتنہ کا ڈر نہیں اگر وہ اب ظاہر ہوا جبکہ میں تم میں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور تم تک اس کا اثر نہیں پہنچے دوں گا اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو انسان کو خود اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہئے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی میری بجائے ہر مسلمان کا نگران ہے وہی حفاظت کے سامان کرے گا یعنی جہاں تک ممکن ہو ہر شخص کو اس کے مقابلہ کیلئے تیار رہنا چاہئے (کیونکہ انسان کی کوشش ہی نصرت الہی کو جذب کرنے کا حقیقی ذریعہ ہے) بہر حال مجھے دجال کا نظارہ اس رنگ میں دکھایا گیا جیسے وہ ایک گھنگریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی ایک آنکھ کا ڈیلا ابھرا ہوا ہے اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی ہے اس مشابہت کو یاد رکھو اور جس سے کبھی اس کی مٹھ بھیڑ ہو وہ اس کے شر سے بچنے کیلئے سورۃ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے (ان آیات میں دجال کی سرکاریوں کا جواب موجود ہے) وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقہ سے ظاہر ہوگا دائیں بائیں جدھر رخ کرے گا قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کرتا چلا جائے گا (ہر طرف ہابا کاری چلائے گا) سو اے خدا کے بندو! تم ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ دنیا میں کتنا عرصہ رہے گا۔ آپ نے فرمایا چالیس دن۔ کہیں ایک دن سال کے برابر ہوگا کہیں ایک دن مہینہ کے برابر اور کسی جگہ ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی علاقوں میں ایسے ہی دن ہوں گے جیسے تمہارے دن ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جہاں دن سال کے برابر ہوگا وہاں کیا اس ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اس کے لئے تمہیں اندازہ سے کام لینا ہوگا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دجال زمین میں کتنی جلدی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا اس میں ایسے ابھاروں کی سی تیزی ہوگی جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کا ہر حکم مانیں گے اس پر وہ بادل کو حکم دے گا کہ وہ ان پر بارش برسائے اور زمین کو کہہ گا وہ ان کی فصلیں اُگائے اور ان کے کھلے چرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو ان کی کوبائیں اونچی اور کھیریاں دودھ سے بھری ہوئی ہوں گی اور ان کی کونکھیں خوب بھری تھیں نظر آئیں گی (غرض ان کے لئے خوب فارغ البالی کے دن ہوں گے) پھر دجال کچھ اور لوگوں کے پاس جائے گا اور انہیں اپنی طرف بلائے گا لیکن وہ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے اور اُس کا کہا نہیں مانیں گے۔ دجال ان سے ناراض ہو کر واپس ہوگا تو وہ سخت قہقہہ کی مصیبت سے دوچار ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہیں رہے گا (ان کا سب کچھ لٹ جائے گا) ادھر دجال ویران مقامات سے گزرے گا تو ان سے کہے گا اے ویرانو! اپنے خزانے اُگل دو تب ان جگہوں کے خزانے اس طرح اُس کے پیچھے بھاگیں گے جس طرح شہد کی کھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے اُڑتی ہیں۔ پھر وہ ایک جوان رعنا کو بلائے گا اور اُسے تلواریں مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور ان دونوں ٹکڑوں کو ایک تیر کی مسافت پر علیحدہ علیحدہ رکھ کر ان کو آواز دے گا تو وہ دونوں ٹکڑے تیزی سے آکر آپس میں جڑ جائیں گے اور وہ نوجوان ہنستا ہوا شاداں و فرحاں دجال کے سامنے آکھڑا ہوگا۔ ابھی دجال اس قسم کے شعبدے دکھا رہا ہوگا کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو مبعوث کرے گا جو دمشق کے مشرقی سفید منارے کے پاس دو زرد رنگ کی چادریں پہنے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے نزول فرما ہوں گے۔ وہ جب اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے جب وہ سر اٹھائیں گے تو وہ قطرے موتیوں کی طرح سفید نظر آئیں گے۔ جس کافر تک ان کے سانس کی گرمی پہنچے گی وہ وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور ان کے سانس کی گرمی اتنی دُور تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی پھر وہ دجال کی تلاش میں نکلیں گے اور باب لد پر اس کو جائیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے پھر عیسیٰ ایسے لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے اثر سے محفوظ رکھا تھا آپ ان لوگوں کے چہروں سے غبار صاف کریں گے۔ اور جنت میں ان کے جو درجات ہیں ان کی انہیں اطلاع دیں گے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو وحی کے ذریعہ خبر دے گا کہ میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں۔ اس لئے تم میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف محفوظ طریق سے لے جاؤ۔ غرض ان حالات میں اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو برپا کرے گا۔ وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ اترتے دکھائی دیں گے۔ یا جوج ماجوج کی اس نڈی دل فوج کے اگلے حصے جب بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور جب اس فوج کا آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا وہ کہاں گیا۔ ان زور فرسا حالات میں اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت محصور ہو جائیں گے۔ خوراک کی اس قدر قلت ہو جائے گی کہ نیکل کا ایک سراج کے سوا دینار کے مقابلے میں سستا اور اچھا لگے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ اور آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے یا جوج ماجوج کو ہلاک کرنے کیلئے ان کی گردنوں میں طاعون پیدا کر دے گا جن کی وجہ سے وہ یکدم ہلاک ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ اور آپ کے ساتھی ہوازمیدانوں کی طرف اتریں گے لیکن تمام زمین میں ایک بانٹ جگہ بھی یا جوج ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبو سے خالی نہیں ملے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے نبی عیسیٰ اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں سختی اونٹوں کی طرح ہوں گی وہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ تعالیٰ ان کو حکم دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا۔ یہاں تک کہ نہ کوئی مکان بچے گا اور نہ کوئی خیمہ پھر سب کے سب اور ساری کی ساری زمین دھل جائے گی اور آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو کہا جائے گا اپنے پھل اُگا اور اپنی برکت کو واپس لا۔ ایسے بابرکت زمانے میں ایک انار سے ایک پوری جماعت سیر ہوگی اور انار کا آدھا چھلکا اتار بڑا ہوگا کہ اس کے نیچے ایک پوری جماعت آرام کر سکے گی اور دودھ میں اتنی برکت ہو جائے گی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی کئی بڑی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک گائے پورے قبیلہ اور بکری پورے گھرانے کو کفایت کرے گی۔ پس ایسی خوشحالی اور آرام و آسائش کے حالات میں لوگ رہ رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ اور لطیف ہوا چلائے گا جو بغلوں میں سے گزرے گی اور مومنوں کی روح قبض کرتی چلی جائے گی۔ صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح علی الاعلان بد فعلی اور بے حیائی کے مرتکب ہوں گے اور ایسے ہی بدکار اخلاق باختہ لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔



فیضان ختم نبوت از روئے بزرگانِ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حضرت علیؓ

عبدالرحمان بن سلمیٰ راویت کرتے ہیں کہ:
كُنْتُ أَقْرَبَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ ابْنُ أَبِي
طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَآكَأَ
أَقْرَبَهُمَا وَقَالَ لِي إِقْرَأْهُمَا وَخَاتَمُ
النَّبِيِّينَ يَفْتَحُ النَّارَ
(درمنثور مرتبہ امام سیوطی زیر آیت خاتم النبیین)
ترجمہ: میں حضرت حسن اور حسین رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کو پڑھایا کرتا تھا تو ایک دفعہ
جب میں ان صاحبزادگان کو پڑھا رہا تھا حضرت
علی بن ابی طالبؓ میرے پاس سے گزرے
اور مجھے مخاطب ہو کر فرمایا دیکھو! انہیں خاتم
النبیین کا لفظ ”ت“ کی زبردستی پڑھانا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی
ہیں کہ قُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ
(درمنثور جلد ۵ و مکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)
اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپؐ کے
بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الامام حضرت ابن قتیبہ
(متوفی ۲۶۷ھ) سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا قول نقل
کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لَيْسَ هَذَا مِنْ قَوْلِهَا قَاطِبًا
بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
نَبِيَّ بَعْدِي لَا تَهْ أَرَادَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
يَنْسَخُ مَا جُئْتُ بِهِ۔

(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)
(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا یہ قول
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نَبِيَّ
بَعْدِي کے مخالف نہیں کیونکہ حضور کا مقصد اس
فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں
ہوگا جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

حضرت امام محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر ہندوپاک کے مشہور محدث اور
عالم حضرت امام محمد طاہر متوفی ۱۳۸۶ھ ۱۵۷۸ء
حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کی تشریح فرماتے
ہوئے مجمع البحار میں لکھتے ہیں:

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قُولُهَا إِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا
لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ هَذَا قَاطِبًا إِلَى نَزُولِ عِيسَى
وَهَذَا أَيْضًا لَا يُتَأَنَّى حَدِيثُ لَا نَبِيَّ
بَعْدِي لِأَنَّهُ أَرَادَ لَا نَبِيَّ يَنْسَخُ شَرْعَهُ۔
(درمنثور و مکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کا یہ قول اس بناء پر ہے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ
نازل ہونا ہے اور یہ قول لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے خلاف
بھی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپؐ کے بعد ایسا نبی
نہیں ہوگا جو آپؐ کی شریعت منسوخ کر دے۔

حضرت نواب نور الحسن خان صاحب

ابن نواب صدیق حسن خان صاحب
حضرت نواب نور الحسن خان صاحب ابن
نواب صدیق حسن خان صاحب حدیث لا نبی
بعدی کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل
ہے (یعنی یہ جو خیال پیدا ہو گیا ہے کہ وحی بند
ہے جھوٹا خیال ہے بالکل بے اصل ہے) البتہ لا نبی
بعدی آیا ہے جس کے معنی
نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی
شرع ناسخ نہیں لائے گا۔“

(اقتراہ السلف صفحہ ۱۶۲)

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام باقر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْلِ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ أَتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ
الْكُتُبَ وَالْحِكْمَةَ أَتَيْنَا هُمْ مُلْكًا
عَظِيمًا جَعَلَ مِنْهُمْ الرُّسُلَ وَالْأَنْبِيَاءَ
وَالْأَكْمَامَ فَكَيْفَ يَقْرَءُونَ فِي آلِ
إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيُنْكِرُونَ أَنَّهُ فِي

إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الصافی فی شرح اصول الکافی ج ۳ صفحہ ۱۱۹)
ترجمہ: حضرت ابو جعفر امام باقر رحمۃ اللہ
تعالیٰ اللہ جل شانہ کے اس ارشاد فقہائینا آل
ابراہیم الکتاب کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول انبیاء اور امام
بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت و
امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم
کرتے ہیں لیکن آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے
وجود سے انکار کرتے ہیں

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت محی الدین ابن عربی صاحب فرماتے ہیں۔

”قَالَ النَّبِيُّ سَارِيَةً إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ النَّبِيُّ قَدْ انْقَطَعَ
قَالَ النَّبِيُّ بَعْضُ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ النَّبِيَِّّةِ۔
(فتوحات مکملہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۳۳ نمبر ۸۲)

یعنی: نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک
جاری ہے گو تشریح نبوت منقطع ہو گئی ہے پس
شریعت، نبوت کے اجزائیں سے ایک جز ہے۔
اس طرح فرمایا:

إِنَّ النَّبِيَّةَ الَّتِي انْقَطَعَتْ بِوُجُودِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا هِيَ نُبُوَّةُ النَّبِيِّ
لَا مَقَامَهَا فَلَا شَرْعَ يَكُونُ
تَأْسِغًا لِمَنْ رَعَاهُ وَلَا يَزِيدُ فِي شَرْعِهِ حُكْمًا
أَخْرَجَ هَذَا مَعْلَى قَوْلِهِ ﷺ إِنَّ الرِّسَالَهَ
وَالنَّبِيَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ
بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ أَيْ لَا نَبِيَّ بَعْدِي يَكُونُ
عَلَى شَرْعٍ يُخَالِفُ شَرْعِي بَلْ إِذَا كَانَ
يَكُونُ تَحْتَ حُكْمِ شَرْعِي وَلَا رَسُولَ
أَيْ لَا رَسُولَ بَعْدِي إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِي
اللَّهُ بِشَرْعٍ يَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ فَهَذَا هُوَ
الَّذِي انْقَطَعَ وَسَدَّ بَابَهُ لَا مَقَامَ
النَّبِيَّةِ۔ (فتوحات مکملہ جلد ۲ ص ۳ مطبع
دارالکتب العربیہ الکبریٰ مصر)

ترجمہ: وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریح نبوت ہے پس
آنحضرت کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی

شریعت نہیں آسکتی اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا
سکتی ہے اور یہ معنی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس قول کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی
اور میرے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا یعنی
میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت
کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو ہاں اس
صورت میں نبی آسکتا ہے جو میری شریعت کے
حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول
نہیں یعنی میرے بعد دنیا کے کسی انسان کی طرف
کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا جو شریعت لے کر آئے
اور لوگوں کو اپنی شریعت کی طرف بلانے والا ہو
پس یہ وہ قسم نبوت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ
بند کر دیا گیا اور نہ مقام نبوت بند نہیں۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ملا علی قاری صاحب فرماتے ہیں:-

قُلْتُ وَمَعَ هَذَا لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ
وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَلِكَ صَارَ عِزْرُ اللَّهِ
نَبِيًّا لَكَانَ مِنْ أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَعِيسَى وَالْحُصَيْنِ وَالْيَاسِ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ فَلَا يُتَأَنَّى قَوْلُهُ تَعَالَى
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ إِذَا لَمَعَنِي أَنَّهُ لَا يَأْتِي
نَبِيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ
أُمَّتِهِ۔

(الاسرار المرفوعة فی الاخبار
الموضوعة المعروف بالموضوعات
الکبریٰ صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اگر میرا بیٹا
ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا اور اگر اسی طرح
اگر عیسیٰ نبی ہو جاتا تو یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے متبعین میں سے ہوتے جیسا کہ عیسیٰؑ حضور اور
الیاسؑ۔ پس یہ ارشاد ”خاتم النبیین“ کے مخالف
نہیں کیونکہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں
آسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو
منسوخ کرے اور آپؐ کی امت سے نہ ہو۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی
حسین الکیم الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ
حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حسین الکیم
الترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَمَعْنَاهُ عِنْدَنَا أَنَّ النَّبِيَّةَ تَمَّتْ
بِاجْتِهَادِ الْمُحَمَّدِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَعَلَ قَلْبُهُ بِكَمَالِ النَّبِيَّةِ وَعَايَ عَلَيْهَا
نُفْسُ خُتْمِهِ“ (کتاب ختم الاولیاء صفحہ 241)
ترجمہ: ہمارے نزدیک خاتم النبیین کے
یہ معنی ہیں کہ نبوت اپنے جملہ کمالات اور پوری
شان کے ساتھ محمد ﷺ میں جمع ہو گئے ہیں سو
خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے قلب مبارک کو
کمال نبوت کے جمع کرنے کے لئے بطور برتن
قرار دیا ہے اور اس پر مہر لگا دی ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:
”يُظَنُّ أَنَّ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ تَأْوِيلُهُ
أَنَّهُ اخِرُهُمْ مَبْعَثًا فَأَتَى مَنَقِبَهُ فِي
هَذَا، وَأَتَى عَلَيْهِ فِي هَذَا، هَذَا تَأْوِيلُ
الْبَلَاءِ الْجَهْلِيَّةِ“ (کتاب ختم الاولیاء صفحہ 341)
ترجمہ: یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم
النبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے
کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی
کیا فضیلت و شان ہے؟ اور اس میں کون سی علی
بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

حضرت سید عبدالکریم جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

”فَانْقَطَعَ حُكْمُ نُبُوَّةِ النَّبِيِّينَ بَعْدَهُ
وَكَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ لِأَنَّهُ
جَاءَ بِالْكَمَالِ وَلَمْ يَجْعَلْ أَحَدًا بَدَلًا لَكَ“
(الانسان الکامل جلد 1 صفحہ 98 مطبوعہ مصر)
ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت
تشریح کا انقطاع ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ
خاتم النبیین قرار پائے آپ ایسی کامل شریعت
لے آئے جو اور نبی کوئی نہ لایا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:
فکر کن در راہ نیکو خدمتے
تا نبوت یابی اندر اتے
(مفتاح العلوم، شرح مثنوی مولانا روم،
جلد 13، دفتر 5 حصہ اول صفحہ 98، 152)

نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے
امت کے اندر نبوت مل جائے۔
اسی طرح ایک اور مقام میں فرمایا:
”بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود
چونکہ در صنعت برو استاد دست
نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست“
(مثنوی مولانا روم دفتر ششم صفحہ 8)
یعنی: آنحضرت ﷺ کا نام اس لئے خاتم
النبیین رکھا گیا کہ آپ کے برابر نہ تو کوئی پہلے
لوگوں میں گزرا ہے اور نہ آئندہ گذرے گا۔ دیکھو
جب کوئی ماہر فن کسی صنعت میں سب سے آگے
نکل جاتا ہے تو کیا تم اس کے متعلق یہ نہیں کہتے کہ
اس پر صنعت ختم ہو گئی؟ پس سمجھ لو اس معنی میں
آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہوئی ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ
حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں:

”فَالْعَقْلُ خَاتَمُ الْكُلِّ وَالْحَقَّامُ
يَجِبُ أَنْ يَكُونَ أَفْضَلُ إِلَّا تَرَى أَنَّ
رَسُولَنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
خَاتَمَ النَّبِيِّينَ كَانَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ“
(تفسیر کبیر رازی جلد 6 صفحہ 31)
ترجمہ: عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے
واجب ہے کہ وہ افضل ہو دیکھو ہمارے رسول
ﷺ خاتم النبیین ہوئے تو سب نبیوں سے
افضل قرار پائے۔

شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ
اپنی کتاب ”الایوات الجواہر“ میں فرماتے
ہیں: ”إِعْلَمُوا أَنَّ مُظْلِمِي النَّبِيَّةِ لَمْ
تَزْتَفِعْ إِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ النَّبِيِّينَ“ اسی
طرح فرمایا فَقَطْ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ بَعْدِي
أَتَى مَا قَدَّمَ مِنْ يَدِ مَنْ بَعْدِي شَرِيعَةً
خَاصَّةً۔

(الایوات والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۵)
حضرت امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ
اللہ فرماتے ہیں ”جان لو کہ مطلق نبوت نہیں
اٹھی۔ صرف تشریح نبوت منقطع ہوئی ہے۔“
پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قول لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولَ

بَعْدِي سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی
شخص شریعت خاصہ کے ساتھ تشریح نبی نہیں
ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
فرماتے ہیں:-

خُتْمُهُ بِهَذَا النَّبِيِّينَ أَيْ لَا يُوجَدُ
بَعْدَهُ مَنْ يَأْمُرُهُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِالتَّشْرِيعِ
عَلَى النَّاسِ۔ (تہذیب الہیہ۔ تہذیب صفحہ ۵۳)
ترجمہ: آنحضرت ﷺ پر نبی ختم ہو گئے
یعنی آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں ہو سکتا جس کو
اللہ تعالیٰ شریعت دے کر مبعوث کرے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان
فرماتے ہیں:

”حصول کمالات نبوت
مستتابعان را بطریق جمعیت و وراثت
بعد از بعثت خاتم الرسل علیہ وسلم
جمع الانبیاء والرسل اصولہ و
احتیات منافی نہایت اذیت فلا
تکون من الممتنعین“
(مکتوبات احمدیہ جلد اول مکتوب 301 صفحہ 432)
”یعنی آنحضرت ﷺ کے تبعین کے لئے
آپ ﷺ کی پیروی میں اور آپ ﷺ
کے روحانی ورثہ کے طور پر نبوت کے کمالات کا
حاصل کرنا آپ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں۔
پس تم اس معاملہ میں ہرگز شک کرنے والے
لوگوں میں سے مت بنو۔“

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
علامہ عبدالحی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:-
”علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح
کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں
کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور
نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی
آپ کے ہم عصر ہوگا وہ تبع شریعت محمدیہ ہوگا“
(دافع الوسواس فی اثر ابن عباس ص ۳۔
مطبع یوسفی واقع فرنگی محل لکھنؤ)

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ
دیوبند فرماتے ہیں:-

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم
کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں
آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا
تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر
مقام مدح میں وَلَکِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُهُ
النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح
ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہتے اور اس مقام کو مقام مدح نہ
قرار دیتے تو الٰہیت خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں
سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“

(تخذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ صفحہ
۵۔ دارالاشاعت اردو بازار کراچی)

نیز فرماتے ہیں کہ ”اگر بالفرض بعد زمانہ
نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی
خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا“
(تخذیر الناس از مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب صفحہ ۳۲)

حضرت امام علامہ السید محمد بن عبد
الرسول الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب ”الاشاعت فی اشراف الساعۃ“
میں بحوالہ امام غزالی قارئی فرماتے ہیں:-
”اما حدیث لا وحی بعدی فباطل لا
اصل له نعم ورد لا لنبی بعدی و
معناہ عند العلماء لا یحدث بعدہ
نبی بشرع ینسخ شرعہ“

یعنی یہ حدیث کہ میرے بعد وحی نہیں باطل اور
بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی آیا ہے جس کے
معنے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی
نبی پیدا نہ ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ
کرنے والا ہو۔

علامہ صدیق حسن خان بھوپالوی صاحب
”نہوان کان خلیفۃ فی الامۃ
المحمدیہ فہو رسول ونبی و کریم
علی حالہ (حج الکرامہ صفحہ ۴۲۶)
یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود اس بات
کے کہ وہ امت محمدیہ کے ایک خلیفہ ہوں گے پھر
بھی بدستور رسول اور نبی ہوں گے۔

ختم نبوت کے متعلق

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کے ارشادات مبارکہ

بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ختم نبوت کے بارے میں اپنے اور اپنی جماعت کے ایمان و ایقان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔“

(ازالہ اہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۶۸)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (الاحزاب سورہ نمبر 33 آیت 40)

ترجمہ: محمد تمہارے (جیسے) مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتم ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے اُن سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی

نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو جو آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھلائے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ اُن کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چوہٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔ اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاثر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ صفات الہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی۔ اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں۔ اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتداء سے تمام دنیا کیلئے ہے۔“ (لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

”میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظن ہے نہ کہ اصل نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے، ایسا ہی میرا نام اُننتی بھی رکھا ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ ملا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 150 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

عقیدہ کے رُو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔“ (کشتی نوح صفحہ 15 روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

”میں مسلمان ہوں قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

”یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت و بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھوں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔“ (الحکم جلد ۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افتراء عظیم ہے ہم جس قوت یقین و معرفت اور بصیرت سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھوں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ انہوں نے باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے۔ مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مضمون کیا ہے۔ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔“ (ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۳۲)

”پس بلاشبہ خدا تعالیٰ کا حسن اور احسان جو سرچشمہ محبت کا ہے سب سے زیادہ اس پر ایمان لانا ہمارے حصہ میں آگیا ہے اور مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بد قسمت وہ لوگ ہیں جو اس کے کمال حسن اور احسان کے انکاری ہیں۔ ایک طرف تو اس کی مخلوق کو اس کی صفات خاصہ میں حصہ دار ٹھہرا کر توحید باری پر دھبہ لگاتے اور اس کے حسن و حدائیت کی چمک کو شراکت غیر سے تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صداہی نبی چراغ ہو گئے۔ اور مسیح اسی کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجا لا کر اور موسیٰ کی شریعت کا جو اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب: 41) اولادِ نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ قول وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب: 41) بے معنی رہا۔ ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لَٰكِن کا لفظ استدراک کیلئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کے رُو سے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی اور آپ نبیوں کے لئے فہرٹھیرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز

آپ کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنی تھے جن کو اُلنا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مذمت اور مقصد ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے مستفیع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے۔

(چشمہ منہجی صفحہ 73.74)



”یہ الزام جو میرے پر لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتدار و متابعت سے باہر ہو جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا نبوت کا دعویٰ میرے نزدیک کفر ہے۔ نہ صرف آج سے بلکہ ہر ایک کتاب میں میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔“

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)



”میں بڑے یقین اور دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ وہ شخص جو ناس و مغفرتی ہے جو آپ کے خلاف کسی سلسلہ کو قائم کرتا ہے اور آپ کی نبوت سے الگ ہو کر کوئی صداقت پیش کرتا ہے اور چشمہ نبوت کو چھوڑتا ہے۔ میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا آپ کے بعد کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جس کے پاس مہر نبوت محمدی نہ ہو۔ ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ

تیرہ سو برس کے بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ ہی کی امت میں وہی مہر نبوت لے کر آتا ہے..... یہ وہ بات ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی زندگی کا ثبوت ہوتا ہے۔“

(اخبار الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۱)



”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے ہمارے نبی پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی تمام عظمت اور بزرگی کو مان کر پورے صدق و صفا اور محبت اور اطاعت سے آپ کی پیروی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کامل اطاعت کی وجہ سے فنا کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تب اس تعلق شدید کی وجہ سے جو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہے وہ الہی نور جو آنحضرت پر اترتا ہے اُس سے یہ شخص بھی حصہ لیتا ہے۔ پھر اس نور سے قوت پاکر اعلیٰ درجہ کی نیکیاں اُس سے ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے ہر عضو میں سے محبت الہی کا نور چمک اُٹھتا ہے۔“

(ریویو آف ریلیجز جلد ۵ صفحہ ۵ صفحہ ۲۰۲)



”کہتے ہیں کہ دروازہ مکالمات و مخاطبات کا اس وجہ سے بند ہو گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(الاحزاب: 41)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خاتم النبیین ہیں اس لئے آپ کے بعد یہ فیض اور فضل بند ہو گیا۔ مگر ان کی عقل اور علم پر افسوس آتا ہے کہ یہ نادان اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر ختم نبوت کے ساتھ ہی معرفت اور بصیرت کے دروازے بھی بند ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) خاتم النبیین تو کجا نبی بھی ثابت نہ ہوں گے۔ کیونکہ نبی کی آمد اور بعثت تو اس غرض کے لئے ہوتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر ایک یقین اور بصیرت پیدا ہو اور ایسا ایمان ہو جو لذیذ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے

تصرفات اور اس کی قدرتوں اور صفات کی تجلی کو انسان مشاہدہ کرے اور اس کا ذریعہ بھی اس کے مکالمات و مخاطبات اور خوارق عادات ہیں۔ لیکن جب یہ دروازہ ہی بند ہو گیا تو پھر اس بعثت سے فائدہ کیا ہوا؟ میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز قدر نہیں کی اور آپ کی شانِ عالی کو بالکل نہیں سمجھا ورنہ اس قسم کے بیہودہ خیالات یہ نہ تراشتے۔ اس آیت کے اگر یہ معنی جو یہ پیش کرتے ہیں تسلیم کر لئے جاویں تو پھر گویا آپ کو نعوذ باللہ اتر مانا ہوگا۔ کیونکہ جسمانی اولاد کی نفی تو قرآن شریف کرتا ہے اور روحانی کی یہ نفی کرتے ہیں تو پھر باقی کیا رہا۔

اصل بات یہ ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان کمال اور آپ کی قوت قدسیہ کا زبردست اثر بیان کرتا ہے کہ آپ کی روحانی اولاد اور روحانی تاثیرات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ آئندہ اگر کوئی فیض اور برکت کسی کو مل سکتی ہے تو اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب وہ

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 428 تا

430 ایڈیشن ۲۰۰۳)

اب شفیع صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

”نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دوتا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔

مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے۔ موسیٰ نے وہ متاع پائے جس کو قرونِ اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائے جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔“ (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

زندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی۔“ (حقیقۃ الوحی ۱۱۴)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں احمد علیہ السلام کے ترانے

انتخاب از منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بزبانِ عربی:

ترجمہ

بزبانِ فارسی:

يَا عَيْنَ قَيْضِ اللّٰهِ وَالْعَرْفَانِ
يَسْمَعِي اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالْظَلَمَانِ
يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعَمِ الْمَنَانِ
تَهْوِي اِلَيْكَ الزُّمُرُ بِالْكِيْنِ
يَا شَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ
تَوُزُّ وَجْهَ الْبَرِّ وَالْعَمْرَانِ
قَوْمُ رَاوِكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ
مِنْ ذٰلِكَ الْبَنْدِ الَّذِي اَصْبَحَ
يَا لَلْفَتَى مَا حُسْنُهُ وَبِحَالُهُ
رَيْكَاهُ يُضِي الْقَلْبَ كَالرَّيْحَانِ
وَجْهَ الْمُهَيَّيْنِ ظَاهِرٌ فِي وَجْهِهِ
وَسُؤْنُهُ لَمَعَتْ بِهَذَا الشَّانِ
فَلَيْذَا يُحِبُّ وَيُسْتَعْقَى بِحَالِهِ
شَفَقًا بِهِ مِنْ زُمْرَةِ الْاَخْدَانِ
سُجَّحٌ كَرِيْمٌ بِاِخْلٍ خُلِّ الثَّقَنِ
خَيْرٌ وَفَاقَ طَوَائِفِ الْفِتْيَانِ
فَاقَ الْوَرَى بِكَمَالِهِ وَبِحَالِهِ
وَجَلَالِهِ وَجَنَابِهِ الرَّيَّانِ
لَا شَكَّ اَنْ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرَى
رَيْقُ الْكِرَامِ وَنَجْمَةُ الْاَعْيَانِ
تَمَكَّتْ عَلَيْهِ صِفَاتُ كُلِّ مَزِيَّةٍ
خُصِيَتْ بِهِ نَعْمَاءُ كُلِّ رَمَانِ
وَاللّٰهُ اِنَّ مُحَمَّدًا كَرِ دَافَةٍ
وَبِهِ الْوُصُولُ بِسُلْطَةِ السُّلْطَانِ
يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِي هَذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْدُ ثَانِي
يَا سَيِّدِي قَدْ جِئْتُ بِكَ لَاهِفًا
وَالْقَوْمُ بِالْاَكْفَارِ قَدْ اَذَانِي
يَلَهُ كَذْكُ يَا اِمَامَ الْعَالَمِ
اَنْتَ السُّبُوْقُ وَسَيِّدُ الشُّجْعَانِ
اُنْظُرْ اِلَيَّ بِرَحْمَةٍ وَتَحَنُّنٍ
يَا سَيِّدِي اَنَا اَحْقَرُ الْعِلْمَانِ
يَا حَبِ اِنَّكَ قَدْ كَخَلْتَ مَحَبَّةً
فِي مُهَجَتِي وَمَدَارِي وَجَنَانِي
اے خدا کے فیض اور عرفان کے چشمے
لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑتے ہیں
اے منعم و مٹان کے فضل کے سمندر
لوگ کوڑے لئے تیری طرف بھاگے آرہے ہیں
اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب
تو نے دیرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا
ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے
اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے
واہ کیا ہی خوش شکل اور خوبصورت جوان ہے
جس کی خوشبودل کو ریحان کی طرح شیفہ کر لیتی ہے
اس کے چہرہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے
اور اس کی شان سے خدا کی شان نمایاں ہو گئی ہے
اسی لئے وہ محبوب ہے اور اس کا جمال اس لائق ہے کہ تمام
دوستوں کو چھوڑ کر اسی کے جمال سے وابستگی پیدا کی جائے
خوش، خوش، کریم، بخشنے، عاشق، تقویٰ
کریم الطبع اور تمام اسخیا سے بڑھ کر بخشنے
اپنے کمال اور جمال اور جلال اور تازگی دل کے
سبب سے تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے
بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الوریٰ
برگزیدہ کرام اور چنییدہ اعیان ہیں
ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ کے وجود میں اپنے کمال کو
پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ کی نعمتیں آپ کی ذات پر ختم ہیں
اللہ کی قسم! آنحضرت ثنائی دربار کے سب سے اعلیٰ افسر کبیر ہیں
اور آپ ہی کے ذریعہ سے دربار سلطانی میں رسائی ہو سکتی ہے
اے میرے رب اپنے اس نبی پر ہمیشہ درود بھیج
اس دنیا میں بھی اور دوسرے بعثت میں بھی
میرے آقا! میں سخت غمزدہ ہو کر تیرے دروازہ پر آیا ہوں
اور قوم نے مجھے کافر کہہ کر ستایا ہے
آفرین تجھے اے امام جہاں
تو سب سے بڑھا ہوا اور شجاعوں کا سردار ہے
مجھ پر رحم اور محبت کی نظر کر!
اے میرے آقا میں تیرا ایک ناچیز غلام ہوں
اے میرے پیارے تیری محبت میری جان
میرے سر اور دماغ میں رچ گئی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 594)

عجب نوریت در جان محمدؐ
ز ظلمتھا دلے آنگہ شود صاف
عجب دارم دل آں ناکساں را
ندانم نیچ نفسے در دو عالم
خدا زان سینہ بیزار ست صد بار
خدا خود سوزد آں کرم دنی را
اگر خواہی نجات از مستی نفس
اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
اگر خواہی دلیے عاشقش باس
سرے دارم فدائے خاک احمدؐ
بکیونے رسول اللہ کہ ہستم
دریں رہ گر کفیدم و بسوزند
بکار دیں نعرسم از جہانے
بے سہست از دنیا بریدن
فدا شد در ریش ہر ذرۂ من
دگر استاد را نامے ندانم
بدیگر دہرے کارے ندارم
مرا آں گوشت چشمے بیاید
دل زارم بہ پہلویم مجونید
من آں خوش مرغ از مرغان قدم
تو جان ما مؤثر کر دی از عشق
درینا گر دہم صد جاں دریں راہ
چہ ہیبت ہا بداند این جواں راہ
الا اے دشمن نادان و بے راہ
رو موئی کہ گم کردند مردم
الا اے مکر از شان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
عجب لعلیت در کان محمدؐ
کہ گردد از محبتان محمدؐ
کہ زو تابند از خوان محمدؐ
کہ دارد شوکت و شان محمدؐ
کہ ہست از کینہ داران محمدؐ
کہ باشد از عدوان محمدؐ
بیا در ذلیل مستان محمدؐ
بشو از دل ثنا خوان محمدؐ
محمدؐ ہست برہان محمدؐ
دلہم ہر وقت قربان محمدؐ
ثار زوئے تابان محمدؐ
نتایم زوئی ایوان محمدؐ
کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ
بیاد حسن و احسان محمدؐ
کہ دیدم حسن پنهان محمدؐ
کہ خواندم در دبستان محمدؐ
کہ ہستم کشف آن محمدؐ
نخواہم بخو گلستان محمدؐ
کہ ہستمیش بدامان محمدؐ
کہ دارد جا بہ بستان محمدؐ
فدایت جانم اے جان محمدؐ
نباشد نیز شایان محمدؐ
کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ
بترس از تیغ بزبان محمدؐ
بخو در آل و اعوان محمدؐ
ہم از نور نمایان محمدؐ
بیا بگر ز غلمان محمدؐ

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے۔ دل اس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمدؐ کے محبوبوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ میں اُن نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمدؐ کے دسترخوان سے منہ پھیرتے ہیں۔ دونوں جہان میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمدؐ کی شان و شوکت رکھتا ہو۔ خدا اس دل سے سخت بیزار ہے جو محمدؐ سے کینہ رکھتا ہو۔ خدا خود اس ذلیل کیڑے کو جلا دیتا ہے جو محمدؐ کے دشمنوں میں سے ہو۔ اگر تو نفس کی بدستوں سے نجات چاہتا ہے تو محمدؐ کے مستانوں میں سے ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تیری تعریف کرے تو تیرے دل سے محمدؐ کا مدح خوان بن جا۔ اگر تو اس کی سچائی کی دلیل چاہتا ہے تو اس کا عاشق بن جا کیونکہ محمدؐ ہی خود محمدؐ کی دلیل ہے۔ میرا سرا محمدؐ کی خاک پا پر نثار ہے اور میرا دل ہر وقت محمدؐ پر قربان۔ رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ میں محمدؐ کے نورانی چہرے پر قربان

۳

کوئی دیں دین محمدؐ سانہ پایا ہم نے
یہ شمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
جب سے عشق اُس کا دل میں بٹھایا ہم نے
اپنے سینہ میں یہ ایک شہر بسایا ہم نے
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری رہ میں اڑایا ہم نے
تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
لاجرم درپہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
معنی رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار
گرچہ نکلے روم کی سرحد سے یا از رنگ بار
(برائین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مطبوعہ ۱۹۰۸ء روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۷)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
آج ان نوروں کا ایک زور ہے اس عاجز میں
جب سے یہ نور ملا نورِ پیبر سے ہمیں
مصطفیٰؐ پر ترابے حد ہو سلام اور رحمت
رابط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
ترے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
شانِ حق تیرے شائل میں نظر آتی ہے
چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات
دلبر! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
نور لائے آسمان سے خود بھی وہ اک نور تھے
روشنی میں مہرتاباں کی بھلا کیا فرق ہو

ہوں۔ اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جاوے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی میں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ
نہیں پھیروں گا۔ دین کے معاملہ میں میں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمدؐ کے ایمان
کا رنگ ہے۔ دنیا سے قطع تعلق کرنا نہایت آسان ہے بس محمدؐ کے حسن و احسان کو یاد کر لے۔ اس کی
راہ میں میرا ہر ذرہ قربان ہے کیونکہ میں نے محمدؐ کا مخفی شُبن دیکھ لیا ہے۔ میں اور کسی استاد کا نام نہیں
جانتا کیونکہ میں تو محمدؐ کے مدرسہ میں پڑھا ہوں۔ کسی معشوق سے مجھے واسطہ نہیں کہ میں تو محمدؐ کے ناز و
ادا کا مقتول ہوں۔ مجھے تو اسی آنکھ کی نظر مہر درکار ہے میں محمدؐ کے باغ کے سوا اور کچھ نہیں
چاہتا۔ میرے زخمی دل کو میرے پہلو میں تلاش نہ کرو کہ اُسے تو ہم نے محمدؐ کے دامن سے باندھ دیا
ہے۔ میں طائرِ انِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمدؐ کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے۔ تو نے عشق کی
وجہ سے ہماری جان کو روشن کر دیا اے محمدؐ کی جان! تجھ پر میری جان فدا ہو۔ اگر اس راہ میں میں سو
جان سے قربان ہو جاؤں تو بھی مجھے یہ افسوس رہے گا کہ یہ محمدؐ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ اس
جوان کو کس قدر رعب دیا گیا ہے کہ محمدؐ کے میدان میں کوئی بھی (مقابلہ پر) نہیں آتا۔ اے نادان
اور گمراہ دشمن ہوشیار ہو جا اور محمدؐ کی کانٹے والی تلوار سے ڈر!!۔ خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے
بھلا دیا ہے تو محمدؐ کے آل اور انصار میں ڈھونڈ۔ خبردار ہو جا اے وہ شخص جو محمدؐ کی شان اور نیز محمدؐ کے
چمکتے ہوئے نور سے منکر ہے۔ کہ اگرچہ کرامت اب ہر جگہ مفقود ہے۔ مگر تو آ اور اُسے محمدؐ کے غلاموں
میں دیکھ لے۔



بزبانِ اردو

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوری

۲

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
سب پاک ہیں پیبر اک دوسرے سے بہتر
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
پہلے تو وہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اتارے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
وہ یار لا مکانی وہ دلبر نہانی
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلین ہے
حق سے جو حکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
آنکھ اُس کی دُور ہیں ہے دل یار سے قریں ہے
جوراز دیں تھے ہمارے اُس نے بتائے سارے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا

ہم تھے دلوں کے اندھے سو سوادلوں میں پھندے

پھر کھولے جس نے چندے وہ مجتبیٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم صفحہ ۴۸)

برکاتِ دُرود کے متعلق روایا

بانیِ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے دُرود شریف پڑھا کہ دل و جان معطر ہو گیا۔ اسی
رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آپ دُلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے
آتے ہیں۔ اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی
تھیں صلی اللہ علیہ وسلم“

(برائین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۴۳ حاشیہ نمبر ۳)

”ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود
بھیجے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت
دقیق ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے وابتغوا الیہ
الوسیلۃ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی مائشکی آئے اور
ایک اندرونی راستہ سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور اُن کے
کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ہذا یحییٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸)

نذرانہ درود و سلام بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

منجانب

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام (مرتبہ بشیر الدین الدین - سکندر آباد)

(۱) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِلْکِ یَوْمِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ وُلْدِ اَدَمَ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ اَصْحٰی الْأَصْفِیَاءِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (کرامات الصادقین)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار رحمن، رحیم جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اور درود و سلام ہو تمام نسلِ آدم اور جمعِ انبیاء و رسل کے سردار اور جملہ برگزیدوں سے بزرگ تر محمد ﷺ خاتم النبیین پر اور آپ ﷺ کے سب آل و اصحاب پر۔

(۲) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ - رَبِّ اَمْطُرْ مَطَرُ السُّوْرِ عَلٰی مُکَلِّبِیْہِ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْمَنْصُوْرِیْنَ“ (کرامات الصادقین صفحہ ۱۰۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو ہمارے آقا اور رسول اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر۔ اے میرے رب! آپ کے مکتبین پر عذاب نازل کرو اور ہمیں غلبہ پانے والوں میں شامل فرما۔

(۳) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی قَوْمِ مُوْجِعِ سَیِّمًا عَلٰی اِمَامِ الْأَصْفِیَاءِ وَسَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (ازالہ اوہام صفحہ ۳)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور سلامتی ہو تکالیف برداشت کرنے والی قوم پر خاص طور پر برگزیدوں کے امام اور انبیاء کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی سب آل اور اصحاب پر۔

(۴) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ وَصَفْوۃِ اَحَبِّہٖ وَخَیْرِہٖ مِنْ خَلْقِہٖ وَمِنْ کُلِّ مَا ذَرَعُوْہٗ وَبَرَّوْہٗ وَخَاتَمِ اَنْبِیَآئِہٖ وَفَرَّ اَوْلِیَآئِہٖ سَیِّدِنَا وَاِمَامِنَا وَنَبِیِّنَا“

مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی الَّذِیْ ہُوَ شَمْسٌ لِلّٰہِ لِتَنْوِیْرِ قُلُوْبِ اَهْلِ الْاَرْضِیْنَ وَآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَکُلِّ مَنْ اَمَنَ وَاعْتَصَمَ بِحَبْلِہٖ وَاللّٰہُ وَآلِہٖ وَبَجِیْعِ عِبَادِہٖ الصَّالِحِیْنَ“ (نور الحق صفحہ ۱)

ترجمہ: ”تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہے اس کے نبیوں کے سردار پر جو اس کے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اس کی مخلوق اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم النبیین اور فخر اولیاء ہے ہمارا سید ہمارا امام نبی محمد مصطفیٰ جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کیلئے خدا کا آفتاب ہے۔ اور سلام اور درود اس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور ہر ایک پر جو مومن اور جبل اللہ سے پیغمبر مانے والا متقی ہو۔ ایسا ہی خدا کے تمام نیک بندوں پر سلام۔“

(۵) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُحْسِنِ الْمَنَّانِ جَالِی الْاَحْزَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اِمَامِہٖ الْاَنْسِ وَالْجَنَّ طَیِّبِ الْجَنَّتَانِ قَائِدِ الْجَنَّتَانِ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَصْحَابِہٖ الذِّیْنَ سَعَوْا اِلَیْ عِیُوْنِ الْاِیْمَانِ کَالظُّلُمَانِ وَتَوَلَّوْا فِی وَقْتِ تَرْوِیْقِ الْبَیْطِیِّ بِنَدْوِی الْکَمَالِ الْعَمَلِ وَتَکْمِیْلِ الْعِزِّ وَآلِہٖ الذِّیْنَ هُمْ لِشَجَرَةِ النُّبُوۃِ کَالْاَعْصَانِ وَلِشَاقَمَةِ النَّبِیِّیِّ کَالزَّیْتَانِ“ (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱)

ترجمہ: ”اس خدا نے محسن کا شکر ہے جو احسان کرنے والا اور غموں کو دور کرنے والا ہے اور اس کے رسول پر درود اور سلام جو اس اور جن کا امام اور پاک دل اور بہشت کی طرف کھینچنے والا ہے۔ اور ان کے اصحاب پر سلام جو ایمان کے چشموں کی طرف پیاسے کی طرح دوڑے اور گمراہی کی اندھیری راتوں میں علمی اور عملی کمال سے روشن کئے گئے۔ اور اس کی آل پر درود جو نبوت کے درخت کی شاخیں نبی کریم ﷺ کی قوت شامہ کے لئے ریحان کی طرح ہیں۔“

(۶) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ

وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (جنگ مقدس صفحہ ۳)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں۔ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود اور سلام ہو اس کے رسول محمد ﷺ اور آپ کی تمام آل اور اصحاب پر۔

(۷) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام ہو خدا کے رسولوں میں سے سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۸) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (الوصیت صفحہ ۲)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود و سلام ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر اور آپ کے سب آل اور اصحاب پر۔

(۹) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَیْرِ الْوَزَرِی سَیِّدِ کُلِّ مَا فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ“ (نزول المسیح صفحہ ۱۸۶)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں اور درود و سلام ہو اس کے رسول محمد ﷺ پر جو تمام رسولوں سے افضل اور تمام مخلوق سے بہتر اور زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں۔

(۱۰) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ“ (تزیان القلوب صفحہ ۳۵)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور سلامتی ہو اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ پر۔

(۱۱) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَوْلٰی الرَّعْمِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَبِرَاجِ الْاُمَمِ وَآصْحَابِہٖ الْہَادِیْنَ

الْمُہْدِیِّیْنَ وَآلِہٖ الطَّاهِرِیْنَ“ (من الرحمن صفحہ ۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو سب نعمتوں کا مالک ہے اور درود و سلام ہو رسولوں کے سردار اور اُمتوں کے چراغ (حضرت محمد ﷺ) اور ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے آپ کے اصحاب اور طاہروں مطہر آپ کی آل پر۔

(۱۲) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّلٰوٰتِ الْعُلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الرُّسُلِ وَأَفْضَلِ کُلِّ مَنْ اُرْسِلَ اِلَی الْوَزَرِی وَآصْحَابِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَآلِہٖ الطَّاهِرِیْنَ وَکُلِّ مَنْ تَبِعَہٗ وَآلِہٖ“ (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۷۴)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جو بلند آسمانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں سے بہتر اور مخلوق کی طرف بھیجے گئے تمام رسولوں سے افضل ہیں اور آپ کے طیب اصحاب اور پاکباز آل اور ہر اس شخص پر جو آپ کی پیروی کرے اور تقویٰ اختیار کرے سلامتی ہو۔

(۱۳) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَخَیْرِ خَلْقِہٖ وَأَفْضَلِ رُسُلِہٖ مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ“ (تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۸۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے اور درود و سلام ہو خدا کی تمام مخلوقات میں سے بہتر اور اس کے سب رسولوں سے افضل رسول محمد ﷺ پر اور آپ کی جملہ آل اور اصحاب پر۔

(۱۴) ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَخَیْرِ الرُّسُلِ وَنَجْوٰی النَّعْبِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُنْدَلِیْنَ وَأَفْضَلِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَآلِہٖ الطَّاهِرِیْنَ الْمُطْہَرِّیْنَ وَآصْحَابِہٖ الذِّیْنَ هُمْ اٰیٰتُ الْحَقِّ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مِنْ عِبَادِہٖ الصَّالِحِیْنَ“۔ (انجامِ آخر صفحہ ۷۳)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو رسولوں میں سے بہتر اور چنیدہ وجودوں میں سے بھی چنیدہ و برگزیدہ حضرت محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیق اور تمام اولین اور آخرین سے افضل ہیں اور آپ کے طاہر و مطہر آل پر اور آپ کے اُن صحابہ پر جو حق تعالیٰ کے نشانات اور تمام جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ اور (اسی طرح درود و سلام ہو) خدا کے ہر ایک نیک اور صالح بندے پر۔

(۱۵) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ وَمَقْبُولِهِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ رَسُولِهِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ (اتمام الحجۃ صفحہ ۲) ترجمہ: اور درود و سلام ہو اُس (خدا) کے رسول مقبول ﷺ پر جو خیر الرسل اور خاتم النبیین ہیں۔

(۱۶) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى السَّيِّدِ الْكَرِيمِ الْحَبِيبِ الْكَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ وَفَخْرِ الْمُرْسَلِينَ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۰)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو تمام معززوں اور پاکبازوں کے سردار اور تمام رسولوں کے فخر خاتم الانبیاء ﷺ پر۔

(۱۷) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ رُسُلِهِ وَخَاتَمِ أَنْبِيَائِهِ وَإِمَامِهِ أَوْلِيَاءِهِ وَسُلَالَةِ أَنْوَارِهِ وَلُبَّابِ ضِيَاءِهِ ۝ الرَّسُولِ النَّبِيِّ الْأَخْيَرِ الْمُبَارَكِ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو رسولوں کے سردار اور انبیاء کی مہر اور اولیاء کے امام اور خدا کے نور اور اس کی ضیاء کے اصل یعنی اس رسول نبی امی پر جو مبارک وجود ہے۔

(۱۸) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ رُسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى الَّذِي هُوَ سَيِّدُ قَوْمِ الْكَسْرَةِ إِزَادَتُهُمُ الْبَهْرِيَّةُ وَأَزِيدَتْ حَرَكَتُهُمُ الظُّبَيْرِيَّةُ وَحَزَتْ فِي بَوَاطِنِهِمُ الْأَمْحَرُ الرَّوْحَانِيَّةُ (کرامات الصادقین صفحہ ۶۳)

ترجمہ: درود و سلام ہو رسولوں کے سردار اور خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو ایسی قوم کا سردار ہے جن کے بشری ارادے ٹوٹ گئے اور طبعی حرکات (تقاضے) زائل کر دیئے گئے اور اُن کے باطن میں روحانی سمندر

جاری ہو گئے۔

(۱۹) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (ازالہ ادہام صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو ہمارے نبی اور ہمارے آقا محمد ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب اور خدا کے تمام نیک بندوں پر۔

(۲۰) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الرُّسُلِ الَّذِي افْتَطَى حَتْمُ نُبُوَّتِهِ أَنْ تُبْعَثَ مِنْهُ الْآلِیَاءُ مِنْ أَقْبَمِهِ وَأَنْ تُفَوَّرَ وَتُفَمَّرَ إِلَى انْقِطَاعِ هَذَا الْعَالَمِ أَهْجَارُهُ وَلَا تُغْفَى أَثَارُهُ وَلَا تُغَيَّبَ تَذْكَارُهُ (الہدیٰ صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: درود اور سلامتی ہو اُس خاتم الرسل پر جس کی ختم نبوت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ اس کی امت میں سے انبیاء کی مانند لوگ مبعوث کئے جائیں اور اس کے درخت اس دنیا کے منقطع ہونے تک روشنی اور پھل دیں اور آپ کے آثار مٹ نہ جائیں اور آپ کا ذکر غائب نہ ہو۔

(۲۱) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ رُسُلِهِ وَأَفْضَلِ أَنْبِيَائِهِ وَسُلَالَةِ أَصْفِيَائِهِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْهِ اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ الْمُقَرَّبُونَ (اشتہار تلخیص رسالت جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

ترجمہ: اور درود و سلام ہو سب رسولوں سے بہتر اور تمام انبیاء سے افضل اور برگزیدہ بندوں کے اصل محمد مصطفیٰ ﷺ پر جس پر خدا اور اس کے فرشتے اور تمام مقرب مومن درود بھیجتے ہیں۔

(۲۲) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ مُحَمَّدٍ أَحْمَدَ الَّذِي كَانَ اسْمُهُ هَذَا اِنْ أَوَّلَ اسْمَاءِ (نجم الہدیٰ صفحہ ۱)

ترجمہ: رسول نبی امی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے۔ یہ دونوں نام اُس کے وہ ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے تو سب سے اوّل یہی دو نام پیش ہوئے تھے۔

(۲۳) وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الرُّسُلِ وَنُورِ الْأُمَمِ وَخَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَأَصْحَابِهِ الْهَادِينَ

الْمُهْتَدِينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الْمُطَهَّرِينَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ (من الرحمن صفحہ ۱۹)

ترجمہ: اور سلام اور صلوٰۃ اس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار اور امتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیب اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر۔

(۲۴) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ (اشتہار تلخیص رسالت جلد اول صفحہ ۱۲)

ترجمہ: اے اللہ! تو محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج جو تمام رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہے۔

(۲۵) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَكْثَرَ مِمَّا صَلَّيْتَ عَلَى آخَرِ مَنْ أَنْبِئَانَاكَ وَتَبَارَكَ وَسَلِّمْ (ازالہ ادہام حصہ اول صفحہ ۱۰۵ احاشیہ)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اُس سے زیادہ درود بھیج جتنا تو نے اپنے نبیوں میں سے کسی نبی پر بھیجا ہو۔ اور برکت اور سلامتی آپ پر نازل فرما۔

(۲۶) اللَّهُمَّ فَصِّلْ وَسَلِّمْ عَلَى ذَلِكَ الشَّفِيعِ الْمُشْفِعِ الْمُنِجِّ لِنَوْعِ الْإِنْسَانِ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ نوع انسان کے نجات دہندہ اور شفاعت کرنے والے اس وجود پر درود اور سلام بھیج۔

(۲۷) اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ بِعَدَدِ نُجُومِ السَّنُونِبِ وَكَذَرَاتِ الْأَرْضِينَ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذرات کی تعداد کے برابر آپ پر درود و سلام بھیج۔

(۲۸) اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۳۷)

ترجمہ: اے اللہ! جزاء و سزا کے دن تک آپ پر اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیج۔

(۲۹) اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۷۲) ترجمہ: اے اللہ! آپ پر جزاء و سزا کے دن تک درود اور سلام بھیج۔

(۳۰) اللَّهُمَّ فَصِّلْ وَسَلِّمْ وَتَبَارَكَ عَلَيْكَ بِعَدَدِ كُلِّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنَ الْقَطَرَاتِ وَالذَّرَاتِ وَالْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ وَبِعَدَدِ كُلِّ مَا فِي السَّنُونِبِ وَبِعَدَدِ مَا ظَهَرَ وَخُتَفَى وَبِلُغَةِ وَمَنَّا سَلَامًا مِمَّا تَلَأَّ أَرْجَاءُ السَّمَاءِ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴۴)

ترجمہ: اے اللہ! تو آپ پر زمین میں موجودہ قطرات و ذرات و زندوں اور مردوں کی تعداد کے برابر اور ہر اُس چیز کی تعداد کے برابر جو ظاہر ہے اور مخفی ہے درود اور سلام بھیج اور تو آپ کو ہم سے ایسا سلام پہنچا جو آسمان کے اطراف کو بھر دے۔

(۳۱) اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَتَبَارَكَ عَلَيْكَ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ تُحْمِلَهُ رَبِّ الْعَالَمِينَ (اتمام الحجۃ ۲۸)

ترجمہ: اے اللہ! آپ پر درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اسی طرح آپ کی آل اور تمام اصحاب پر بھی اور ہماری آخری صدا یہی ہے کہ ہر قسم کی تعریف خدا تعالیٰ کیلئے ثابت ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(۳۲) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْكَ وَتَبَارَكَ وَسَلِّمْ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (تزیین القلوب صفحہ ۱۰)

ترجمہ: اے اللہ! آپ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما یقیناً خدا تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اس نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو! تم بھی آپ پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی کی دعا کرو۔

(۳۳) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آپ کی جملہ آل و اصحاب پر درود بھیج۔

(۳۴) اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ (زندہ نبی اور زندہ مذہب صفحہ ۲۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آپ کی

آل پر درود بھیج۔

(۳۵) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“
(کشتی نوح صفحہ ۱۱۱)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد (ﷺ) پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۳۶) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ“
(الحکم ۹ جولائی ۱۹۰۰ صفحہ ۵)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۳۷) ”اللَّهُمَّ فَصِّلْ وَسَلِّمْ“
عَلَى أَفْضَلِ رُسُلِكَ وَخَاتِمِ أَنْبِيَائِكَ
مُحَمَّدٍ خَيْرِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ“
(سراخلافہ صفحہ ۶۳)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے رسولوں میں سے سب سے افضل اور تیرے نبیوں کے خاتم محمد (ﷺ) پر جو تمام انسانوں سے بہتر ہیں درود اور سلام بھیج۔

(۳۸) ”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِقَدْرِ هَيْبَةٍ وَخَمَةِ وَحُزْنِهِ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنْزِلْ عَلَيْهِ أَنْوَارَ رَحْمَتِكَ إِلَى الْأَكْبَادِ“
(برکات الدعا صفحہ ۶)

ترجمہ: اے اللہ! آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر درود اور سلام بھیج اور جس قدر اس امت کیلئے آپ کے ہم و غم ہیں اس قدر برکتیں اور اپنی رحمتوں کے انوار آپ پر ہمیشہ نازل فرماتا رہ۔

(۳۹) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ أَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ“
(برکات الدعا شہار صفحہ ۲۹)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد ﷺ پر جو سب رسولوں سے افضل اور خاتم النبیین ہیں درود بھیج۔

(۴۰) ”اللَّهُمَّ فَصِّلْ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ الرُّسُلِ وَالنَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ الصَّالِحِينَ الصَّادِقِينَ“
(براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۳)

ترجمہ: اے اللہ! آپ پر اور رسولوں اور نبیوں میں سے آپ کے تمام روحانی بھائیوں اور آپ کی پاک و مطہر آل اور صالح و صدیق اصحاب پر درود بھیج۔

(۴۱) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَخَلِيفَتِكَ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“
(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ: اے اللہ! اپنے نبی اور حبیب سب نبیوں کے سردار اور سب رسولوں سے بہتر اور افضل خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۲) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ“
(براہین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۵۵۳)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔

(۴۳) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ“
أَلْحَسَنُ دَلْوِ الَّذِي هَذِي قَلْبِنَا لِحُبِّهِ
وَلِحُبِّ رَسُولِهِ وَجَمِيعِ عِبَادِهِ الْمُقَرَّبِينَ“
(سرمہتمم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد (ﷺ) اور آپ کی آل اور تمام اصحاب پر درود بھیج۔ تمام تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جس نے ہمارے دل کو اپنی محبت اور اپنے رسول کی محبت اور اپنے تمام مقرب بندوں سے محبت کرنے کیلئے ہدایت دی۔

(۴۴) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى عَبْدِكَ الْمَسِيحِ الْمَوْعُودِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“
(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بروایت مولوی عبدالستار صاحب کابلی فہار جڑ بحوالہ رسالہ درود شریف مؤلفہ محمد اسماعیل صاحب صفحہ ۱۳۴)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد اور اصحاب محمد ﷺ اور اپنے بندے مسیح موعود پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

(۴۵) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ خَيْرُ الْخَيْرِ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ خَيْرُ الْخَيْرِ“
(کتوبات احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱۸)

ترجمہ: اے اللہ! محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج اور برکتیں اور سلامتی نازل فرما۔

پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکتیں نازل فرما محمد اور آل محمد ﷺ پر جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۶) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَآلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ خَيْرُ الْخَيْرِ“
(درکون صفحہ ۱۱۳)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ اور ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار ابراہیم اور آل ابراہیم پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۷) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَآلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ خَيْرُ الْخَيْرِ“
(درکون صفحہ ۱۱۳)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج جس طرح کہ تو نے ہمارے سردار اور ہمارے نبی ابراہیم اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر درود بھیجا۔ یقیناً تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

(۴۸) ”اللَّهُمَّ فَصِّلْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ وَآلِهِ الْمُطَهَّرِينَ الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِهِ الَّذِينَ هُمْ أَسْوَدُ مَا فِي الْأَنْهَارِ وَهَبَانُ اللَّيَالِي وَنُجُومُ الدِّينِ رَحِمَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ“
(الحکم الہدی صفحہ ۴)

ترجمہ: اے خدا! اس نبی پر سلام اور درود بھیج اور اس کے آل پر جو مطہر اور طیب ہیں اور اس کے اصحاب پر جو دن کے میدانوں کے شیر اور راتوں کے راہب ہیں۔ اور دین کے ستارے ہیں۔ خدا کی خوشنودی ان سب کے شامل حال ہو۔

(۴۹) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى هَذَا الرُّسُولِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي سَقَى الْأَجْرِينَ كَمَا سَقَى الْأَوَّلِينَ وَصَبَّغَهُمْ بِصَبْغِ نَفْسِهِ وَأَذْخَلَهُمْ فِي

الْمُطَهَّرِينَ“ (اعجاز المسح صفحہ ۱)

ترجمہ: اے خدا! اس رسول نبی امی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی اسی طرح سیراب کیا جس طرح اولین کو سیراب کیا اور ان کو اپنی ذات کے رنگ میں رنگین کیا اور مطہرین میں انہیں داخل کیا۔

(۵۰) ”اللَّهُمَّ فَصِّلْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِهِ النَّاصِرِينَ الْمُتَصَوِّتِينَ فَحَسْبُ لِلَّهِ الَّذِينَ أَكْرَمُوا اللَّهَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَعَزَّاهُمْ وَأَمَّا وَاللَّهُمَّ وَالْبَنِينَ“
(البلاغ) فریاد درود صفحہ ۶۳

ترجمہ: اے خدا! اس آپ پر جزاء سزا کے دن تک درود و سلام بھیج۔ اسی طرح آپ کی طاہر و طیب آل پر اور خدا کے برگزیدہ نامرد منصور اصحاب پر بھی درود و سلام بھیج جنہوں نے خدا کو اپنی جانوں اور اپنی عزتوں اور اپنے اموال اور بیٹوں پر ترجیح دی۔

(۵۱) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وَلَدِ آدَمَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ“
(انجام آختم صفحہ ۵۴)

ترجمہ: محمد اور اس کی آل پر درود بھیج وہ بنی آدم کا سردار اور خاتم الانبیاء ہے۔

(۵۲) ”اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى رَسُولِكَ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ أَمِينِ رَحْمَتَا أَمِينِ“
(اتمام الحجہ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: اپنے رسول اور خاتم النبیین پر درود و سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔ اے ہمارے رب قبول فرما۔

(۵۳) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَخَلِيفَتِكَ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَيْرِ الْمُرْسَلِينَ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ عَمَائِدِ الْمِلَّةِ وَالْدِّينِ وَعَلَى جَمِيعِ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ“
(سراخلافہ صفحہ ۱-۲)

ترجمہ: اور اپنے نبی اور اپنے حبیب محمد (ﷺ) پر جو خاتم النبیین اور خیر المرسلین

ہیں۔ درود اور سلام بھیج اور برکتیں نازل فرما۔
اسی طرح آپ کی طیب و طاہر آل اور اصحاب
پر جو ملت اور دین کے ستون ہیں اور اپنے تمام
نیک بندوں پر بھی درود و سلام بھیج اور برکتیں
نازل فرما۔

(۵۵) ”صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ
مُحَمَّدٍ الصَّلَاةُ هُوَ الْمُرْتَبِي“

(برائین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ صفحہ ۲۲۵)
ترجمہ: محمدؐ اور آل محمدؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود
بھیج کہ وہی مرتبی ہے۔

(۵۶) ”صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ“
(برائین احمدیہ جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۶۱۲)
ترجمہ: محمدؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔

(۵۷) ”صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى
مُحَمَّدٍ“ (اہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
ترجمہ: تجھ پر اور محمدؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خدا
نے درود بھیجا۔

(۵۸) ”صَلِّ اللَّهُ عَلَى حَبِيبِهِ
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلِّمْ“

(بروایت سید عاتیت علی شاہ صاحب لدھیانوی)
ترجمہ: خدا اپنے حبیب محمدؑ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اور آپؐ کی آل پر درود بھیجے۔

(۵۹) ”وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ خَيْرِ
الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَهَبْ لَهُ
مَرَاتِبَ مَا وَهَبْتَ لِغَيْرِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ
رَبِّ أَعْطِهِ مَا أَرَدْتَ أَنْ تُعْطِيَنِي مِنَ
الْثَّغَمَاءِ ثُمَّ اغْفِرْ لِي بِوَجْهِكَ وَأَنْتَ
أَرْحَمُ الرَّحْمَاءِ“۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۲۰۰)

ترجمہ: تمام رسولوں میں سے برگزیدہ اور
تمام متقیوں کے پیشوا حضرت محمدؑ پر درود بھیج
اور آپؐ کو وہ مراتب بخش جو تو نے کسی اور نبی کو نہیں
بخشے۔ اے میرے رب! جو تعین تو نے مجھے دینے
کا ارادہ کیا ہے وہ بھی آپؐ ہی کو دے۔ اور پھر مجھے
اپنے وجہ کریم کے طفیل بخش دے۔ اور تو تمام رحم
کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

(۶۰) ”عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
مِنْ حَظَرَةِ الْعِزَّةِ“ (حقیقۃ الہدی صفحہ ۱۷)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر حضرت عزت (خدا کے
بزرگ) کی طرف سے درود و سلام ہوں۔

(۶۱) ”عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالصَّالِحِينَ مِنَ النَّاسِ
أَجْمَعِينَ“ (حقیقۃ الہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر اللہ اور فرشتوں اور

تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔

(۶۲) ”عَلَيْهِ سَلَامُ اللَّهِ الرَّؤُفِ
الرَّحِيمِ“ (حقیقۃ الہدی صفحہ ۲۰)

ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدائے رؤف و رحیم
کی طرف سے سلامتی ہو۔

(۶۳) ”عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَأَخْيَارِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ“
ترجمہ: اُس نبیؐ پر خدا اور اُس کے فرشتوں اور
تمام نیک بندوں کی طرف سے درود ہو۔

(۶۴) ”عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ
وَالْبَرَكَاتُ السَّيِّئَةُ“ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۳)
ترجمہ: اُن پر خدا تعالیٰ کا سلام اور
برکتیں ہوں۔

(۶۵) ”عَلَيْهِ سَلَامُ اللَّهِ وَصَلَوَاتُهُ
إِلَى يَوْمٍ يُعْطَى لَهُ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ
وَاللَّذَّاتُ الْعُلْيَا“۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵)
ترجمہ: خدا کا سلام اور درود ہو اُن پر
اُس روز تک کہ جس روز تک مقام محمود اور
درجات بلند کئے جائیں۔

(۶۶) ”نُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلَى هَذَا
النَّبِيِّ الْأَمِيِّ الَّذِي تَنَعَّكُسُ آتَوَارُهُ فِي
الصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ وَتُفْتَحُ بِاسْمِهِ
أَبْوَابُ الْبَرَكَاتِ وَتَتِمُّ بِنُورِهِ حُجَّةُ اللَّهِ
عَلَى الْكَافِرِينَ وَالْكَافِرَاتِ وَعَلَى إِلِهِ
الظَّالِمِينَ وَالظَّالِمَاتِ وَالْمُحْبُوبِينَ وَالْمُحْبُوبَاتِ وَجَمِيعِ
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: ہم اُس نبیؐ کی طرف سے درود بھیجتے ہیں
جس کے انوار نیک مردوں نیک عورتوں میں
چمکتے ہیں اور اُس کے نام کے ساتھ برکتوں کے
دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اُس کے نور
کے ساتھ کافروں پر خدا کی حجت پوری ہوتی
ہے اور درود اور سلام اُس کی آل پر جو پاک مرد
اور پاک عورتیں ہیں اور اُس کے اصحاب پر جو
خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں
ہیں اور ایسا ہی تمام نیک بندوں پر۔

(۶۷) ”وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُولِهِ
خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَأَخْبِرْ دَعْوَاكَ أَنْ آيِنَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

(نور الحق حصہ دوم صفحہ ۵۸)
ترجمہ: ہم خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود بھیجتے ہیں اور آخری دعا یہ ہے کہ الحمد للہ
رب العالمین۔

(۶۸) ”وَنَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى
رَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ الَّذِي نَجَّيْتَنَا بِهِ
مِنْ سُبُلِ الضَّلَالَةِ وَالطُّغْيَانِ
وَأَخْرَجْتَنَا بِهِ مِنْ ظُلُمَاتِ الْعَيْنِ
وَالْجَوْمَانِ“ (برائین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۱)

ترجمہ: اور ہم تجھ سے درخواست کرتے
ہیں کہ تو اپنے رسول نبیؐ کی طرف سے درود
بھیج جس کے ذریعہ تو نے ہمیں گمراہی اور سرکشی
کی راہوں سے نجات دی اور نابینائی و محرومی
کے اندھیروں سے ہمیں باہر نکالا۔

(۶۹) ”تَحْمَدُ اللَّهُ الْعَلَّيَّ الْعَظِيمَ
وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ“
(الاستغناء ضخیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

ترجمہ: ہم خدائے بلند شان و بزرگ کی
تعریف کرتے اور اُس کے معزز رسول پر درود
بھیجتے ہیں۔

(۷۰) ”تَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ صَلَوَاتِ
الْعَزِيزِ إِلَى الْغَرِيبِ“
(الاستغناء ضخیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

ترجمہ: ہم تیری تعریف کرتے اور درود
بھیجتے ہیں۔ عرش کے درود فرشتہ تک نازل ہو
رہے ہیں۔

(۷۱) ”تَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ“
(تحفہ غزنویہ صفحہ ۱)

ترجمہ: ہم اُس (خدا) کی تعریف کرتے
ہیں اور (اُس کے رسول پر) درود بھیجتے ہیں۔

(۷۲) ”فَأَحْمَدُهُ وَأُصَلِّيْ عَلَى نَبِيِّ
عَزَّتِي مِنْهُ تَرَكْتُ الْبَرَكَاتِ وَمِنْهُ
الْبُعْدَةُ وَالسَّادَةُ“

ترجمہ: پس میں اُس کی تعریف کرتا ہوں اور
نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں۔ اُسی سے تمام برکتیں
نازل ہوئیں۔ اور اُسی سے سب تانا بانا ہے۔

(۷۳) ”رَبِّ يَازِبَ صَلِّ وَسَلِّمْ
وَيَا لَكَ عَلَى ظُلْمِكَ النَّبِيِّ الرَّؤُفِ
الرَّحِيمِ وَعَلَى كُلِّ مَنْ أَحَبَّهُ وَأَطَاعَ
أَمْرَهُ وَاتَّبَعَ الْهُدَى“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۰۳)
ترجمہ: اے میرے رب! اے میرے رب! تو
درود اور سلام بھیج اور برکات نازل فرما اس
رؤف و رحیم رسول پر اور ہر اُس شخص پر جو آپؐ
سے محبت کرے اور آپؐ کے حکم کی اطاعت
کرے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔

(۷۴) ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ

اللَّهُ الْعَظِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ“

(تزیان القلوب صفحہ ۷۲)
ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات
اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ اے اللہ محمدؐ اور
آل محمدؑ پر درود بھیج۔

(۷۵) ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ
اللَّهُ الْعَظِيمِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ“ (نزل آج صفحہ ۲۰۸)
ترجمہ: پاک ہے خدا تعالیٰ کی ذات
اپنی حمد اور عظمت کے ساتھ۔ اے اللہ! محمدؐ اور
آل محمدؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔

(۷۶) ”كُلُّ بَرٍّ كَوْنٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلِّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ فَتَبَارَكَ مَنْ عِلْمُهُ
وَتَعَلَّمُ“ (برائین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۷)
ترجمہ: ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے ہے پس بہت برکت والا ہے وہ
انسان جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا ہے وہ جس
نے تعلیم پائی۔

(۷۷) ”وَأَدْعُو إِلَى وَصَايَا نَبِيِّ اللَّهِ
الْكَرِيمِ عَلَيْهِ أَلْفُ أَلْفِ صَلَوةٍ مِنَ
اللَّهُ الْكَبِيرِ الْعَظِيمِ“

ترجمہ: اور میں خدا کے اس نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی وصایا کی طرف بلاتا ہوں جس پر
خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہزاروں
ہزار درود ہیں۔

(۷۸) ”وَلَا يَنْبِي لَنَا إِلَّا مُحَمَّدٌ
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَتَبَارَكَ وَجَعَلَ أَغْدَاءَهُ مِنَ
الْمَلْعُونِينَ“ (انجام آتم صفحہ ۱۳۳-۱۳۴)

ترجمہ: خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا
ہمارا کوئی رسول نہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی
برکات نازل فرمائے اور آپ کے دشمنوں کو
لعنوں بنا دے۔

(۷۹) ”فَمَا أَعْظَمَ شَانَ كَمَالِهِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَآلِهِ“

(برائین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۶۹ حاشیہ)
ترجمہ: پس اُس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
شان کس قدر زیادہ بڑی ہے۔ اے اللہ اس پر
اس کی آل پر درود بھیج۔

(۸۰) ”يَا زِبَ تَبَارَكَ يَا زِبَ تَبَارَكَ يَا زِبَ تَبَارَكَ
رَبُّنَا الْكَرِيمِ وَنَحْمَدُكَ الْأَعْيَانِ

(نور الحق حصہ دوم صفحہ ۳۳)
ترجمہ: اے خدا محمد ﷺ کے منہ کے لئے اس میں برکت ڈال جو سب کریموں سے افضل اور برگزیدوں سے برگزیدہ ہے۔

(۸۱) يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ دَارِمًا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا وَبَعَثْ ثَانِيًا (آئینہ مکالات اسلام صفحہ ۴۷۵ القصیدہ)
ترجمہ: اے میرے رب! اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیج اس دنیا میں بھی اور دوسرے عالم میں بھی۔

(۸۲) صَلُّوا وَسَلِّمُوا عَلَى رَسُولِ حَبَشَ الرَّاسِ عَلَى قَدَمِهِ وَجَنِّبُوا إِلَى الرَّبِّ الرَّجِيمِ الْمَنَانِ (آئینہ مکالات اسلام صفحہ ۵)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پر درود اور سلام بھیجو جس کے قدموں پر سب لوگ اکٹھے گئے جائیں گے اور ربوبیت کرنے والے، بار بار رحم کرنے والے، بہت احسان کرنے والے خدا کی طرف پھینچے جائیں گے۔

(۸۳) صَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ وَسَلِّمُوا ثُمَّ اسْتَغْفِرُوا وَلَا أَنْفُسَكُمْ وَاسْتَغْفِرُوا (آئینہ مکالات اسلام صفحہ ۳۳۳)
ترجمہ: اور اس نبی کریم پر درود و سلام بھیجو اپنے نفسوں کے لئے بخشش طلب کرو اور اپنے نفسوں کا محاسبہ کرتے رہو۔

(۸۴) صَلُّوا عَلَى نَبِيِّكُمْ الْمُصْطَفَى وَهُوَ الْوَصْلَةُ بَيْنَ اللَّهِ وَخَلْقِهِ وَقَابِ قَوْسَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۶۵)
ترجمہ: خدا کے رسول ﷺ پر درود و سلام بھیجو کہ وہ خدا اور مخلوق میں وسیلہ ہے اور ان دونوں قوس الوہیت اور معدیت میں وجود واقع ہے۔

(۸۵) صَلُّوا عَلَى هَذَا النَّبِيِّ الْمُحْسِنِ الَّذِي هُوَ مَظْهَرُ صِفَاتِ الرَّحْمَنِ الْمَنَانِ (عجاز اس صفحہ ۱)
ترجمہ: اس محسن پر درود بھیجو جو خدائے رحمان و منان کی صفات کا مظہر ہے۔

(۸۶) لَطِيفٌ حَقٌّ بَدُودٌ رَوَّعٌ تَائِلٌ صِدْقٌ صَلَوةٌ وَسَلَامٌ جَائِلٌ (درکنون صفحہ 137)

ترجمہ: آپ کے روئے تاباں پر خدا کا لطف تھا۔ سینکڑوں درود و سلام آپ کی جان پر۔ (۸۷) زَقِيقٌ رَسُولٌ يَبْأِطُ سَلَامٌ آوَرِدُ كَمَا اَزْكَرُ دُكَارِ اَيِّنْ كَلَامٌ (درکنون صفحہ 181)

ترجمہ: خدا کے بے درپے سلام اس رسول پر ہوں کہ آپ خدا کی طرف سے یہ کلام یعنی قرآن کریم لائے۔

(۸۸) اے خدا بروئے سلام مارساں ہم بر اخوانش زہر پیغمبرے (برائین احمدیہ حصہ اول صفحہ 8)

ترجمہ: اے خدا اس تک اور اس کے ہر بھائی پیغمبر تک ہمارا سلام پہنچا۔

(۸۹) مصطفیٰ بود گنج پُر گوهر صد درود خدا بر آں سرور (درکنون صفحہ 57)

ترجمہ: محمد مصطفیٰ ﷺ لعل و جواہر سے بھرپور خزانہ ہیں۔ اس سردار پر خدا تعالیٰ کے سینکڑوں درود و سلام ہوں۔ (۹۰)

عَلَيْكَ سَلَامٌ اللَّهُ يَا مَرْجِعَ الْوُزَى لِكُنِّي ظِلَامٍ نُورٌ وَجْهَكَ تَبَيَّنَ (حماتہ البشری)

ترجمہ: اے مرجعِ خلافت! آپ پر خدا کے سلام ہوں آپ کے چہرہ کا نور تاریکی کے لئے سورج ہے۔ (۹۱)

وَصَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا اِيَّهَا الْوُزَى وَكَذَوَالَهُ طَرَقَ التَّشَاجُّرُ تَوَجَّرُوا (حماتہ البشری)

ترجمہ: اور اے لوگو! آپ پر درود و سلام بھیجو۔ اور آپ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو۔ تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

(۹۲) ”اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو“ (اتمام الحجہ صفحہ 28)

(۹۳) ”ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے“ (نسیم دعوت صفحہ 3)

(۹۴) ”یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا، اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ 115)

(۹۵) ”ہزار ہا درود اس معصوم نبی پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے اور ہزار ہا رحمتیں نبی کریم کے اصحاب پر جنہوں

نے اپنے خولوں سے اس باغ کی آب پاشی کی۔“ (برائین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 17)

(۹۶) ”اس عالی شان نبی اور اس کی آل و اصحاب پر ہماری طرف سے بے شمار درود اور سلام ہو جس نے کروڑ ہا لوگوں کو تاریکی سے نکالا اور پلید عقیدوں اور قابلِ شرم عملوں اور ناپاک رسموں سے رہائی بخشی۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ“ (آریہ دھرم صفحہ 2)

(۹۷) ”مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے۔“ (درشمن صفحہ 18)

(۹۸) وَالسَّلَامُ عَلَى هَذَا الْحَبْرِي الْبَاطِلِ الْمُظَفَّرِ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَى (کرامات الصادقین صفحہ 63)

ترجمہ: اور سلامتی ہو اس بہادر پہلوان پر جو اول و آخر (تمام ادوار) میں کامیاب و کامران ہے۔

(۹۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى خَلْفَائِهِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: اے خدا محمد اور آل محمد اور خلفائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔

خدا تعالیٰ کے حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دُعا:

اے میرے رب! مجھے اس اُمت کا نبی بنا دے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن حضرت موسیٰؑ کہیں جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی۔ اے موسیٰ! حضرت موسیٰؑ نے آواز سن کر دائیں بائیں دیکھا نہیں کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری دفعہ ان کو آواز آئی۔ اے موسیٰ بن عمران! اس پر پھر انہوں نے دوبارہ ادھر ادھر دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس سے موسیٰ ڈر گئے۔ کندھے کا گوشت کاٹنے لگا یعنی جسم میں جھر جھری سی محسوس ہوئی کہ نہ معلوم کہاں سے یہ آواز آرہی ہے۔ تیسری دفعہ پھر آواز آئی۔ اے موسیٰ! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس پر موسیٰؑ لبیک لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اپنا سراٹھا۔ حضرت موسیٰؑ نے سجدے سے سراٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! میں چاہتا ہوں کہ تُو میرے عرش کے سایہ کے نیچے آرام کرے جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ اس لئے تم یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح بن جاؤ بیوہ کے لئے محبت کرنے والے خاندان کی طرح ہو جاؤ۔ اے موسیٰ! رحم کرتا کہ تجھ پر رحم کیا جاوے۔ اے موسیٰ! جیسا تو کرے گا دیا بھرے گا۔ اے موسیٰ بنی اسرائیل کو بتادو کہ جو بھی میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس نے حضرت احمد علیہ السلام کا انکار کیا ہوگا تو میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ خواہ وہ میرے خلیل ابراہیم ہی کیوں نہ ہوں یا میرے کلیم موسیٰ ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا یہ احمد کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! مخلوق میں سے مجھے اس سے زیادہ پیارا کوئی نہیں لگتا میں نے اس کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ میں نے آسمان و زمین، شمس و قمر کے پیدا کرنے سے بیس لاکھ سال پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھ دیا تھا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! احمد اور اس کی امت سے پہلے کسی کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دوں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اس عظمت اور جلال والے نبی کی امت میں کیسے لوگ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ حمد کرنے والے ہوں گے۔ وہ بلند یوں پر چڑھتے اور اترتے اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، دین کی خدمت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہیں گے۔ ان کے پہلو پاکیزہ ہوں گے، دن کو روزہ رکھیں گے اور راتیں رہبانیت کی حالت میں گزاریں گے میں ان سے تھوڑا عمل بھی قبول کر لوں گا۔ صرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شہادت دینے پر ان کو جنت میں لے جاؤں گا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا۔ اے میرے رب! مجھے اس اُمت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس اُمت کا نبی اسی اُمت میں سے ہوگا۔ پھر موسیٰؑ نے کہا مجھے اس اُمت کا ایک فرد ہی بنا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تیرا زمانہ پہلے ہے، وہ نبی بعد میں آئے گا۔ اس لئے تو اس نبی کا امتی بھی نہیں بن سکتا۔ البتہ اگلے جہان میں دارالجلال اور جنت الفردوس میں اس نبی کی معیت تجھے عطا کروں گا۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱۲ بحوالہ علیہ الاولیاء لابن نعیم الموابہ اللہیہ صفحہ ۳۲۵۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبيب صفحہ ۲۶۳ مؤلفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام 'ختم نبوت' کے متعلق خلفائے احمدیت کی تحریرات

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح
الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین رضی
اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

”خاتم تو مہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مہر ہوئے
تو اگر ان کی امت میں کسی کا نبی نہیں ہوگا تو وہ
مہر کس طرح ہوئے یا مہر کس پر لگے گی“

(اخبار الحکم ۷ فروری ۱۹۰۷ء)
انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کیلئے یہ ایک
مشکل پیش آتی تھی کہ ان میں سے کوئی خلیفہ اور
کوئی یاد دلانے والا نائب نہ ہوتا تھا اس لئے
لوگ بے خبر ہو جاتے تھے اور قوم پھر سو جاتی
تھی۔ مگر مولیٰ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی نبوت کا دامن چونکہ اَلِیَّوْہِ الْبَقِیَّةِ
وسیع کر دیا ہے۔ اور آپؐ کا بھی دعویٰ اِیُّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ بَجِیْعًا کا ہے۔ اور
ایسی مضبوط کتاب آپؐ کو عطا فرمائی۔ ممکن تھا
کہ لوگ بے خبر رہتے۔ اس کی حفاظت کا انتظام
بھی خود ہی مولیٰ کریم نے فرما دیا۔ جیسے ظاہری
حفاظت کیلئے قراء اور حفاظ ہیں ایسے باطنی تعلیم
کیلئے ایک سامان مہیا فرمایا۔..... یہ احسان
ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو اسلام سے مخصوص ہے کہ
بھولی بری متاع اللہ تعالیٰ جیسا وقت ہوتا ہے
اس کے لحاظ سے اس کا یاد دلانے والا بھیج دیتا
ہے۔ یہ انعام ہے۔ یہ فضل اور احسان ہے اللہ
تبارک وتعالیٰ کا (الحکم ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت
دیکھو تو قیامت تک وسیع، کسی دوسرے نبی کو
اس قدر وسیع وقت نہیں ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ
زمان ہوئی اور بلحاظ مکان یہ کثرت کہ اِیُّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ بَجِیْعًا۔ میں ظاہر
فرمایا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں۔ یہ
کوثر مکان کے لحاظ سے عطا فرمائی۔ کوئی آدمی
نہیں ہے جو یہ کہہ دے کہ مجھے احکام الہی میں
اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہیں۔ کوئی
صوفی کوئی مست قلندر، بالغ مرد۔ عورت کوئی
ہو۔ اس سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ کوئی آدمی

مقرب ہو نہیں سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نہ کرے۔

(الحکم ۱۲ مئی ۱۸۹۹ء)

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ
۲۳۶-۲۳۷ سن اشاعت 2005ء قادیان)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیوں ہیں؟
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ فرماتے
ہیں:-

”ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اپنے معنی در معنی تعلقات الہیہ کی وجہ سے اس
بلند مقام تک پہنچ گئے تھے کہ آپؐ کے رتبہ کا
سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے
بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گزرے
ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفسوں کو ہی پاک نہیں
کیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سدا ہار دیا۔ اور جو
خدا تعالیٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ
بس فنا ہی ہو گئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا اس تک کوئی نہیں
پہنچ سکا۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو بھی لے
لیں آپؐ بے نظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن
سے لیکر بڑھاپے تک اور نیکی و بے بسی کی
حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے
تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر
نہیں آتا کہ جس میں آپؐ کے طریق عمل پر کسی
قسم کی حرف گیری کا موقع ملے بلکہ جہاں تک
غور کریں کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں
میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہے غور
کریں تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن
یہ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات
ہے کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ۔
آپؐ کی کمزوریاں نہیں بلکہ آپؐ کے کمال ہی
کھلتے چلے جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا
ہے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا
وَحٰی یُّوحٰی۔ یعنی آپؐ کبھی بھی ہوائے نفس
سے کلام نہیں کرتے تھے۔ بلکہ منشاء الہی کے
ماتحت ہی آپؐ کے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ

وَمَا رَمَیْتُ اِخْرَاقَیْتُ وَلٰکِنْ اللّٰہُ رَہٰی۔
یعنی کہہ دو کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور
میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کیلئے
ہی ہے جو رب العالمین ہے۔ غرضیکہ آپؐ نے
اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے منشاء کے آگے اس
طرح ڈال دیا تھا کہ آپؐ کی ساری زندگی میں
ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپؐ نے کبھی
اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہوا
کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خاتم النبیین کے مرتبہ
پر قائم کر کے آپؐ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ
کر دیا اور آئندہ کیلئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کیلئے
ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا اور وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے۔ ایک زمانہ
تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کیلئے
انبیاء آتے تھے اور ایک دوسرے سے کچھ تعلق
نہ تھا لیکن آپؐ کی بعثت کے بعد کوئی شخص
نامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ
کی اتباع کی مہر نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ
آپؐ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی ان
منازل تک پہنچ گئے کہ آپؐ کی اتباع کی برکت
سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو
بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے (چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و سلم فرماتے ہیں
کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل) اور آپؐ کا
فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا کسی
نبی کا سو سال کسی کا دو سو سال کسی کا ہزار۔ کسی
کا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا لیکن آپؐ
کا نور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں
کرڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے
ہوئے سلوک کی اعلیٰ سے اعلیٰ راہوں کو طے
کراتا رہے گا۔ آپؐ کو دوسرے انبیاء و رسل پر
ہزاروں فضیلتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ آپؐ کے لئے
ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَکْمَلْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ اور یہ خصوصیت کسی
اور مذہب میں موجود نہ تھی بلکہ وہ خاص خاص
حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپؐ کے
مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا

ہے۔ جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دی گئی یہ بھی آپؐ
کے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپؐ پر جس زبان میں کلام الہی اترتا ہے
وہ اب تک زندہ ہے۔ اور قیامت تک زندہ
رہے گی۔ یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی
کو نہیں ملی۔ موسیٰؑ۔ منج۔ زرتشتؑ۔ بدھ ویدوں
کے رشی کسی مدعی رسالت کی زبان اب تک
محفوظ نہیں اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔
جس کی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب
تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپؐ کو وہ صحابہ ملے کہ کسی اور کو نہیں
ملے۔ جان نثار سپاہی۔ فرمانبردار مدبر۔ محتاط
راوی۔ مخلص حافظ القرآن۔ پاک بیبیاں۔
نیک ذریت۔ کامل خلفاء کوئی چیز بھی تو نہیں جس
سے آپؐ محروم رہے ہوں اور جو آپؐ کی تعلیم
کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپؐ خاتم النبیین کیوں
ہوئے؟ یہ ہے کہ آپؐ گل صفات الہیہ کے مظہر
تھے۔ اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے چنانچہ قرآن
شریف سے ثابت ہے کہ کُنْیَ فَعَدَلْتَ فَاکُنْ
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی آپؐ اللہ تعالیٰ
سے ایسے قریب ہوئے کہ جب قوسیں ملائی
جائیں تو جوان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا
فاصلہ آپؐ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہ گیا (یعنی
کوئی فاصلہ نہ رہا) یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا۔
اور آپؐ اس سے بھی قریب ہو گئے۔ یعنی آپؐ
نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان
میں اپنی کمان کو داخل کر دیا۔ اور اس طرح
جہاں خدا تعالیٰ کا تیر چلا وہیں آپؐ کا چلا۔ اور
جس کی حمایت میں چلا۔ آپؐ کا بھی اسی کی
حمایت میں چلا۔ تو گویا کل صفات الہیہ کے
آپؐ مظہر ہو گئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں
بھی ہے کہ:- اَوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلَمِ۔
یعنی ہر قسم کے کمالات مجھے دیئے گئے ہیں جس
کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی
ہوتی ہے کہ وَعَلَّمَہُمْ اَحْکَمَ الْاَسْمَاءِ کُلَّہَا۔
پس آپؐ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے
جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے۔ اور

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ پس پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ ایک خاص صفت الہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے تحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا لیکن اب خواہ کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الہیہ کا ظہور ہوتا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کر کے دنیا پر پھیلانے کیلئے موجود ہوتے ہیں۔ اور اس وجہ سے اب کسی ایسے نبی یا رسول کے بھیجے کی ضرورت نہیں رہی جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کر سکتا ہے وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عبودیت ظاہر کرنے کیلئے فرماتا ہے۔ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپ سے بہت ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدایا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں۔ آپ کی شان کو دیکھ کر آپ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دے دیں۔ (الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء)

(بحوالہ ماہنامہ فرقان ماہ فروری ۱۹۴۲ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ ختم نبوت کے لحاظ سے

تمام رسولوں سے ممتاز ہیں
”قرآن عظیم صرف رسول کہتا تو نفس رسالت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی فرق نہ رہتا یا حضرت یحییٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نفس رسالت میں کوئی فرق نہ رہتا اگرچہ فضیلت اپنی جگہ پر ہوتی لیکن اتنی نمایاں فضیلت کہ جو تمام انبیاء سے آپ کو ممتاز

کر دے اس کی ہمیں سمجھ نہ آتی۔ اس لئے قرآن کریم نے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہہ کر رسالت کے مقام پر تمام رسل اور انبیاء کے برابر کھڑا کر دیا وہاں آپ کو ایک اور اعلیٰ مقام عطا فرمایا جس کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت ۴۱ میں موجود ہے۔ اس لحاظ سے آپ رسول بھی ہیں اور خاتم الانبیاء بھی ہیں۔ خاتم الانبیاء یا ختم المرسلین ختم نبوت یا ختم رسالت کا جو مقام ہے اسے اسلامی اصطلاح میں مقام محمدیت کہتے ہیں اور اس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہیں.....

.... دراصل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیدا کرنے والے رب کے حضور جو منفرد مقام حاصل تھا اس کے انہار کے لئے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے خاتم النبیین یعنی مقام محمدیت قرب اتم کا مقام ہے۔ بالفاظ دیگر آپ صفات باری کے مظہر اتم تھے۔ یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے دوسرا کوئی نبی اس مقام تک پہنچ نہیں سکا۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ رسالت میں ایک لاکھ بیس ہزار رسول شامل ہیں۔ ان میں ہم نے کوئی فرق نہیں کرنا لیکن مقام محمدیت کے لحاظ سے آپ کو جو منفرد مقام حاصل ہے وہ صفات باری کے مظہر اتم ہونے کا مقام ہے اس مقام کو انسانوں کے مقابل میں انسان کامل کہتے ہیں اور قرب کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر دوسرا کوئی شخص خدا کے پیار کے حصول میں آپ سے زیادہ اور قریب تر ہوا نہ ہو سکتا ہے غرض اس مقام محمدیت کو بیان کرنے کے لئے مختلف اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

پس سورۃ احزاب کی آیت ۴۱ میں ایک تو یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے رسولوں کی طرح ایک رسول ہیں اور اس جہت سے رسول رسول میں فرق کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور دوسرے آپ خاتم النبیین ہیں اس جہت سے آپ بے مثل و مانند ہیں اور کوئی رسول آپ کے ہم پلہ نہیں۔ اس حیثیت میں کسی کو آپ کے ساتھ منسلک کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس مقام محمدیت کے لحاظ سے آپ تمام رسولوں میں منفرد و ممتاز ہیں۔

پھر سورۃ احزاب کی اس آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (احزاب: ۴۱) کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بیان کا ایک گہرا اور ضروری تعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ختم نبوت یعنی مقام محمدیت کے ساتھ ہے ورنہ بظاہر یہ کہہ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں لیکن (۱) اللہ کے رسول ہیں اور (۲) خاتم النبیین ہیں اور پھر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر ایک چیز کا علم ہے اس میں کوئی حکمت ہونی چاہیے۔ اس میں کوئی فلسفہ ہونا چاہیے؟ اس میں کسی گہرے اور عمیق مضمون کا بیان ہونا چاہیے؟ چنانچہ میرے نزدیک علاوہ اور معانی کے ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ ”خاتم النبیین“ کے خود معنی نہ کرنا ختم نبوت کے معنی تمہارا پیدا کرنے والا رب تمہیں بتائے گا۔ اگر خود معنی کرو گے تو غلطی کھاؤ گے اسلئے خود قرآن کریم نے اس کے معنی کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (البقرہ: ۲۵۴) جس کے ایک معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش رب کریم تک رفعت روحانی بخشی۔ قرآن کریم کی ہر آیت اور ہر فقرے اور فقرے کے ہر لفظ کے بہت سے بطون ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے ایک معنی یہ کئے ہیں کہ ایک وہ رسول جو ارفع ہے اپنے درجات کے لحاظ سے اور منفرد ہے رفعت روحانی میں۔ کوئی رسول اس مقام میں آپ کا شریک نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ (القلم: ۵) کہ تخلیق باعلاقہ اللہ کے مقام میں کوئی دوسرا انسان تو کیا کوئی دوسرا نبی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا بلکہ کوئی انسان آپ کے بلند مقام کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آپ کا مقام محمدیت ہے جس میں آپ تمام رسولوں میں افضل ہیں.....

قرآن کریم نے مقام محمدیت یعنی مذکورہ منفرد مقام کو مختلف طریقوں اور مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ہم عاجز بندوں کو تصویریری زبان میں مقام محمدیت کی حقیقت کے سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے نوازا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ”مقام محمدیت“ مقام خاتم النبیین اور اس نسبت سے دوسرے انبیاء کے ساتھ آپ کا تعلق بڑی وضاحت سے ظاہر ہو جاتا ہے۔.....

یہی وہ مقام اور صاحب مقام ہے جس کی خاطر اس ساری کائنات کو پیدا کیا گیا ہے۔ حدیث قدسی ”لَوْ لَا كُنَّا لَمَّا خَلَقْتَ الْاَفْلاَکَ“ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۹) اسی حقیقت کی مظہر ہے اور اسی لئے یہ وہ مقام ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھی ملا ہوا تھا جب آدم ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی خاتم النبیین تھے جب کہ آدم کا وجود مٹی میں کروٹیں لے رہا تھا۔ یہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ یہی تو آپ کا آخری مقام ہے۔

لَا تُفَرِّقِي بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِمْ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولوں میں سے ایک رسول کہا گیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو سورۃ احزاب کی آیت کریمہ میں

وَلَكِنْ رُسُلُ اللَّهِ کے الفاظ میں بیان ہوا ہے جس کے بعد آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا ہے یعنی آپ رسول ہیں مگر ایسے رسول کہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں اور اس لحاظ سے آپ تمام رسولوں سے منفرد ہیں.....

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ رسالت کے اعتبار سے آپ میں اور آدم میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ محض ایک رسول ہی نہیں بلکہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں۔ خاتم النبیین کے ارفع مقام کے لحاظ سے کسی اور نبی کو یہ جرات نہ ہو سکتی کہ وہ اس ارفع و اعلیٰ مقام کا دعویدار بنے۔ اس میں آپ منفرد ہیں۔ آپ کا مقام خدائے ذوالجلال کے داہنی جانب عرش رب کریم پر ہے۔ جسے ہم مقام محمدیت کہتے ہیں۔ اس معنی میں حقیقتاً آپ ایک عظیم الشان آخری نبی ہیں اور ہم علیٰ وجہ البصیرت آپ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لاتے ہیں وہ آخری مقام جو آپ کو معراج میں دکھایا گیا اور آپ نے اس کی جو تصویر کھینچی ہے ہم اس پر ایمان

لاتے ہیں اور آپ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ہم تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے کہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے عظیم رد یا اور کشف اور عظیم روحانی تجربات سے انکار کریں۔ اس معنی میں آپ تمام انبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور یہی معنی آپ پر چسپاں ہوتے ہیں۔ لَا نَفْقَهُ بَيْنَ أَخِيهِمْ وَبَيْنَ رُسُلِهِمْ اپنی جگہ درست۔ مگر مقامِ محمدیت مقامِ ختم نبوت جس کا سورۃ احزاب میں ذکر ہے۔ اس مقامِ محمدیت میں منفرد ہونے کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔

تاہم وہ بنیادی حقیقت جو معراج کی رات نوع انسان کو دکھائی گئی وہ کچھ اور بھی بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقامِ محمدیت عرش رب کریم پر ہے اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی شخص روحانی رفعتوں کو حاصل کرتے کرتے ساتویں آسمان تک پہنچ جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں جگہ پائے۔ تب بھی آپ کے آخری نبی ہونے میں کوئی خلل نہیں پڑتا کیونکہ آپ کا مقام تو بہت بلند ہے۔ آپ آخری مقام یعنی مقامِ محمدیت پر فائز ہیں اور یہ یہ مقام ہے جس کے بعد کوئی اور روحانی مقام نہیں ہے۔ عرش رب کریم کے بعد تو کوئی اور چیز ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ اس آخری مقام پر کھڑے ہیں جہاں تک کسی کا پہنچنا ہی ناممکن ہے کسی کا آگے بڑھنا شرعاً ناممکن ہے۔ کسی کا آگے بڑھنا انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ فطرت کا نچوڑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کا مقام مقامِ محمدیت ہے عرش رب کریم ہے۔ اگر کوئی امتی آپ کی متابعت میں ساتویں آسمان پر بھی پہنچ گیا تو وہ ختم نبوت میں کیسے خلل انداز ہو گیا۔ ختم نبوت کا مقام ساتواں آسمان نہیں ہے بلکہ اس سے بہت بلند بہت پرے ہے اور ختم نبوت یعنی مقامِ محمدیت کے پرے کوئی چیز نہیں ہے عرش رب کریم کے بعد تو کوئی اور مقام نہیں ہے وہاں تک کسی کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا نہ ہی اس سے ورے رہ کر ختم نبوت میں کوئی خلل پڑتا ہے.....

باقی ہم سمجھتے ہیں کہ جو شخص یہ مسئلہ نہیں

سمجھتا وہ دراصل بغض کی وجہ سے یا جہالت کے نتیجے میں یا تعصب کی وجہ سے یا روحانی اقدار حاصل نہ کرنے کے نتیجے میں ایسا کرتا ہے کیونکہ امت محمدیہ کے علماء و مختلف (علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے) گروہوں میں بے ہونے نظر آتے ہیں۔ پہلے لوگوں نے بھی ان کے متعلق یہی کہا ہے اور اب بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ ایک وہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا اور ایک وہ ہے جس نے خدا سے سکھے ہوئے کو یاد کیا سمجھ کر اور کچھ بغیر سمجھے کے، دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ میں اس وقت اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بہر حال ہم بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء اور آخری نبی مانتے ہیں اور اس محکم یقین پر قائم ہیں کہ کوئی شخص روحانی رفعتوں کے لحاظ سے پہلے، دوسرے تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود مقامِ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں ہو سکتا ساتویں آسمان پر پہنچ کر اس کا مقام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نیچے مگر آپ کے قریب تر مقام ہوگا کیونکہ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے درمیان ایک پورا سا توں آسمان حائل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ قرب نہیں پاسکے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پایا تھا اسی واسطے ان کے دل میں جب یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ اس تجلی کو دیکھیں جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی تھی تو اس کے ہزاروں حصہ سے بھی تھوڑی سی جھلک کے نتیجے میں

خَوَّرَ مُوسَىٰ صَوْعًا

(الاعراف: 143) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو یہ نظارہ دکھایا لیکن جو شخص ساتویں آسمان پر پہنچ گیا وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ہے۔ آپ سے نیچے ہے بعد نہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی قُرب اور آپ کے قدموں کی خاک میں بیٹھنا میرے لئے فخر کا موجب ہے۔ وہ آپ کے احترام کے منافی کس طرح بات کرنے والا سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ تو آپ کے پیار میں گم ہے اس کی روح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوست ہے۔ وہ تو آپ پر ہر آن فدا ہوتا رہا اور عاجزی سے خدمتِ اسلام کے کاموں میں لگا رہا۔ اس کے وجود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کار فرما رہی۔ اس کی قائم کردہ جماعت آج بھی اس بات پر فخر محسوس کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے اس طرح چنا جس طرح پہلے لوگوں کو چنا تھا.....

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقامِ محمدیت میں منفرد ہیں۔ آپ کے سوا کسی شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے۔ آپ خاتم النبیین ہیں اور روحانی رفعتوں کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں۔ آپ اُس وقت سے آخری نبی ہیں جس وقت ابھی آدم کو نبوت تو کیا انہیں یہ مادی وجود بھی عطا نہ ہوا تھا۔ غرض سب نبوتیں نبوتِ محمدیہ کے تحت حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی نبوت کی خاطر اور اسی مقامِ محمدیت کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا تھا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۳ء صفحہ ۴ تا صفحہ ۱۰)

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کسی نبی کا آخری نبی ہونا یا تو اس کے پیغام یا پھر اس کے مقام کے حوالہ سے سمجھا جاسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنے مقام اور پیغام کے اعتبار سے تو آخری ہو لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے کم درجہ والا کوئی دوسرا نبی اس کی مہرِ ختمیت توڑے بغیر مبعوث ہو جائے۔ اب ہم نبوت کے اسی پہلو کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

قرآنی شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن پر یہ شریعت نازل ہوئی کی خاتمیت پر تمام مسلمانوں کا پختہ ایمان ہے۔ قرآن کریم جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے قیامت تک انسانی دست برد سے الٹی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اگر یہ دعویٰ درست ہے جیسا کہ مسلمانوں کا ایمان ہے تو

ایسی شریعت کے حامل کو لازماً آخری تشریفی نبی ماننا پڑے گا اور بلا استثناء تمام مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن غیر مسلموں کے نقطہ نظر سے اس بات کو سمجھنا مشکل ہے کہ کس طرح کوئی کتاب بدلتے ہوئے حالات کے باوجود تمام ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔ اور اگر قرآن کریم کے عالمگیر ہونے کے دعویٰ کو بھی مان لیا جائے تو ایک غیر مسلم کے نزدیک یہ مسئلہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اس بات کی کیا منطقی توجیہ ہو سکتی ہے کہ ایک الہامی کتاب بیک وقت تمام بنی نوع انسان کے جملہ مسائل کا حل پیش کر سکے۔ دنیا میں یورپی، امریکی، افریقی، عرب روسی، اسرائیلی اور ایشیائی اقوام موجود ہیں جو اپنے اپنے لسانی پس منظر اور لوک ثقافت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ پھر ان کی سیاسی اور سماجی روایات میں اتنا فرق ہے کہ یہ تصور انتہائی مشکل ہے کہ ایک ہی مذہبی شریعت ان سب کو منصفانہ طور پر مطمئن کر سکے۔

ان دونوں سوالات کے جواب میں قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی تمام تعلیمات کی بنیاد انسانی فطرت پر ہے جو زمانی لحاظ سے غیر مبدل اور تمام انسانوں میں مشترک ہے۔ جو تعلیم بھی فطرت انسانی کے مطابق ہو غیر مبدل ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم اسی اصول کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّا أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (الرہومہ: ۳۰)

ترجمہ: پس (اللہ کی طرف) ہمیشہ مائل رہتے ہوئے اپنی توجہ دین پر مرکوز رکھ۔ یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ قائم رکھئے اور قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

بلاشبہ خدا کی تخلیق کردہ فطرت تبدیل نہیں کی جاسکتی حتیٰ کہ ایک دہریہ کو بھی تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ انسانی فطرت ازل سے ہی غیر مبدل ہے۔ مگر شریعت کی کوئی کتاب جو اس غیر مبدل فطرت کے مطابق ہو، انسانی دست برد کی وجہ سے تحریف کا شکار ہو سکتی ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ قرآن کریم اس خدشہ کے پیش نظر یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ کتاب مکمل طور پر محفوظ ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَحْمِلُ الْوِثْقَ الَّذِي كُنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: 15)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

تاریخ نے اس دعویٰ کو درست ثابت کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ نبی جس پر یہ شریعت نازل ہوئی ہے، اسے لازماً آخری نبی ماننا پڑے گا اور یہ ایک معقول دعویٰ ہے۔ مگر جب یہ کہا جائے کہ کوئی غیر تشریف نبی بھی نہیں آسکتا تو یہ بغیر کسی عقلی جواز کے خاتمیت کے غلط معنی کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پیش نظر رہے کہ جو نبی آپ حضرت عیسیٰ کو خاتمیت کے اس قاعدہ سے مستثنیٰ قرار دیں گے (جیسا کہ آپ کا موقف ہے) اسی لمحہ آپ مطلق خاتمیت کے اپنے ہی دعویٰ کی تردید کے مرتکب بھی ہو جائیں گے۔

جب ان لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو وہ یوں بے پروائی ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے کوئی مسئلہ موجود ہی نہ ہو۔

دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطور بی مبعوث ہونا مطلق خاتمیت کے منافی نہیں۔

حضرت عیسیٰ کو انبیاء کی اس جماعت میں سے واپس لایا جائے گا جو آنحضرت ﷺ سے پہلے مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ یوں آپ ﷺ کی مہر ختمیت نہیں ٹوٹے گی۔ مہر ختمیت تو صرف اسی صورت میں ٹوٹ سکتی ہے کہ اگر خدا آپ ﷺ کے بعد ایک نبی مبعوث کرے خواہ وہ صاحب شریعت نہ بھی ہو اور بیشک آپ ﷺ ہی کی امت کا ایک فرد ہو۔

حضرت عیسیٰ کی نبوت وہی ہوگی جو انہیں اسلام سے پہلے ملی تھی۔ لیکن چونکہ بعثت ثانیہ میں وہ آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں گے اس لئے ان کی حیثیت ایک آزاد نبی کی نہیں ہوگی۔

پس چونکہ حضرت عیسیٰ پرانے نبی ہیں اور اپنی آمد ثانی میں آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں گے اس لئے ان کی آمد سے مہر

ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ اس طرح ان کے نزدیک خاتمیت کا صرف یہ مطلب ہوا کہ نیا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا البتہ سابقہ انبیاء کو واپس لایا جاسکتا ہے۔ مگر یہ ایک نہایت احمقانہ عقیدہ ہے۔ یہ کیسا صاحب حکمت خدا ہے جو کسی کے حق میں مکمل خاتمیت کا حکم اس علم کے باوجود صادر کرے گا کہ اس کے بعد بھی کسی نبی کی ضرورت باقی رہے گی۔ نئے اور پرانے کا سوال غیر متعلق ہے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ آیا نبی کی ضرورت ہے بھی یا نہیں؟

آخری نبی کے بعد کسی اور نبی کے ظہور کا عقیدہ اپنی ذات میں ایک تضاد رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں علماء ہمیشہ دلیل توڑ موڑ کر یوں پیش کرتے ہیں کہ آخری نبی کے بعد اگرچہ نبی کی ضرورت تو پڑ سکتی ہے تاہم آخری نبی کی خاتمیت پر اس صورت میں کوئی فرق نہیں آتا کہ اگر اس ضرورت کو کسی پرانے نبی سے پورا کر لیا جائے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ چالاکی اور دھوکہ دہی کی ایک کھلی کھلی کوشش ہے۔ پرانے اور نئے کی تفریق صرف مسئلہ کو الجھانے کی ایک بھگانہ حرکت ہے۔ اگر حضرت مسیح ناصری دوبارہ آکر آنحضرت ﷺ کے ماتحت ہوں بھی تو بھی ان کی اپنی نبی کی حیثیت تو بہر حال قائم رہے گی۔ اس لئے کیا یہ ہزار درجہ بہتر نہ ہوگا کہ نئے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے گزشتہ امتوں میں سے کسی پرانے نبی کو عاریۃ واپس بلانے کی بجائے اسی مقصد کے حصول کیلئے امت مسلمہ میں سے ہی کوئی شخص بطور نبی کے مبعوث ہو۔ کیونکہ اگر اوّل الذکر پرانے نبی کے آنے سے مہر ختمیت نہیں ٹوٹتی تو موخر الذکر کے آنے سے کیسے ٹوٹ جائے گی۔“

(الہام عقل علم اور سچائی صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۵ ایڈیشن ۲۰۰۷ء)

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”آج کل مخالفین احمدیت اس بات پر کہ احمدی ختم نبوت کے قائل نہیں عامۃ المسلمین کے جذبات اکجنت کرنے کی بھی انتہا کر رہے ہیں اور بعض ممالک میں اپنی مخالفت کے اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کی بھی انتہائی حدود کو چھو رہے ہیں..... (لیکن) مسیح محمدی کے پیارے اُن کی ہر بات پر یہ جواب دیجئے

ہیں کہ اگر تم اس بات پر ہماری گردنیں مارنا چاہتے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ دیں تو مار لو، ہماری تجارتیں برباد کرنا چاہتے ہو تو کر لو، ہمارے مال لوٹنا چاہتے ہو لوٹ لو، ہماری جائیدادوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہو تو کر لو، ایک ایک احمدی کو شہید کرنا چاہتے ہو تو کر لو، لیکن ہمیں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ آپ کا ذکر ہم سے نہیں چھڑا سکتے۔ ہم اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اپنی زندگیاں تو قربان کر سکتے ہیں لیکن اپنے آقا کا ذکر نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم احمدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت پر اُس سے زیادہ، اور کئی گنا بڑھ کر یقین ہے اور اس کا فہم و ادراک ہے جتنا کسی بھی دوسرے مسلمان کو آپ کے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت کا ادراک اور یقین ہے۔ اور یہ یقین ہمارے دلوں میں، ہماری رگوں میں زمانے کے امام اور مہدی دوران اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے پیدا فرمایا ہے۔ ہمیں اپنے آقا و سید سے عشق و محبت کے وہ اسلوب سکھائے ہیں جن تک دوسرا کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اپنے عمل سے، اپنے قول سے اس عشق و محبت کے وہ نمونے اس عاشق صادق نے ہمارے سامنے پیش فرمائے ہیں جس نے ہمارے ایمانوں کو بھی جلا بخشی ہے۔

پس نہ ہی ہم عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سر موخرا ف کر سکتے ہیں اور نہ ہی ہم اُس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکاری ہو سکتے ہیں جس نے ہمیں عشق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نئے اسلوب سکھائے ہیں۔ جس نے ہم میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہونے کی روح پھونکی ہے، یہ ادراک پیدا فرمایا کہ حضرت خاتم الانبیاء کے ساتھ جڑے رہنے اور اس راہ میں قربان ہونے میں ہی تمہاری دنیا و آخرت کی زندگی ہے.....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کر ہمیں بتایا کہ مقام ختم نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ ختم نبوت یہ نہیں کہ آپ کے آنے سے نبوت پر مہر لگ گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک صفت جو تھی کلام کی اور وحی کی اُس صفت کو متروک کر دیا۔ اگر یہ تعریف ہو تو پھر ختم نبوت

پر حرف آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حرف آتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے معجزات کا تسلسل جاری ہے اور اس زمانے میں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے یہ جاری فرمایا ہے۔ آپ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے تھے۔ اور آپ کی خصوصیات یہ ہیں جو آپ نے ہمیں بتائی ہیں کہ آپ تمام دنیا کی طرف رسول بن کر آئے۔ یہ مقام ختم نبوت ہے کہ تمام نبیوں کی تمام صفات آپ میں جمع ہو گئیں۔ یہ آپ کا مقام ختم نبوت ہے اور آپ کو نبی کا مقام ملنے سے مقام ختم نبوت نہیں ملا بلکہ آپ کی پیدائش کے وقت سے ہی آپ کو مقام ختم نبوت مل گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آپ کی نبوت میں ہر چیز کی مہر لگ گئی ہے اور آپ کے زیر سایہ اب نبوت کا نظام جاری ہو سکتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

..... ہم ہر ذی شعور مسلمان سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ یا خوف کے زیر اثر گونگے پن کو زبان دو۔ خدا کا خوف اپنے اندر پیدا کرو، نہ کہ دنیا والوں کا۔ اسلام کے نام پر انسانیت کی قدریں پامال کر کے اُس محسن انسانیت اور رحمۃ اللعالمین کو بدنام کرنے والوں کا ساتھ دے کر اُس رسول کی ناراضگی اور خدا کی ناراضگی مول نہ لو۔ اپنی شرافت کو زبان دو۔ انسانی شرف کو قائم کر کے..... اسلام کا وقار بلند کرنے کی کوشش کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر کے آپ کی اپنی امت کے لئے کی گئی دعاؤں کے وارث بنو۔ اپنی حالتوں کو دیکھو اور غور کرو کہ باوجود اسلام اور رسول کی غیرت کے اُس اظہار کے جو تم اب تک کرتے رہے ہو یا کر رہے ہو، بدنامی اور ناکامی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں کر رہے، نہ کر سکتے۔ اس کی وجہ میرے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام میں، نعوذ باللہ، کسی قسم کی کمی نہیں ہے نہ ہی اسلام کے اعلیٰ اور مکمل دین ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک ہے بلکہ یہ تمہارے عمل اور رویے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَأَخْرَجْنَاهُ مِنْهُمْ لَكُنَّا يَلْحَقُوا بِهِمُ (الجمعة: 4) پر غور کرنا، اس کو نظر انداز کرنے کی وجہ ہے۔ پس سوچو اور غور کرو اللہ

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مول سرجن

بدر گاؤ ذی شان خیر الانام شفیع الوری مرجع خاص و عام
بہد عجز و منت بہد احترام یہ کرتا ہے عرض آپؐ کا اک غلام
کہ اے شاہ کوٹین عالی مقام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

حسینانِ عالم ہوئے شریکین جو دیکھا وہ حسن اور وہ نورِ جبین
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل ترین کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خلقِ کامل زہے حسنِ تام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

خلاق کے دل تھے یقیں سے تہی بھوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اس کا قیام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیاں کر دیے سب حلال اور حرام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال وہ سب آپؐ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

مقدس حیات اور مطہر مذاق اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہاں گیر یکراں براق کہ بگذشت از قصر نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

علمدارِ عشاق ذاتِ یگان سپہدارِ افواج قدوسیایں
معارف کا اک قلوبِ بیکراں افاضات میں زندہ جادواں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام

علیک الصلوٰۃ علیک السلام

برداشت نہیں کر سکتے۔ اور جب ہم خدا اور رسول
کے نام پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے
تیار ہیں تو پھر اپنے وعدے کے مطابق سب
سے زیادہ پیار کرنے والا خدا بھی ہمارے ساتھ
ہوگا۔ اور آج تک کی تاریخِ احمدیت یہ ثابت
کرتی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اب خدا
تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ دنیا پر مقامِ ختم
نبوت جماعت احمدیہ کے ذریعے واضح کرے۔
اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اسلام اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اب جماعت
احمدیہ کے ذریعے دنیا پر لہرائے اور اس مقصد
کے حصول کے لئے ہم گزشتہ 123 برس سے
قربانیاں دیتے چلے آ رہے ہیں اور انشاء اللہ
تعالیٰ قربانیاں دیتے چلے جائیں گے یہاں تک
کہ تمام دنیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

لیکن اے دشمنانِ احمدیت جو اپنے
ذاتی مفاد کی خاطر حضرت خاتم الانبیاء محسن
انسانیت اور رحمۃ للعالمینؐ کے نام پر ظلم و
بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہو، تمہیں آج
میں واضح طور پر اور محذی سے یہ کہتا ہوں کہ
تمہارا مقدر ناکامیاں ہیں، تمہارا مقدر تباہی و
بربادی ہے اور تمہارا مقدر ذلت و خواری ہے۔
جس خدا کے نام پر اور جس حبیبِ خدا کے نام
پر تم یہ ظلم و بربریت کر رہے ہو وہ خدا اپنی
غیرت ضرور دکھائے گا۔ وہ خدا اپنے حبیب کی
عزت و ناموس کی خاطر تمہیں ضرور پکڑے گا
کہ وہی اپنے حبیب سے حقیقی پیار کرنے والا
ہے جسے قطعاً یہ برداشت نہیں کہ محسنِ انسانیت
کو ظلم و بربریت کر کے بدنام کیا جائے۔ پس
اب بھی ہوش کرو جو وقتاً فوقتاً آفات کی صورت
میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہی پیغام مل رہے
ہیں انہیں سمجھو ورنہ جس دن اذنِ الہی نے
آخری فیصلہ کر لیا اُس دن تمہاری خاک بھی نظر
نہیں آئے گی۔ پس ہوش کرو، ہوش کرو، اللہ
تعالیٰ تمہیں عقل دے۔

اختتامی خطاب حضور نور ابدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
العزیز بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ
۲۰۱۱ (افضل انٹرنیشنل لندن ۳۰ ستمبر ۲۰۱۱)



تعالیٰ تمہیں عقل دے۔

جہاں تک ہم احمدیوں کا سوال ہے
جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ خدا کو حاضر
ناظر جان کر یہ کہتے ہیں کہ ہم غیرت رسول اور
ناموس رسول کے لئے اپنی جانیں قربان کرنا
جانتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے رہیں
گے۔ ہر احمدی جو اپنے خون کا نذرانہ پیش کر
کے شہادت کا مقام حاصل کرتا ہے وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی وجہ سے
کرتا ہے۔ وہ اپنی جان کا نذرانہ اللہ اکبر کا نعرہ
لگاتے ہوئے اور حضرت خاتم الانبیاء پر درود
پڑھتے ہوئے پیش کرتا ہے۔ وہ حقیقی درود
پڑھتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بلند مقام کے نئے راستے ہمیں دکھاتا ہے۔ وہ
درود جو ہمارے دل کی آواز ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور
یہ درود آپ کے افضل ہونے کے اظہار کے طور
پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ درود جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خاتمیت نبوت کا ادراک ہمارے
دلوں میں مزید روشن تر کر کے پیدا کرتے
ہوئے آپ کے مقام ختم نبوت کی حفاظت کے
لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کی
طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے اور یہ سب فہم و
ادراک اس طرح درود شریف پڑھنے کا ہمیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق
نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہو
کر اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں سے لفظاً
رَجُلٌ يُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (تذکرہ صفحہ
نمبر 34 ایڈیشن چہارم 2004ء)۔ کی
خوشنودی کی سند لے کر پھر ہمیں پیدا فرمایا ہے۔

پس کون ہے جو ہم سے عشق رسولِ عربی
صلی اللہ علیہ وسلم چھین سکے۔ خدا کی قسم!
ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیئے
جائیں تو ہم اُسے خوشی سے قبول کر لیں گے لیکن
اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقام اور آپ پر درود و سلام کے
اس ادراک سے ایک انچ کا ہزارواں حصہ بھی
بیچیں نہیں ہٹیں گے۔ دنیا کے امتحان اور ابتلا تو ہم
برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنے پیارے خدا کی
ناراضگی اور اپنے آقا سے عشق میں کمی ہم

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281, 04027172202

09849128919, 08019590070

منجانب:

ڈاکٹر بلڈرز

حیدرآباد

آندھرا پردیش

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”میں جناب خاتم الانبیاء کی نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُس کو دین اور دارِ آخرہ
اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (تقریرِ واجب الاعلان ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ

مدیق اشرف علی موگرال۔ کیرلہ

یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ انسان ساری زندگی بھی اس کو بیان کرے تو اس کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ”سیرت النبی“ کا سفر تو ایسا سفر ہے جو انسان ساری زندگی بھی طے کرے ختم نہیں ہو سکتا۔“

(خطاب جلسہ سالانہ یو کے مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۶ء)
آپ ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

”وہ سراج منیر جو اس کائنات کی روحانی دنیا کا سراج منیر ہے وہ آپ کی کائنات وجود کا بھی سراج منیر بن جائے اور آپ کی ذات میں بھی چمکنے لگے آپ کے دل میں بھی داخل ہو جائے، آپ کی ساری زندگی کو منور کر دے اور اگر جماعت احمدیہ کو یہ لیلۃ القدر نصیب ہو جائے تو اس لیلۃ القدر کی برکتوں کو دنیا میں کوئی چھین نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔“

(خطبہ جمعہ ۸ جولائی ۱۹۸۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)
آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے بحرِ ذخار میں سے چند ایک ذیلی عنوان یہاں دئے جاتے ہیں۔

پہلا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ و ارفع مقام۔

دوسرا: آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے دواہم پہلو۔ ایک وہ جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا وہ جو خدا تعالیٰ کی مخلوق سے تعلق رکھتا ہے۔

تیسرا۔ رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے مطالعہ کا آسان طریق۔

چوتھا: نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کی اپنی گواہی۔ پانچواں۔ آپ کا انسانی اخلاق کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہونا۔

چھٹا۔ آپ سے پہلے کسی نبی کو وہ تمام مواقع میسر نہیں آئے جن سے ان کے اخلاق کا مکمل اظہار ہو سکے۔

ساتواں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو جملہ مواقع بہم پہنچائے۔ جن کے نتیجہ میں آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے تمام پہلو خوب کھل کر دنیا کے سامنے ظاہر ہو گئے۔

آٹھواں۔ چند ایک متفرق واقعات۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ و ارفع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ”اب آسان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۶۸)
دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک ماہر کار یا مگر اپنی صنعت کا نمونہ تیار کرتا ہے یا کوئی صنایع اپنا ایک ماڈل تیار کرتا ہے تو اس کی تراش خراش پر پوری توجہ خرچ کرتا ہے یا کوئی مصور اپنی مصوری کا شاہکار دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی نوک پلک درست کرنے میں گھنٹوں لگا دیتا ہے اور کوشش کرتا ہے اُس میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

پس ہم سوچ سکتے ہیں کہ زمین و آسمان کے مالک نے جب اس وسیع کائنات کی تخلیق کا ارادہ کیا اور اس میں ایک اعلیٰ اور ارفع مخلوق کو پیدا کیا جو دوسری تمام مخلوقات پر ذہنی و معاشرتی اور اخلاقی برتری رکھتی تھی اور پھر اس اشرف المخلوقات (انسان) میں سے سب سے کامل سب سے برتر سب سے افضل ہستی بنانے کا ارادہ کیا تو اُس عظیم ہستی (انسان کامل) کی شان کس قدر بلند اور ارفع ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں وہ جو عظمت غائی ہے اس کائنات کی اور مقصد اعلیٰ ہے۔ جمیع تخلیقات کا مظہر کامل ہے۔ الہی تخلیقات کا آئینہ ہے اور یہ باتیں تخیلات کی من گھڑت کہانی یا انکل بازی نہیں بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ایک حدیثِ قدسی میں فرماتا ہے۔

لَوْلَا اَنْتَ لَمْ يَخْلُقْ الْاَفْلَاكُ
یعنی اے محمد ﷺ اگر تیرا پیدا کرنا میرا مقصد نہ ہوتا تو شاید میں اس کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک

ہی انسان کو ملی جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے وہ درحقیقت پیدائش الہی کے خطِ محمد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتقاء کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الہی کے ہاتھ نے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنی ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔“

(توضیح مرام صفحہ ۲۳ تا ۲۶)
(۲) نبی کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے دواہم پہلو:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا منبع اور مبداء آپ کا وہ مطہر قلب صافی ہے جس کو آپ نے ایسا پاک اور ایسا مصلح اور ایسا مصفیٰ بنایا تھا کہ جہاں خدا تعالیٰ کی تجلیات اور انوارِ الہیہ اپنی پوری شان اور آن سے جلوہ گر ہو سکے اور نور علی نور کا جلوہ نظر آئے۔ چنانچہ فاران کی چوٹیوں پر غایہ حراء میں خدا تعالیٰ آپ پر جلوہ گر ہوا اور ایسا جلوہ جس جلوہ کی تاب حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی نہ لاسکے تھے۔ اس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب مطہر سے ایک جوش مارتا ہوا چشمہ جاری ہوا اور اس چشمہ رواں نے تاریکی کے سارے بند توڑ ڈالے۔ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے اور آپ سے اخلاقِ فاضلہ کے اعلیٰ مراتب سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہوئے۔

آپ کے اخلاق کے دواہم پہلو ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلقات کی صورت میں آپ سے ظاہر ہوئے اور دوسرے وہ جو مخلوقات کی گہری ہمدردی خیر خواہی اور ان کی بہبودی کیلئے آپ سے ظاہر ہوئے۔ قرآن کریم اس نقطہ کو یوں بیان کرتا ہے۔

وَدَفَعْنَا لَعُنَیْهِ فَاکَانَ قَاتِبًا قَوْسَیْنِ
اِوَادِنِ (النجم: ۹-۱۰)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کا

ترجمہ یوں بیان فرماتے ہیں ”اور وہ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ بندوں کے اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کیلئے اس کے قریب ہوئے اور وہ (خدا) بھی رسول اللہ کی ملاقات کے شوق میں اوپر سے نیچے آ گیا اور دونوں کمانوں کے متحدہ و ترکی شکل میں تبدیل ہو گئے اور ہوتے ہوتے اُس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔“

(تفسیر صغیر صفحہ ۷۰-۷۰۲)
یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے کلمہ توحید کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کو منسلک کیا ہے۔ ہر وہ مسلمان جو توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کی رسالت کا بھی اقرار کرے کیوں کہ وہی اس کو چہ کار رہنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ”فرماتے ہیں۔“

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب مکملات ہیں۔۔۔ ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنان پر اور اس کے ایمان میں آگئی ہے۔ تب وہ لا الہ الا اللہ منہ سے نکالتا ہے اور محمد رسول اللہ اُس کا دوسرا جزء ہے۔ وہ نمونہ کیلئے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہو جاتی ہے انبیاء علیہ السلام نمونہ کیلئے آتے ہیں اور آنحضرت ﷺ جمیع کمالات کے نمونہ کے جامع تھے کیوں کہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع ہیں۔“

(ملفوظات جلد ۳ نمبر ۶۳)
(۳) رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے مطالعہ کا آسان طریق:-

حضرت رسول کریم ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کے مطالعہ کیلئے سب سے سہل اور آسان طریق قرآن کریم کا مطالعہ ہے کیوں کہ وہ کامل شریعت جو تمام بنی نوع کی ہدایت کیلئے نازل

ہوئی وہ قرآن کریم ہے۔ پس ضروری تھا کہ اخلاقی فاضلہ کی جو اعلیٰ تعلیم قرآن کریم نے پیش کی اُس کا حامل فی ذاتہ ان اعلیٰ اخلاق کا کامل نمونہ ہو۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ وجود ہیں جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جاننے والے ہیں اور اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے والے تھے۔ پس اگر آپ کی شفاعت سے حصہ لینا ہے تو پھر آپ کی سنت پر عمل کرنا ہوگا۔ آپ کے عمل کو دیکھنا ہوگا۔ اپنے اوپر قرآن کریم کی حکومت کو لاگو کرنا ہوگا کیوں کہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی فرمایا ہے کہ کان خلدہ القرآن یہی آپ کا امتیاز اور آپ کی شان تھی کہ آپ کا ہر فعل ہر قول ہر عمل قرآن کریم کے مطابق تھا۔“

(خطبہ جمعہ ۶ مئی ۲۰۱۱ بیت الفتوح لندن)

سب سے عمدہ اور سب سے پیارا اور سب سے بہتر اور کامل نمونہ خود ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود میں ہمارے سامنے موجود ہے تاکہ ہم اس کی پیروی کریں اور ان اخلاق فاضلہ سے حصہ پائیں جس کے نتیجہ میں ہمیں بھی خدا کی محبت عطا ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اعلان کر دے اگر کوئی خدا تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ دار ہے اور چاہتا ہے کہ خدا بھی اُس سے محبت کرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ میری پیروی کرے کیوں کہ صرف اس راہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت تم کو حاصل ہوگی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے عشق کی راہوں سے جس طرح وہ آشنا ہے کوئی دوسرا آشنا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں مجھے اس بات پر ہے فخر محمود میرا معشوق محبوب خدا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیان فرماتے ہیں۔

”اس زمانہ میں جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ ہی کی اطاعت اور آپ ہی کے اتباع سے ملتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ۔ اور خدا تعالیٰ کے اس دعویٰ کی عملی اور زندہ دلیل میں ہوں۔“ (الحکم ۱۲ دسمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱-۲)

(۴) نبی کریم ﷺ کے اخلاقی فاضلہ کے بارے میں خدا تعالیٰ کی گواہی:

خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی قربت کا اعلیٰ مقام رسول کریم ﷺ کو یوں ہی عطا نہ ہوا تھا بلکہ یہ مقام آپ کے اعلیٰ اخلاقی فاضلہ اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انک لعلی خلق عظیمہ (القلم: ۵)

یعنی اے محمد ﷺ یقیناً تو نہایت اعلیٰ درجہ کے عظیم خلق کا مالک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو، سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ ظاہر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۱-۱۹۲)

(۵) اخلاقی فاضلہ کے تمام پہلوؤں پر آپ کا حاوی ہوتا:

انسانی اخلاق کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس کا آپ نے اعلیٰ نمونہ پیش نہ کیا ہو اور ایسا نمونہ کہ جس کی نظیر پیش کرنا بھی ناممکن ہے ادب و حیا۔ صدق و صفا، دیانت، مواصلات و مواخات شجاعت، سخاوت، غیرت، عدل، رحم، احسان ہمدردی غرضیکہ کسی بھی صفت میں آپ کی

اور بے مثل تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان اور صاف حمیدہ نے آپ سے اپنے طور و طریق سیکھے تھے۔ آپ نے اپنے عمل سے ان صفات کو معانی کے لباس سے آراستہ کیا تھا بلکہ بعض اخلاق فاضلہ تو اگر آپ نے آتے تو کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکتے تھے۔

آپ نے نہ صرف یہ کہ ان اخلاقی فاضلہ کو اپنے عمل سے زینت بخشی بلکہ ایک دوسرے کے متقابل اخلاق کے درمیان اعتدال اور توازن قائم کرتے ہوئے اس پر چار چاند لگائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”اخلاق آنحضرت ﷺ کہ وہ صدہا مواقع میں اچھی طرح کھل گئے اور امتحان کئے گئے اور ان کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی اور جو اخلاق کریمہ، جود اور سخاوت اور ایثار اور فتوحات اور شجاعت اور زہد اور قناعت، اعراض عن الدنیا کے متعلق تھے وہ بھی آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ میں ایسے روشن اور تابان اور درخشاں ہو گئے کہ سچ کیا بلکہ دنیا میں آنحضرت ﷺ سے پہلے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس کے اخلاق ایسی وضاحت تامہ سے روشن ہو گئے ہوں۔“

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

(۶) آپ سے پہلے کسی نبی کو وہ مواقع پیش نہیں آئے جن سے ان کے جملہ اخلاق کا مکمل اظہار ہو سکے۔

یہ عجیب بات ہے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کی زندگی میں وہ واقعات پیش نہیں آئے جن کے ہوتے ہوئے اخلاق فاضلہ کے تمام انواع امتحان کی کسوٹی پر پرکھے جاسکیں۔ مثال کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی دکھوں اور تکلیف میں گذری اور صلیب پر چڑھتے ہوئے تو ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وہ پکار اٹھے ”اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حصہ میں کبھی کشاکش اور بادشاہت کا دور نہیں آیا اس لئے اخلاق فاضلہ کے بہت سے صفات کے وہ مظہر نہ بن سکے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے شارع نبی تھے ان کی زندگی بھی بعض پہلوؤں تک مختص رہی۔ پس وہ کیونکر تمام انسانوں کیلئے کامل نمونہ بن سکتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”آنحضرت ﷺ کے جس قدر اخلاق ثابت ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں کیوں کہ اخلاق کے اظہار کیلئے جب تک موقع نہ ملے کوئی اخلاق ثابت نہیں ہو سکتا مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر پیسہ نہ ہو تو اظہار کیوں کر ممکن ہو۔ ایسا ہی کسی کو لڑائی کا موقع نہ ملے تو شجاعت کیوں کر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو، اس صفت کو وہ ظاہر کر سکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو۔ غرض خلق موقع سے وابستہ ہیں اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقع ملے مکہ میں جن لوگوں نے دکھائے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کر دیتے مگر آپ نے رحم کیا اور لا تثنیٰ علیکم الیوم کہہ دیا۔ آپ کا بخشا تھا سب مسلمان ہو گئے۔ اب اس قسم کے عظیم الشان نشان کسی نبی میں پائے جاتے ہیں ہرگز نہیں۔“

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۸۷)

(۷) اخلاق فاضلہ کے اظہار کے تمام مواقع آپ کو عطا ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آئے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مرجائے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پائے۔ اس کے اخلاق میں کچھ بھی ثابت نہ ہوگا..... مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی ﷺ کو ان اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقع دیا چنانچہ سخاوت، شجاعت اور علم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقع پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحہ دنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا حاصل ہے اپنے دونوں زمانوں میں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ پاک ذات کیسی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کیلئے آپ کو خدا تعالیٰ نے ایک موقع

نہ دیا ہو۔ شجاعت سخاوت، استقلال عفو، حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے کہ دنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۱-۱۹۳)

(۸) حشر و واقعات:

انسان کے اخلاق کے مکمل اظہار کا موقع اس کی عائلی زندگی میں اس کو میسر آتا ہے بعض معزز اور بااثر لوگ جو سماجی زندگی میں بڑے بڑے نام و نمود کے مالک سمجھے جاتے ہیں وہ ازدواجی زندگی میں ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) مگر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اخلاق اس پہلو سے بھی بہت اعلیٰ اور ارفع تھے۔ آپؐ نے متعدد شادیاں بھی کیں۔ مگر آپؐ کے ازدواج مطہرات میں سے ہر ایک نے یہی گواہی دی کہ ہمارے ساتھ آپؐ کا سلوک نہایت پیارا، نرمی کا اور بہت حسن اور احسان کا تھا۔ کبھی آپؐ پر غصہ نے غلبہ نہیں کیا۔ آپؐ خود فرماتے ہیں۔ خیدڑ کھ خیدڑ کھ لاہلہ وانا خیدڑ کھ لاہلی۔ یعنی اے لوگو تم میں سے بہتر وہی ہے جو اپنی بیوی بچوں سے حسن سلوک کرنے میں بہتر ہو اور تم جانتے ہو کہ میں اپنے اہل و عیال سے بہتر سلوک کرنے کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔ پس اگر تم بہتر بننا چاہتے ہو تو میرے نمونہ کو اختیار کرو۔

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے عائشہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو یا جب تم مجھ سے خفا ہوتی ہو تو مجھے اس کا پتہ لگ جاتا ہے حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ وہ کیسے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کبھی ہو مجھ کے رب کی قسم اور جب تم کبھی خفا ہوتی ہو تو کبھی ہو ابراہیم کے رب کی قسم۔

غور فرمائیں آپؐ کا کیا پیارا انداز تھا۔ اس قدر دینی مصروفیات کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ازدواج مطہرات کے جذبات اور احساسات کا کس قدر لحاظ اور پاس تھا کس باریکی سے آپؐ ان کا خیال فرماتے تھے۔ اور یہ آپؐ کی اعلیٰ تربیت اور آپؐ کے اخلاق کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت عائشہؓ بھی اپنی خفگی کا اظہار ایسے پاک انداز میں کرتی تھیں۔

(۲) غلاموں سے حسن سلوک:

سب کو معلوم ہے کہ عرب کے لوگ

جاہلیت کے زمانہ میں غلاموں سے برا سلوک کرتے تھے جب آنحضرت ﷺ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہوئی اور حضرت خدیجہؓ نے اپنی ساری دولت اور اپنا سارا مال آپؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا اور اپنا سب کچھ آپؐ کے سپرد کر دیا تو آپؐ نے اپنی ساری دولت اور اپنا سارا مال آپؐ کے قدموں میں لاکر ڈال دیا اور اپنا سب کچھ آپؐ کے سپرد کر دیا تو آپؐ نے سب سے پہلے ان سب غلاموں کو ہمیشہ کیلئے آزاد کر دیا جو حضرت خدیجہؓ کی ملکیت تھی۔ بعد میں بھی آپؐ ساری عمر غلاموں کی آزادی کی کوششوں میں لگے رہے اور ان کی آزادی کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا اور جو ابھی تک آزاد نہ تھے ان سے ہمیشہ حسن سلوک کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

حضرت زیدؓ جو ایک حبشی غلام تھے جو شروع میں آپؐ پر ایمان لائے تھے جب ان کے والدین کو پتہ لگا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں اور آپؐ نے ان کو آزاد کیا ہوا ہے تو وہ انکو اپنے چلے آئے مگر باوجود آپؐ کی اجازت کے اپنے والدین کو چھوڑ کر اپنے بہت پیار کرنے والے مہربان آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہنے کو زیادہ پسند کیا۔ یہ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک ہی کا کرشمہ تھا۔ جس کی مثال ساری دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

ایک مرتبہ ایک حبشی غلام اپنے اوپر ہونے والے ظلم و ستم کے خیال میں کھویا ہوا تھا اور اپنی کم مانگی اور اپنی احساس محرومی میں ڈوبا ہوا سوچ رہا تھا کہ غلام ہونے کی وجہ سے کبھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں مجھ سے کوئی پیار اور محبت اور ہمدردی کرنے والا نہیں اور نہ جانے کب سے ان خیالوں میں کھویا کھڑا تھا کہ اچانک ایک شخص نے اُس کی آنکھیں پیچھے سے آکر بند کر لیں اور پسینہ سے شرابور اور اس کے میلے کھیلے بدن کو بھیج کر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور وہ غلام فوراً جذبات سے تڑپ اٹھا اور چلا اٹھا۔ یا رسول اللہ! یا رسول اللہ! یہ آپؐ ہی ہیں اور اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا جو مجھ جیسے غریب بد ذہب غلام سے ایسا پیار بھرا اور ایسی اپنائیت والا سلوک کرے۔ اللھم صَلِّ علی محمد وبارک وسلم علیہ۔

(۳) ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزر رہے تھے تو آپؐ نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت ہے جو سڑک کے کنارے بیٹھی ہے اور اس کی گٹھری ساتھ ہی رکھی ہوئی ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا مائی تو نے کہاں جانا ہے۔ اُس نے کہا بیٹا میں نے مکہ جانا ہے اور میں تھک کر بیٹھ گئی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنا بھار مجھے دے دو چنانچہ آپؐ نے بڑھیا کی گٹھری اٹھالی اور اس بڑھیا کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ وہ بڑھیا آپؐ کے اس نیک سلوک اور آپؐ کی گفتگو اور آپؐ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئی اور اُس نے کہا بیٹا میں تجھے بدلے میں کچھ دے نہیں سکتی مگر میں تیری بھلائی کیلئے ایک بات بتانا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک جادوگر رہتا ہے جو لوگوں کے ایمان کو خراب کرتا ہے تو اُس سے بچ کر رہنا۔ آپؐ نے جواب دیا مائی؟ وہ تو میں ہی ہوں جس کے بارے میں لوگ بات کرتے ہیں جب بڑھیا کہنے لگی اگر تو ہی وہ شخص ہے تو یقیناً تیرا جادو مجھ پر چل گیا ہے۔ اب میں وہ سب کچھ ماننے کیلئے تیار ہوں جو تو مجھ سے کہے گا اور وہ بڑھیا آپؐ پر ایمان لے آئی۔

(۴) ابی ابن سلول جو منافقوں کا سردار تھا جس کی منافقانہ کاروائیوں سے حضور ﷺ خوب واقف تھے اور آپؐ اُس کے فتنہ کی کاروائیوں سے بارہا ڈکھ اٹھا چکے تھے۔ جب وہ فوت ہوا تو آپؐ اُس کا جنازہ پڑھانے کیلئے نکل کھڑے ہوئے حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا اور کہا یا رسول اللہ یہ شخص تو منافق ہے۔ آپؐ اس کا جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں۔ ان کے بارے میں تو خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی ہے کہ تو اگر ستر مرتبہ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ انکے گناہ نہیں بخشے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے عمر میں ستر سے زیادہ مرتبہ ان کیلئے مغفرت طلب کروں گا۔ تو یہ تھے ہمارے پیارے آقا رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق۔ آپؐ کے دل میں انہوں کیلئے ہی نہیں بلکہ اپنے شدید ترین دشمنوں کیلئے بھی حقیقی ہمدردی کا جذبہ موجزن رہتا تھا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے صحابہ میں سے تھے جن کو بہت بعد میں اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ اس لئے انہوں نے تہیہ کر لیا کہ اب وہ مسجد نبوی میں دھونی مار کر بیٹھ رہیں گے اور ادھر ادھر نہیں جائیں

گے تاکہ کسی وقت بھی خدا تعالیٰ کے رسول کی باتیں سننے سے محروم نہ رہ جائیں۔ ان ایام میں انہوں نے بھوک اور فاقے بھی برداشت کئے۔ ایسے ہی ایک دن کی بات ہے کہ آپؐ کو بہت شدید بھوک لگی ہوئی تھی مگر آپؐ کسی سے مانگ بھی نہ سکتے تھے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے ایک آیت کے معنی دریافت کئے جس میں کہا گیا تھا کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا کی خاطر مسکینوں، یتیموں اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے انداز میں اس آیت کے معنی اور تفسیر بیان کئے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے دل میں کہا کہ بڑے آئے مجھے آیت کے معانی بتانے والے۔ جیسے میں آیت کا مفہوم نہیں جانتا۔

اُس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی ضرورت نہ سمجھ سکے۔ جب وہ بھی چلے گئے تو ابو ہریرہؓ پھر بولے بڑے آئے قرآن کے معانی سمجھانے والے۔ پھر باری آئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی جو ہر ضرورت مند کی ضرورت کو اُس کے بیان کرنے سے پہلے پہچان لیتے تھے۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ نے آپؐ سے اسی آیت کے معنی دریافت کئے تو آپؐ بڑے پیار سے ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے اے ابو ہریرہؓ لگتا ہے تجھے بہت زور کی بھوک لگی ہے۔ چلو میرے ساتھ میرے گھر چلو تمہاری بھوک مٹانے کے سامان کرتے ہیں۔

یہ ہیں ہمارے حبیب ہمارے مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ صرف آپؐ کی آنکھ تھی جو آنکھوں کی زبان پڑھ لیتی تھی اور صرف آپؐ کی نظر تھی جو دلوں کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی اور محبت کے موتیوں کو بچن لیا کرتی تھی۔

(۶) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ نے مشرکین مکہ کی بظاہر ذلت آمیز اس شرط کو کہ مسلمان امسال بغیر حج کے مدینہ واپس لوٹ جائیں قبول کر لیا اور آپؐ نے سمجھ لیا کہ بغیر حج کے واپس لوٹنے میں خدا تعالیٰ کی رضاء ہے تو آپؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا اپنی قربانیوں کے جانوروں کو حدیبیہ کے مقام ہی پر ذبح کر لیں۔ مگر فرط غم سے وہ صحابہؓ جو آپؐ کے ہر حکم پر اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے آگے نہ بڑھے بلکہ صحابہ

فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند؟

کلام حضرت حسن صاحبِ رستہ اسی مرحومؒ

گر چاہیں تو کر سکتے ہیں شیشہ میں پری بند
ہمت سے تری بند ہے خشکی نہ تری بند
پھر شملہ و کشمیر ہے نے کوہ مری بند
نے شرک خفی بند ہے نے شرک جلی بند
اک بند ہے اُن پر تو فقط راہ نمی بند
فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند
صدیق ہیں شہداء ہیں نہ صالح نہ ولی بند
جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند
اب تک نہیں دنیا میں اگر بولہبی بند
مومن پہ ہوئی کس لئے رحمت کی گلی بند
کس وقت ملائک کی ہوئی راہبری بند
”انعت علیہم“ کی ہوئی کب سے لڑی بند
جب دوسری جانب ہو تو لائے علیؑ بند
کیونکہ یہ بے گئی جو ہوئی شانہ گری بند
ہر وقت جہاں رہتے ہیں غیچہ و کلی بند
نے تاج ہے مفقود نہ ہے تاجوری بند
ہم آپ سے پوچھیں گے کس وقت رہی بند
جب وقت کی پڑتال پہ پاتے ہو گھڑی بند

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزہ میں جری بند
کیا کہنا شجاعت کا تری حضرتِ انساں!
جب سیر و سیاحت کیلئے جیب میں دیکھا
جو بند کیا حق نے اُسے کھول لیا ہے
القصہ ہر اک قسم کی سب راہیں کھلی ہیں
ان سادہ مزاجوں سے تو اتنا تو پوچھے
جب آپ کو تسلیم ہے قرآن کی بدولت
کیوں کوثرِ نبویؐ میں ہوا بند حمزج
کیوں مصطفیٰ فیض کو بند آپ ہیں کرتے
کافر پہ کشادہ ہیں اگر قہر کے کوپے
شیطان کی گر راہ زنی باقی ہے اب تک
”مغضوب“ کی ”ضالین“ کی آمد ہے مسلسل
کس طرح جزا ہو عذقانِ علیؑ سے
گر زلف بنانے کو ہے شانے کی ضرورت
کب انھیں گی اس بارغ سے بلبل کی صدائیں
جب تک ہے شہنشاہ کے ہاتھوں میں حکومت
مریم کے جگر بند کے آنے پر نبوت!
کیا فائدہ پھر جیب میں رکھنے کا پیارو

جس راہ سے ملتا ہے حسنِ آخری انعام
یہ لوگ اُسے کرتے ہیں اللہ غنی بند

ازل سے ہی تو خاتم الانبیاء تھا

(ارشادِ مہر شہی ملک۔ اسلام آباد۔ پاکستان)

ازل سے ہی تو نقطہ منتہا تھا
اندھیرا خلا تھا، دھواں ہی دھواں تھا
نہ بادل، نہ بارش، نہ ٹھنڈی ہوائیں
یہ موسم نہیں تھے، گھٹائیں نہیں تھیں
جب آدم تھا تخلیق کے مرحلوں میں
مُل انسانیت تھی خسارے میں لت پت
غیبتس تھا وہ سب کی جاں پر بنی تھی
اور ایسی نظر جس میں دارفتگی تھی
ترے واسطے ہی جہاں ج رہا تھا

ازل سے ہی تو خاتم الانبیاء تھا
جب ارض و سما، نہ زمان و مکاں تھا
نہ تھے چاند سورج نہ تھیں کہکشاں
سمندر نہیں تھے، فضا میں نہیں تھیں
تھی بزمِ عناصر عجب زلزلوں میں
تھامٹی میں، پانی میں، گارے میں لت پت
ملائک تھے حیراں، عجب بے کلی تھی
نظر تب بھی خالق کی تجھ پر لگی تھی
ترے واسطے ہی یہ سب غلغلہ تھا

تو اُس وقت بھی نقطہ منتہا تھا
تو اُس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (احزاب، ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے مومنو تم بھی اُس پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا خوب فرماتے ہیں:-

مِنْ ذِكْرِكَ يَا حَبِيبَةَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَمْ أَخْلُ فِي كَيْفٍ وَلَا فِي أَنْ لَيْعَنِي أَلَا مِيرَى خُوشِيَّوْنَ كَيْفَ بَارِغٍ (یعنی) اے محمدؐ میں تیرے چہرے کے ذکر سے ایک منٹ تو کیا ایک سیکنڈ بھی خالی نہیں رہتا نہ دن میں نہ رات میں۔

پھر ایک عجیب محبت میں سرشار ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک پر عظمت اور مقبول دعا کی جو آج تک اُمتِ محمدیہ میں کسی نے ایسی جامع دعا نہیں کی۔ آپ فرماتے ہیں:-

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ دَائِمًا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْدُ ثَانِي
یعنی (ہم کیا) اور ہماری بساط کیا اور ہمارا درود کیا ہم تو اپنی توفیق کے مطابق اُس رسول پر درود اور سلام بھیجتے رہیں گے۔ مگر اے میرے رب تو ہماری جانب سے تیرے نبی پر ہمیشہ درود اور سلامتی بھیجتا رہ اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی۔ اس شعر میں آپ نے دایما کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دایما اس کو کہتے ہیں جس کے تسلسل میں وقفہ نہ پڑے اور کوئی رخنہ واقع نہ ہو۔ پانی کی ایسی دھار جس کی کسی نہ ٹوٹے۔

یہ محض اس لئے ہوا کہ دنیا میں صرف ایک ہی محمدؐ ہے جو سب تعریفوں کا جامع اور مستحق ہے اور دنیا میں ایک ہی احمدؑ ہے جو محمدؐ کی تعریف کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر سب سے اوّل اور سب سے آگے ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ کیا خوب فرماتے ہیں:-

وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ بچ بے خطا ہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد۔

میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی چند لمحوں کیلئے توقف میں پڑ گئے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور اپنی قربانی کے جانور پر چھری پھیر دی۔ جب غموں سے بڑھال صحابہؓ کو توفیق ملی کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور قربانی کریں۔ صحابہؓ کے اس توقف اور اس کٹھن گھڑی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:- ”وہ منزل بہت ہی کڑی تھی۔ وہ امتحان اُن کی حدِ استعداد سے باہر تھا دراصل وہ کٹھن مہم تھی جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی سر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ حد فاصل تھی جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر دوسری مخلوق سے جدا کرتی تھی۔ آپ نے قدم اٹھایا تو قدم اٹھے۔ آپ آگے بڑھے تو آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ صالحین اور شہداء اور صدیقیوں کا ہی کیا ذکر اگر وہ محفل نبیوں سے بھی سبکی ہوتی تو بخدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے آگے بڑھ جاتے اور اطاعتِ خداوندی میں آپ کا تخت ہر دوسرے تخت سے اُونچا بچھایا جاتا۔ ایک دفعہ نہیں بارہا آپ کی زندگی میں وہ تاریخ ساز لحظات آئے تب آپ نے الٹی ہوئی بازیوں کو جیتا۔ دشمن کی جیتی ہوئی بساط کو الٹ دیا۔ بارہا آپ نے مہیب خطرات کے رُخ پلٹے اور تنگ تاریک راہوں کو کشادہ اور روشن کیا۔

خود آگے قدم بڑھائے تو آپ کے غلاموں کو توفیق نصیب ہوئی کہ آپ کے نقوش کو چومتے ہوئے آگے بڑھیں۔ یہ تھا ہمارا آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ منفرد اور تمنا ممتاز اور اکیلا۔ میدانِ جہاد کی ہر بازی کو جیتنے والا۔ محبوبِ سبحانی جو میدانِ وفا میں بھی سب سے سبقت لے گیا۔ (تقریر جلسہ سالانہ ربوہ)

غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ اس قدر اعلیٰ اور ارفع ہیں کہ ان کی مثال ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور ہمارے لئے خدا تعالیٰ کی عنایت اور اس کی رضا حاصل کرنے کا یہ ذریعہ بنایا ہے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق آپ کے اخلاقِ فاضلہ کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کریں اور اپنے اس محسنِ اعظم پر کثرت سے درود بھیجتے رہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ترین تفسیر، تعین مفہوم کیلئے پانچ پہلوں پر غور لائے جائیں۔

مولانا ابو العطا صاحب جالندھری

مقامِ مدح

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صرف سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس انفرادی اور امتیازی مقام کا ذکر سورہ احزاب کی ان آیات میں آیا ہے جو سن پانچ ہجری میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھیں۔

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ساری امت محمدیہ اور تمام علماء و مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لقب حضور کے لئے مقامِ مدح میں وارد ہوا ہے۔ اس کے معنی اور اس کا مطلب ایسا ہی ہونا چاہیے جس سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ثابت ہو۔ پھر یہ بھی سب کو مسلم ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مقامِ خاتم النبیین بخشا گیا ہے اس لئے اس کا مفہوم ایسا ہونا لازمی ہے جس سے نبی اکرم ﷺ کی سب نبیوں پر برتری ثابت ہو۔ واضح رہے کہ خاتم النبیین کے مقامِ مدح ہونے اور امتیازی شان پر مشتمل ہونے کے بارے میں کسی سمجھدار مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے خاتم النبیین ہونے کو سب نبیوں پر فضیلت قرار دیا ہے۔

(صحیح مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

تعین معنی کیلئے پانچ پہلو

آئیے اب لفظ خاتم النبیین کے معنی اور اس کا مفہوم متعین کریں۔ یہ تعین مختصر طور پر پانچ طریق سے ہونا چاہیے۔ اول سورہ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے۔ دوم قرآن مجید کے باقی سارے حصوں کے لحاظ سے کیونکہ قرآنی آیات ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ حدیث میں ہے القرآن یُفَسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا: سوم احادیث نبویہ صحیحہ کے لحاظ سے چہارم عربی زبان کے محاورہ اور استعمال کے لحاظ سے۔ پنجم کتب سابقہ کی اُن پیٹھگوئیوں کے لحاظ سے جو نبی پاک ﷺ کی بعثت کی بشارتوں پر مشتمل ہیں۔ ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے جو معنی ان پانچ پہلوؤں سے متعین ہو

جائیں گے وہ قطعی اور یقینی ہوں گے۔

پہلا پہلو:

(الف) لفظ خاتم النبیین سورہ احزاب کے رکوع ۵ میں یوں وارد ہوا ہے۔ فرمایا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ دِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (آیت نمبر ۴۰) کہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں (کوئی آپ کا بیٹا نہیں) ہاں آپ رسول اللہ اور خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

اس آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ اس کا ایک حصہ دشمنوں کے اعتراض کے جواب پر مشتمل ہے اور ایک حصہ رسول اکرم ﷺ کی کامل مدح اور بیان فضیلت پر حاوی ہے اور آخر میں وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کہہ کر واضح فرمادیا کہ یہ سب کچھ علم الہی کے مطابق ہو رہا ہے اس کی پیٹھگوئیوں کے مطابق ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے گھر میں متعدد فرزند تولد ہوئے۔ بعض روایتوں کے مطابق آپ کے ہاں گیارہ بیٹے پیدا ہوئے مگر وہ سب بچپن میں بلوغت سے پہلے ہی فوت ہو جاتے رہے۔ مکئی زندگی میں آپ کے دشمن کہتے تھے کہ آپ بے اولاد رہیں گے آپ کا کوئی بیٹا آپ کا قائم مقام نہ ہوگا۔ گویا (معاذ اللہ) آپ اتر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مکئی سورہ الکواثر میں اس کے جواب میں حضور کے معاندین کو ابتر ٹھہراتے ہوئے بشارت دی تھی اِنَّا اعطيك الْكُوْثَرَ۔ کہ ہم نے آپ کو عظیم کثرت عطا فرمائی ہے، تجھے کون ابتر کہہ سکتا ہے؟

مدنی زندگی میں آپ کے سابق متنبی حضرت زید نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی اور حضور نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت زینبؓ سے نکاح فرمالیا تو کافروں اور منافقوں نے شور مچادیا کہ حضور نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسم تنہی کو باطل ٹھہرایا اور فرمایا کہ محض منہ سے کہہ دینے سے کوئی کسی کا بیٹا نہیں بن جاتا۔ زیدؓ آپ کا بیٹا نہیں بلکہ آپ کسی بھی بالغ مرد کے باپ نہیں ہوئے۔ آپ کے سب بیٹے

بچپن میں انتقال کر گئے۔ پس بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لینے کا اعتراض سراسر باطل اور بے بنیاد ہے۔ اب سوال ہوتا تھا کہ پھر دشمنوں کے ابتر ٹھہرانے کے اعتراض کا کیا جواب ہے؟ اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حرف استدراک لکن (لا کر مکمل جواب دیا اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا بلند ترین مرتبہ و مقام بیان فرما کر دشمنوں کے منہ بند کر دیئے۔ فرمایا کہ آپ رسول اللہ ہیں ساری امت جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی آپ کی اولاد ہے۔ یہ اولاد تعداد کے لحاظ سے بھی عظیم کثرت میں ہوگی۔ نیز فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ سب نبیوں کے بھی باپ ہیں، سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ کی فیض رسانی نبیوں کے لئے بھی دائم و جاری ہے۔ ظاہر ہے کہ صالح، شہید، صدیق اور نبی روحانیت کے چار درجے ہیں نبی ان میں سب سے اعلیٰ ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین قرار دیا ہے وہ ساری نوعِ آدم سے افضل و اعلیٰ ہوگا کیونکہ وہ نبیوں کا بھی باپ ہے۔ آیت خاتم النبیین کی ساخت اور ترکیب ہی مفہوم کو متعین کرتی ہے اور اسی سے ابتریت کے الزام کا مکمل رد ہوتا ہے۔ گویا آپ کی روحانی اور معنوی اولاد تعداد اور درجہ ہر لحاظ سے عظیم کثرت میں ہے اور بے نظیر ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے کیا خوب لکھا ہے کہ:-

”حاصل مطلب آیت کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت سبھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت توقف خاتم النبیین شاہد ہے“

(رسالہ تخذیر الناس صفحہ ۱۰)

(ب) اگر آپ آیت خاتم النبیین پر سورہ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے غور فرمائیں تو بھی خاتم النبیین کے معنی افضل و اعلیٰ اور نبیوں کے باپ ہونے کے معنی ہی متعین ہوتے ہیں۔ بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کے پہلے رکوع میں اعلان فرمایا تھا اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهُ اُمَّهَاتُهُمْ ۚ (آیت ۶) کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ان کی جانوں کی نسبت بھی قریب تر ہیں اور آپ کی ازدواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب حضور کی بیویاں روحانی طور پر مومنوں کی مائیں قرار پائیں تو آپ مومنوں کے لحاظ نبی ضرور باپ قرار پائیں گے۔ اب جب آیت خاتم النبیین نازل ہوئی اور اس کے پہلے حصہ میں ماکان محمد اباً احد من رجالکم کہہ کر آپ کے مردوں کے باپ ہونے کی نفی کی گئی تو سوال پیدا ہوا کہ سورہ احزاب کے شروع میں جو بطور نبی حضور کو باپ ٹھہرایا گیا تھا کیا وہ بھی ختم ہو گیا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمَ الْعَالَمِينَ فرما کر وضاحت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت روحانی بدستور قائم ہے اور اس کا دائرہ تو انتہائی وسیع ہے۔ سب زمانوں، ساری نسلوں اور نوعِ آدم کے سارے انسانوں پر حاوی ہے۔ آپ رسول اللہ ہیں اس لئے مومنوں کے باپ ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں اسلئے نبیوں کے لئے آپ کا وجود باوجود فیض رسالت ہے۔ پس آیت خاتم النبیین سے پہلے کا سورہ احزاب والا حصہ بھی اسی معنی کی تائید کرتا ہے جو اوپر مذکور ہوئے ہیں۔ آیت خاتم النبیین (آیت ۴۰) کے بعد کی آیات میں بھی یہی صراحت ہے کہ حضور کی فیض رسانی جاری و ساری ہے آپ ہمیشہ کیلئے اُسوۂ حسنہ ہیں اور آپ کا خاتم النبیین ہونا مومنوں کیلئے فضل کبیر پانے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیات ۳۵-۳۶ اور ۴۷ کے یہ الفاظ ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اِنْكَ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِيًا اِلَى اللَّهِ بِاَذْنِهِ وَبَيِّنًا لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَا اَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝

کہاے نبی! ہم نے تجھے سب لوگوں پر گواہ بنا کر مومنوں کیلئے بشارت دینے والا اور منکرین کیلئے انداز کرنے اور اللہ کے حکم سے سب کو دعوت الی اللہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور اللہ نے آپ کو سراج منیر، روشنی بخشنے والا سورج بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اے نبی! تو سب

ایمانداروں کو بشارت دے کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل کبیر مقدر ہے۔

اگر تدبر کیا جائے تو ان آیات میں خاتم النبیین کے معنی متعین کر دیئے گئے ہیں۔ حضورؐ سراج منیر ہیں۔ آپؐ کا نور ہمیشہ دلوں کو منور کرے گا اور آپؐ سے ساری امت ہمیشہ کیلئے روحانی روشنی حاصل کرتی رہے گی۔ پھر فرمایا کہ آپؐ کی خاتمیت یوں جلوہ گر ہوتی رہے گی کہ مومنوں کیلئے فضل کبیر کے دروازے ہمیشہ کھلے رہیں گے۔

اس فضل کبیر کی تفسیر سورہ نساء ۹ میں یوں کی گئی ہے۔ وَلْيُحَقِّقِ الَّذِينَ لَوُ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کریں گے آپؐ کے قبیح اور پیرو ہوں گے وہ ان لوگوں کے ہمرتبہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ پہلے انعام فرما چکا ہے یعنی نبی صدیق، شہید اور صالح بنا چکا ہے یہ اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔

اگر انسان خدا ترسی سے غور کرے تو اسے صاف نظر آ جاتا ہے کہ سورہ احزاب میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین قرار دینے کے نتیجہ میں مومنوں کو جس فضل کی بشارت دی تھی وہ فضل یہی ہے کہ سورہ نساء ۹ کی آیت میں مذکور ہے یعنی حضور ﷺ کے امتیوں کا حسب مراتب چاروں درجات انعام روحانی حاصل کرنا۔ دیکھئے خاتم النبیین کی یہ کتنی واضح تفسیر ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ احزاب میں فرمادی ہے؟ پھر اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَذِكْرًا ○ (احزاب ۲۱)

کہ آنحضرت ﷺ کو خوف خدا رکھنے والوں اور قیامت پر ایمان لانے والوں اور ذکر کثیر کرنے والوں کیلئے دائمی طور پر کامل نمونہ ہیں۔ اس آیت میں بھی خاتمیت محمدیہ کی وضاحت کی گئی ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کو اعلیٰ اور کامل نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں سورہ احزاب کے سیاق و سباق کے لحاظ سے خاتم النبیین کی تفسیر ظاہر ہے۔ ان آیات سے متعین ہو گیا کہ آپ مومنوں کے باپ ہیں۔ امت

کیلئے جملہ نعماء الہیہ کے دروازے کھولنے والے ہیں اور اپنی جامعیت کے باعث سب کیلئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

دوسرا پہلو:

قرآن مجید کی دوسری سورتوں کی رُو سے خاتم النبیین کا کیا مفہوم متعین ہوتا ہے؟ ہمارے اور دوسرے علماء کے درمیان اختلاف ہے وہ اس کے معنی نبیوں کو بند کرنے والے اور ہر قسم کی نبوت کو منقطع کرنے والے کے لیتے ہیں اور ہمارے نزدیک خاتم النبیین کا لفظ فیوض محمدیہ کے امت میں جاری ہونے اور حضورؐ کے افضل النبیین اور سید المرسلین ہونے پر دال ہے جس کے نتیجہ میں یہ تو ضرور قرار پاتا ہے کہ کوئی نئی شریعت والا نبی نہ آئے اور آپؐ کی پیروی و اتباع کے بغیر کوئی نعمت نبوت سے سرفراز نہ ہو سکے۔ لیکن اصل مفہوم اور بالذات معنی فیض رسانی اور انصافیت کے ہی ہیں۔

آئیے اب اس اختلاف کا فیصلہ قرآنی آیات کی روشنی میں کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) اِنَّهُ يَصْطَلِفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ اِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ (الحج ۷۷)

کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے بھی رسول منتخب کرتا ہے اور کرتا رہے گا اور انسانوں میں سے بھی کیونکہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں فرشتوں اور انسانوں میں سے رسولوں کو انتخاب کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کی سنت مسترہ قرار دیا ہے کیونکہ مصطفیٰ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَىٰ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَخْرُجَ الْخَبِثَ مِنَ الْقُلُوْبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَاِنْ تُوْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (آل عمران: ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ تم (صحابہؓ) کو اسی حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو جب تک خبیث اور طیب میں فرق کر کے نہ دکھائے اور وہ تم کو (براہ راست) غیب پر مطلع کرنے والا بھی نہیں لیکن وہ اپنے حسب مشیت رسولوں کو برگزیدہ کیا کرے گا جس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہوگا۔

اس آیت میں مخاطب مومنین ہیں۔ ان میں نزول قرآن کے بعد بھی خبیث و طیب میں فرق ہوتے رہنے کی ضرورت ہے۔ منافق اور مخلص میں امتیاز تو پیدا ہونا لازمی ہے۔ دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے اسلئے یہ امتیاز وہی پیدا کر سکتا ہے وہ براہ راست ہر شخص کو دوسرے کے دل کی کیفیت نہیں بتائے گا۔ بلکہ رسول کو منتخب کیا کرے گا۔ اس طرح ایمان لانے اور تکذیب کرنے سے امتیاز واضح ہوتا رہے گا۔ یہ نہایت صاف بیان ہے جس کا تعلق خود مسلمانوں سے ہے۔

(۳) قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اٰمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْاٰمَمِ وَالْاَنْبِيَا۟ فِي النَّارِ ۚ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعَنَتْ اُخْرٰٓءَ حَتّٰى اِذَا رَكُوْا فِيْهَا جَمِيعًا ۗ قَالَتْ اُخْرٰٓءَ لَوْلَمْ نَسْلُكْهُمْ رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ اَصْلُوْا فَاَنبِئْهُمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۚ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (الاعراف: ۳۸)

ترجمہ: (حب اللہ ان سے) کہے گا جاؤ جا کر آگ میں اُن امتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گذر چکی ہیں۔ جب کوئی قوم (آگ میں) داخل ہوگی تو اپنے سے پہلی بہن (یعنی قوم) کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس (آگ) میں داخل ہو چکیں گے تو ان میں سے آخری (داخل ہونے والی جماعت) اپنے سے پہلی کے متعلق کہے گی اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ پس تو ان کو دوزخ میں کئی گنے زیادہ عذاب دے (اس پردہ) فرمائے گا سب کو یہ زیادہ عذاب مل رہا ہے لیکن تم جانے نہیں اور (اس پر) ان میں سے پہلی قوم اپنے سے پچھلی قوم کو کہے گی تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں تھی (کہ تم کو کم عذاب دیا جائے) پس تم اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب چکھو۔

اس آیت میں بقدر نسل آدم تک سلسلہ رسل کے جاری ہونے کا اعلان ہے۔

(۴) يٰۤاٰمَمٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْأَلُوْنَ عَنْهَا كَاُنْتُمْ اٰيَعْمَلُوْنَ ○ (البقرہ: ۱۳۴)

ترجمہ: یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے جو کچھ اس نے کمایا (اس کا نفع نقصان) تمہارے لئے ہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم

سے (کچھ) نہیں پوچھا جائے گا۔ اس آیت سے صریح طور پر ثابت ہے کہ جب تک حضرت ابراہیمؑ کی نسل باقی ہے اور ان میں اچھے لوگ موجود ہیں وہ ابراہیمی عہد (امامت و نبوت) کے وارث بنتے رہیں گے۔ پس قرآنی آیات سلسلہ نبوت کو جاری قرار دیتی ہیں۔ ہاں خاتم النبیین کے ظہور کے بعد اس انعام پانے کیلئے ومن يطع الله والرسول کی آیت کے مطابق رسول مقبول ﷺ کی اطاعت و اتباع شرط ہے کوئی غیر امتی اس مقام کا پانے والا نہیں ہو سکتا۔ صرف امتی نبوت ہی جاری و ساری ہے۔

تیسرا پہلو:

تیسرا پہلو خاتم النبیین کے معنوں کی تعین کیلئے احادیث نبویہ ہیں بلاشبہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی حقیقی تفسیر حضرت سرور کونین ﷺ کو ہی معلوم ہے۔ آپؐ سے بڑھ کر کوئی قرآن مجید کا مفہوم نہیں رکھتا مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث راویوں کے ذریعہ ایک زمانہ کے بعد مدون ہوئی ہیں ان کے الفاظ میں راویوں کی سمجھ کا بھی حصہ شامل ہو گیا ہے۔ اسی لئے یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جس ”حدیث“ کے الفاظ قرآن پاک کے مخالف ہوں وہ یقیناً رسول کریم ﷺ کی حدیث نہیں۔

اس مسلمہ قاعدہ کو مد نظر رکھ کر جب ہم احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں زیر غور معاملہ میں سب سے پہلے یہ تصریح دکھائی دیتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جن چھ باتوں کو دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت کے طور پر بیان فرمایا ان میں ایک آپؐ کا خاتم النبیین ہونا ہے (مشکوٰۃ المصابیح.....) پس متعین ہو گیا کہ خاتم النبیین کے وہی معنی درست ہیں جن کے رُو سے حضورؐ کی تمام نبیوں پر فضیلت و برتری ثابت ہو۔

احادیث میں دوسری بات یہ نظر آتی ہے کہ امت کی اصلاح کیلئے ایک مسیح موعود کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور اس کا مقام چار مرتبہ لفظ ”نبی اللہ“ کہہ کر بیان ہوا ہے (نواس بن سمعان کی روایت مندرجہ مسلم) اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے میں کوئی روک نہیں پس خاتم النبیین کے ایسے ہی معنی کرنے چاہئیں جو مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کی نفی نہ کریں۔ اس نکتہ کے پیش نظر سلف صالحین نے خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کی تفسیر

میں صاف طور پر تحریر فرمایا ہے۔

(الف) اذا المعنى انه لا يأتي لبي بعدده ينسخ ملته، وله يكن من أمته۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۶۹)

کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپؐ کے دین کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔

(ب) ”قوله صلى الله عليه وسلم لا نبى بعدى ولا رسول المراد لا مشرع بعدى کہ رسول صلى الله عليه وسلم کی حدیث ان الرسالة والنبوۃ قد انقطعت“ کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہ ہوگا جو میری شریعت کے تابع نہ ہوگا۔

(د) اردو کتاب اقتراب الساعۃ میں نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:-

”ہاں لانی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئے گا۔“

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۲)

پس احادیث سے خاتم النبیین کے معنوں کی تعیین بھی نمایاں ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس لفظ کو اپنی فضیلت کے طور پر استعمال فرمایا ہے اور ایسے نبیوں کی آمد جو نئی شریعت لانے کے مدعی ہوں یا مستقل طور پر دعویٰ نبوت کرنے والے ہوں بند قرار دیکر اپنے امتی نبی کے آنے سے اپنی برتری و فضیلت کا اعلان فرمادیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث میں نبوت کی بندش کا ذکر ہے ان سے مراد شریعت والی نبوت ہے اور جن احادیث میں آنحضرتؐ کی فضیلت اور آنے والے مسیح موعود کے نبی ہونے کا ذکر ہے ان سے مراد آنحضرت ﷺ کی اتباع و پیروی میں حصول نبوت کا بیان ہے۔

چوکتا پہلو:

قرآن مجید کا نزول فصیح ترین عربی زبان میں ہوا ہے۔ عربی زبان کو اُھم اللسنۃ ہونے کا مقام حاصل ہے۔ نزول قرآن کے وقت عربی زبان کی لغت کی کتابیں مدون نہ تھیں۔ یہ لغات کی کتابیں بالعموم عجمی اہل علم نے کافی بعد مرتب کی ہیں۔ لغت کی کبات کا اصلی دائرہ عمل مفرد الفاظ ہوتے ہیں۔ مرکبات کے مفہوم کی وضاحت اہل زبان کے محاورات اور استعالات سے ہوتی ہے۔

لفظ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے جو

خاتم اور النبیین سے مرکب ہے۔ بنی انسانوں میں سب سے اونچے مقام پر ہوتا ہے نبوت ایک مرتبہ ہے اور عربی محاورہ کے زود سے جب کسی انسان کو اہل مراتب کا خاتم قرار دیا جائے تو اس کے معنی صرف یہ ہوتے ہیں کہ وہ ان اہل مراتب کا اعلیٰ و افضل فرد ہے۔ جب کسی انسان کو ایسے مرکب اضافی سے بطور مدح خطاب کیا جائے تو ساری عربی زبان میں اس کے معنی بجز افضل و اعلیٰ کے کبھی استعمال نہیں ہوئے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ابوتام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا گیا۔

(وفیات الامیاء جلد ۱) (۲) ابوالطیب

شاعر کو خاتم الشعراء کہا گیا (مقدمہ دیوان المصنوع

مصری (۳) ابوالعلاء المعری کو خاتم الشعراء کہا

گیا (حوالہ مذکورہ بالا) (۴) شیخ علی حزیں کو

ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھتے ہیں (حیات

سعدی صفحہ ۱۱۷) (۵) حبیب شیرازی کو

ایران میں خاتم الشعراء کہا جاتا ہے (حیات

سعدی ۲۸۷) (۶) حضرت علیؑ خاتم الاولیاء

ہیں (تفسیر صافی سورہ احزاب) (۷) امام

شافعی خاتم الاولیاء تھے۔ (الفتاویٰ السنیۃ صفحہ

۴۷) (۸) شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے

(سرورق فتوحات مکہ) (۹) کافور خاتم الکرام

تھا (شرح دیوان المصنوع صفحہ ۳۰۴)

(۱۰) امام محمد عابدہ مصری خاتم الامتہ تھے

(تفسیر الفاتحہ مطبوعہ مصر ۱۳۸) (۱۱) احمد بن

ادریس خاتمۃ العلماء المحققین ہیں (العقد

النفیس) (۱۲) ابوالفضل الاولوی کو خاتمۃ

المحققین لکھا ہے (سرورق تفسیر روح المعانی)

(۱۳) شیخ الازہر سلیم البشری کو خاتم المحققین

قرار دیا گیا (الخراب صفحہ ۳۷۲) (۱۴)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم

المحدثین لکھا جاتا ہے (عجالتہ نافعہ جلد اول ۱۵)

امام سیوطی کو خاتمۃ المحققین قرار دیا گیا ہے

(سرورق تفسیر اتقان) (۱۶) سب سے بڑا ولی

خاتم الاولیاء ہوتا ہے (تذکرۃ الاولیاء صفحہ

۳۲۲) (۱۷) افضل ترین ولی خاتم الاولیاء ہوتا

ہے (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱) (۱۸)

امام سیوطی خاتمۃ المحدثین تھے (ہدیۃ الشیعہ

صفحہ ۲۱۰) (۱۹) آنحضرت ﷺ خاتم

الکالمین ہیں۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ۳۵) (۲۰)

حضرت عیسیٰؑ خاتم الاصفیاء الامتہ ہیں (بقیۃ

المستدین صفحہ ۱۸۴)

ہم اختصار کی خاطر اس جگہ صرف یہی

میں مثالیں پیش کرتے ہیں ورنہ جیسا کہ ہم نے

اپنی کتاب القول البین فی تفسیر خاتم النبیین میں درج کیا ہے ایسی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں ان مثالوں سے ظاہر ہے کہ جس طرح خاتم الشعراء کے معنی سب سے بڑا شاعر خاتم الاولیاء کے معنی سب سے بڑا ولی خاتم المحدثین کے معنی سب سے بڑا محدث خاتم الامتہ کے معنی سب سے بڑا امام، خاتم المحققین سے مراد سب سے بڑا محقق اور خاتم الکالمین کے معنی سب کا ملوں سے بڑا کامل ہیں اسی طرح خاتم النبیین کے معنی ہوں گے سب سے بڑا نبی سب سے افضل پیغمبر، سب سے برتر رسول۔ جماعت احمدیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مفہوم میں خاتم النبیین مانتی ہے جو محاورہ زبان کے عین مطابق اور امت محمدیہ کے استعمال کے موافق ہے۔ حضورؐ کی فضیلت کا بدیہی تقاضا ہے کہ آپؐ سے بڑا نبی کبھی نہ ہو۔ آپؐ کی شریعت کو کوئی منسوخ نہ کرے۔ آپؐ کے فیضان سے امتی نبی آسکیں۔ ہذا ہوا المراد۔

پانچواں پہلو:

رسول مقبول خاتم النبیین ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے سب نبی آپؐ کی بشارت اپنی اپنی امتوں کو دیتے رہے ہیں۔ ان پیغمبروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بطور مثال چار پیغمبروں کا درجہ ذیل ہیں۔ حضرت موسیٰؑ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

(۱) ”میں ان کیلئے ان کے بھائیوں

میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا

کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں

اُسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا“

(استثناء ۱۸-۱۸)

(۲) ”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے

ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ

جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔

اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتش شریعت

ان کیلئے تھی۔“ (استثناء ۲۳/۲۳)

حضرت مسیحؑ نے انجوری بارغ کی تمثیل

میں آنحضرت ﷺ کا یوں ذکر فرمایا:-

(۳) ”جب بارغ کا مالک آئے گا تو ان

باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے

اس سے کہا۔ ان بُرے آدمیوں کو بڑی طرح

ہلاک کر دے گا اور بارغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو

دے گا جو موسم پر اس کو پھل دیں“

(متی ۲۱/۳۰-۳۱)

(۴) مکافہ یوحنا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیشگوئی ان الفاظ میں درج ہوئی ہے۔

”ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک

سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ رات

کے ساتھ انصاف اور لڑائی کرتا ہے اور اس کی

آنکھیں آگ کے شعلے ہیں اور اس کا ایک نام

لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا

اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے

ہے اور اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے اور آسمان

کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور

صاف مہین کستانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے

پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کے مارنے کیلئے اس

کے منہ سے ایک تیز آواز نکلتی ہے اور وہ لوہے

کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا اور

قادر مطلق خدا کے سخت غضب کی مئے کے

حوض میں انگو رووندے گا اور ان کی پوشاک اور

ان پر یہ نام لکھا ہوا ہے بادشاہوں کا بادشاہ اور

خداوندوں کا خداوند“ (مکافہ ۱۹/۱۱-۱۶)

ان پیشگوئیوں میں حضرت محمد مصطفیٰ

ﷺ کو شبلی موسیٰ کامل نبی خداوند کا ظہور بارغ

کا مالک یکتا نام والا، بادشاہوں کا بادشاہ اور

خداوندوں کا خداوند ہے۔ یہی وہ نام ہے جو

صرف حضور ﷺ کو دیا گیا ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال

لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

ہم ابتداء میں ذکر کر چکے ہیں کہ آیت

خاتم النبیین سن ۵ ہجری میں حضرت زینبؓ

کے نکاح کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ رسول

اکرم ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیمؑ چند ماہ کے

تھے۔ انکی وفات سن ۱۰ ہجری میں ہوئی۔ انکی

وفات کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے

فرمایا:- لو عاش لکان صدیقاً نبیاً

(ابن ماجہ)

کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا، فوت نہ

ہو جاتا تو وہ یقیناً صدیق نبی ہوتا۔

قارئین کیلئے یہ امر فیصلہ کن ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین کے

نزول کے بعد صاحبزادہ ابراہیم کیلئے امکان

نبوت کو تسلیم فرمایا ہے صرف اس کی وفات کو اس

میں روک قرار دیا ہے۔

پس خلاصہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین ہر پہلو

سے افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔ اپنے ذاتی

ارتقاء اور مرتبہ کے لحاظ سے بھی اپنی تاثیرات

قدسیہ کے لحاظ سے بھی اور امت میں فیوض و

برکات کے جاری رہنے کے لحاظ

سے بھی۔ (رسالہ الفرقان النبی الخاتم نمبر) ﷺ

شان ختم نبوت کی عارفانہ تفسیر حضرت مہدی معہود کے مقدس الفاظ کی روشنی میں

مولانا دوست محمد شاہ صاحب مرحوم۔ مورخ احمدیت

تحریک احمدیت کے قیام کا مقصد وحید خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان خاتمیت کا اپنی پوری شان اور شوکت کے ساتھ دنیا بھر میں اظہار ہے۔ چنانچہ پتین کے ممتاز عالم ربانی بے نظیر صوفی اور صاحب کشف و الہام بزرگ حضرت محی الدین ابن عربیؒ (۱۱۶۵-۱۲۳۰ء) نے اپنی تفسیر میں یہ حیرت انگیز خبر دی تھی کہ آنحضرت ﷺ کا مقام محمود مہدی معہود علیہ السلام ہی کے ذریعہ سے جلوہ نما ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

”عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا تَحْمُودًا أَوْ فِي مَقَامٍ يَحْبِبُ عَلَى الْكُلِّ تَحْمُدًا وَهُوَ مَقَامُ خَيْرِ الْأَوْلِيَاءِ بِظُهُورِ الْمَهْدِيِّ“۔

(تفسیر ابن عربی جلد ۱ صفحہ ۳۸۲) خدا کی شان! حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے بعینہ یہی غرض و غایت اپنی بعثت کی بیان فرمائی ہے۔ حضورؐ نے تحریر فرمایا کہ:۔ ”ہمارا مدعا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمارے دل میں جوش ڈالا ہے یہی ہے کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قائم کی جائے جو بالآباد کیلئے خدا تعالیٰ نے قائم کی ہے اور تمام جھوٹی نبوتوں کو پاش پاش کر دیا جائے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور عزت کو دوبارہ قائم کریں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۱-۹۲) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر مقام خاتمیت محمدیہ کے بارے میں جو عظیم الشان روحانی تجلیات ہوئیں ان کے نتیجہ میں آپ کو حقیقت ختم نبوت کے عرفان میں یقین اور معرفت کی فولادی چٹان پر کھڑا کر دیا گیا خود فرماتے ہیں۔

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ

بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے۔ اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تامہ سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۳۲) اس پس منظر میں آنحضرت ﷺ کے فرزند جلیل مہدی معہودؑ پر یہ انکشاف ہوا کہ:۔ ”قرآن شریف اور حضرت خاتم الانبیاء صلعم۔ دونوں وہ دریائے بے انتہاء ہیں کہ اگر تمام دنیا کے عاقل اور فاضل ان کی تعریف کرتے رہیں تب بھی حق تعریف کا ادائیں ہو سکتا ہے چنانکہ مبالغہ تک نبوت پہنچے۔“

(مکتوب مبارک ۸ نومبر ۱۸۸۲ء مشمولہ مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۳) مذکورہ بالا آسمانی انکشافات کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب اور ملفوظات میں مختلف پہلوؤں سے آیت خاتم النبیین کی نہایت پرمعارف وجد آفرین، اور روح پرور تفسیر بیان فرمائی ہے جس سے نہ صرف آنحضرت ﷺ کے منصب خاتمیت، آپ کی زبردست قوت قدسی عالمگیر فیضان اور بے مثال برکات و تاثیرات کا پتہ چلتا ہے بلکہ اس محرکہ الآراء آیت کے بے شمار اسرار، رموز اور حقائق تک پہنچنے کیلئے ایک خارق عادت آسمانی ٹوری فراست عطا ہوتا ہے اور خاتمیت محمدیہ کے بحر ناپیدا کنار کی حیرت انگیز وسعتوں اور عمیق درمغین حکمتوں کا تصور کرنے میں بھاری مدد ملتی ہے۔

جس طرح مہدی معہود علیہ السلام خاتم

الانبیاء ختم المرسلین امام الاصغیا فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے محبوب ترین فرزند ہیں اسی طرح ختم نبوت بھی مہدی موعود کا محبوب ترین موضوع ہے جس پر آپؐ نے بڑی کثرت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور قیامت تک آنے والے عشاق خاتم النبیین ﷺ کے لئے فکر و تحقیق کی غیر محدود راہیں روشن کی ہیں اور اس باب میں جو کچھ لکھا ہے حکمہ عدل کے منصب کی بناء پر لکھا ہے جو حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

ذیل میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر میں سے بطور نمونہ صرف ۱۷ معانی مطالب ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

۱۔ دلائل اور معرفت کا آخری مقام ”ختم نبوت کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں پر دلائل اور معرفت طبعی طور پر ختم ہو جاتے ہیں وہ وہی حد ہے جس کو ختم نبوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸۳)

۲۔ چشمہ افادات ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چشمہ افادات مانتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۱۱) ”وہی ہے جو سر چشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۶)

۳۔ افاضہ میں تمام نبیوں سے بڑھ کر ”ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار ہا سلام) اپنے افاضہ کے رُوح سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔“

(چشمہ مسیح صفحہ ۷۲-۷۶ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹)

۴۔ نبوت کا مصدق ”آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۰۸)

۵۔ فیض رساں مہر ”وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸)

۶۔ آخری شارع اور مستقل نبی ”آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت اُن پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ اُن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الہیہ ملتا ہے وہ انہی کے فیض اور انہی کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔“ (چشمہ معرفت صفحہ ۹)

۷۔ زندہ نبی ”کسی کیلئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ شریعتی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا۔“ (کشتی نوح صفحہ ۶)

۸۔ ابدی نبوت کا حامل نبی ”ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر تو ذکر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اُتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی اور آپؐ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال کے بعد بھی آپؐ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپؐ کی اُمت میں وہی مہر نبوت لیکر آیا ہے۔ اگر یہ عقیدہ کفر ہے تو پھر میں اس کفر کو عزیز رکھتا ہوں۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۳)

۹۔ پہلی نبوتوں کو بند کرنے والا ”اب بنجر محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند

فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کَلْفُلْکَ صَاءَ سَطَحُهَا بِمُجْمُومِهَا جیسے سطحِ مساوی اپنے ستاروں سے روشن ہو جاتی ہے	کَمْ تَوَزَّوْجَةُ النَّبِيِّ صَحَابُهُ آپ کے صحابہؓ نے نبی کریم کا چہرہ کس قدر منور کر دیا
قَدْ خُصَّ دِينُ مُحَمَّدٍ بِعُمُومِهَا یہ علوم سارے کے سارے دینِ محمدی سے ہی خاص ہیں	کَمْ تَنْفَعُ الْعُقَلَى تَعْلِيمُهُ آپ کے علوم جن و انس کو کس قدر نفع دے رہے ہیں
رَأَيْتَ ظِلَامَ الدَّهْرِ عِنْدَ قُدُومِهَا ہدایت کے آنے سے زمانہ بھر کا اندھیرا دور ہو گیا	ظَهَرَ هِدَايَةُ رَبِّكَ بِقُدُومِهِ ہمارے رب کی ہدایت آپ کے آنے سے ظاہر ہوئی
غَابَتْ عَنَّا أَيُّهَا كَلِّ سُمُومِهَا ہماری گسراہی اپنے تمام زہروں سمیت چھپ گئی	جَاءَ بِمُتَوَاتِرٍ مُزِيلٍ سَقَامَنَا ایسا تریاق لائے جو ہماری بیماریاں دور کرنے والا تھا
قَدْ فَاقَتْ الْأَرْضُ سَمِيَّ بَطْلُومِهَا اپنی چمک دمک سے زمین آسمان پر فوقیت لے گئی	تَوَلَّتْ مَلَكَةُ السَّمَاءِ لِنَصْرِهِ آپ کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے اترے
فَوَيْلٌ لِلْيَهُودِ بِمَقْلَحِهَا وَبِقُومِهَا مگر یہود اپنی ترکاریوں اور بس کے فتنہ میں پڑ گئے	رَدَّ عَلَى الْأَرْضِ كَنْزُ رَاحَتِهَا آپ کے صحابہؓ نے زمین کو اس کے حنزانے واپس کر دیے
خُسِفَ الْبِلَادُ بِفُرْسِهَا وَبِزُومِهَا شہر اس اور روم کے شہروں کے شہر زلیل ہو گئے	رُفِعَتْ بُيُوتُ الْمُؤْمِنِينَ رَفَاعَةً مستربہ میں مومنوں کے گھر بلند ہو گئے
فَآتَتْ بِجَنَاحَةِ صَخْبِهِ بِقُومِهَا آپ کے صحابہؓ کی جماعت باوجود کمزور ہونے کے کامیاب ہو گئی	دَخَلَتْ صُفُوفُ عِدَايَ بِغَيْرِ رَوْنَةٍ دشمن کی صفوں میں بے دھڑک جا گئے
صَبَّتْ سَمَاءُ الْعِلْمِ مَاءَ غِيُومِهَا علم کے آسمان نے علم کے بادلوں کا پانی بہا دیا	مُنِيعَ الْعُلُومِ صَغِيرُهَا وَكَبِيرُهَا چھوٹے بڑے سب ہی کو علوم بخشنے
وَعَدَتْ الْيَهُودُ الْجَنَّةَ بِكُزُومِهَا جنت دوزی آپ کی طرف اپنے انگوروں کو لے کر	فَاصْطَفَتْ صُفُوفَ الْكُوفَةِ شَوْقًا لَهُ کوثر کے پانی بہہ پڑے اُن کے اشتیاق کی وجہ سے

(کلام محمد ص ۲۳۹-۲۵۰)

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 میگنولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-1652243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

ارشادِ نبوی ﷺ
الصَّلَاةُ عِمَادُ
الدِّينِ
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

پیغمبر خدا ﷺ پر ختم ہوا۔ خاتم النبیین کے یہی
مقام ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۳)

۱۳۔ ہر کمال کا خاتم

ختم شد بر نفسِ پاشِ ہر کمال
لا جرم شد ختم ہر پیغمبر سے
(برائین احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۱)
یعنی حضورؐ کے پاک نفس پر ہر کمال ختم
ہو گیا اس لئے آپؐ پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا۔

۱۵۔ ہر نعمت کا خاتم

تمت علیہ صفاتُ کل مزیة
ختمت بہ نعماءُ کل زمان
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۳)
ترجمہ: ہر قسم کے فضائل کی صفیں آپؐ کے
وجود میں اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں اور ہر زمانہ
کی نعمتیں آپؐ پر ختم ہیں۔

۱۶۔ نبیوں کا باپ

”آنحضرت ﷺ تمہارے مردوں
میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ
ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا
لفظ زبانِ عرب میں استدراک کیلئے آتا ہے یعنی
تدراک مافات کیلئے۔ سو اس آیت کے پہلے
حصے میں جو معروف شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس
کی آنحضرت ﷺ کی ذات سے لنی کی گئی تھی
وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو
لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا
اس طرح تدراک کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ
کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ
آپؐ کے بعد براہِ راست فیوضِ نبوت ختم
ہو گئے اور اب کمالِ نبوت صرف اس شخص کو
ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباعِ نبوی کی مہر رکھتا
ہوگا“

(ریویو بر مباحثہ بیالوی و پچکڑالوی صفحہ ۷-۸)

۱۷۔ نبی تراش

”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو
صاحبِ خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضہ کمال کیلئے مہر
دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ
سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی
پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ
روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی
کو نہیں ملی۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)
(رسالہ الفرقان النبی الخاتم نمبر)



ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر
شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی
ہو۔“ (تجلیات الہیہ صفحہ ۲۰)

۱۰۔ خیر المرسلین

”حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ
خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے
اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمتِ برتر بہ تمام پہنچ
چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو
اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔“

(ازالہ اوہام)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

۱۱۔ جامع کمالات انبیاء

”ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم
المؤمنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور
اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع
الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم
ہو گئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے
کوئی لگا کھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابلِ فخر
نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم
ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر
کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات
متفرقہ جو آدم سے لیکر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو
دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب
کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے
گئے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۳۱)

۱۲۔ جس کی امت عظیم استعدادوں کی

حامل ہو

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم
النبیین ہونے کا یہ بھی ایک پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے محض اپنے فضل سے اس امت میں بڑی
بڑی استعدادیں رکھ دی ہیں یہاں تک کہ
عُلَمَاءُ اُمِّیِّی کَانُوا یَتَفَقَّحُونَ فِی رِیَاضِ الْاِیْتِیْلِ بھی
حدیث میں آیا ہے۔ علما عالم کی جمع ہے اور علم
اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم
قرآن شریف سے ملتا ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۳۷-۳۳۸)

۱۳۔ روحانی ترقیات کا خاتم

”جسمانی طور پر جس قدر ترقیات آج تک
ہوئی ہیں کیا وہ پہلے زمانوں میں تھیں؟ اسی طرح
روحانی ترقیات کا سلسلہ ہے کہ ہوتے ہوتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبوت کا دعویٰ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

”حضرت مسیح موعودؑ کا چوتھا دعویٰ ظلی نبوت کا تھا یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اور آپؑ کے لئے ہونے دین کی خدمت کے لئے آپؑ کے ظل اور بروز ہونے کی حیثیت میں نبوت کی خلعت پہنائی ہے۔ یہ دعویٰ بھی چونکہ موجود الوقت مسلمانوں کے معروف عقیدہ کے سخت خلاف تھا اور وہ مقدس بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند قرار دیتے تھے اس لئے اس دعویٰ پر بھی مخالفت کا بہت شور برپا ہوا اور آپؑ کے مخالفوں نے اسے ایک آڑ بنا کر آپؑ کو نعوذ باللہ اسلام کا دشمن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہونے دین کو مٹانے والا قرار دیا اور اب تک بھی آپؑ کا یہ دعویٰ مسلمانوں میں سب سے زیادہ پیمان پیدا کرنے والا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر یہ سب شور و غوغا محض جہالت اور تعصب کی بنا پر ہے ورنہ غور کیا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ میں کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی کا ثبوت ملتا ہے۔

دراصل اس معاملہ میں سارا دھوکا اس بات سے لگا ہے کہ بد قسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ ہر نبی کے لئے نئی شریعت کا لانا ضروری ہے یا کم از کم یہ کہ ہر نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ نبی کے روحانی فیض سے آزاد ہو کر براہ راست نبوت کا انعام حاصل کرے۔ اور نبوت کی اس تعریف کو مان کر واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھلا رکھنا نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منافی ہے بلکہ اس سے اسلام کی اکملیت پر بھی سخت زد پڑتی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے نبوت کی یہ تعریف ہرگز درست نہیں اور قرآن و حدیث دونوں اسے سختی کے ساتھ رد کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر نبی کی جو تعریف اسلامی تعلیم کی رو سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ

سے وحی پاکر دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو اور ایسے روحانی مقام پر پہنچ جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کثرت سے کلام کرے اور اسے غیب کے امور پر کثرت کے ساتھ اطلاع دی جاوے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ”یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا قبیح نہ ہو۔ پس ایک انتہی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ انتہی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 306)

اس تشریح کے ہوتے ہوئے جو قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے یہ اعتراض بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ نبوت کا دروازہ کھلا ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ لازم آتی ہے یا یہ کہ اس سے قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دینا پڑتا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ایسی نبوت کو جاری ماننے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ وہی افسر بڑا ہوتا ہے جس کے ماتحت بڑے ہوں اور وہی شخص زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے جس کا فیضان زیادہ وسیع ہو اور اس کی پیروی انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ انعامات کا حقدار بنا سکے۔ بے شک اگر حضرت مسیح موعودؑ یہ دعویٰ فرماتے کہ میرے آنے سے قرآنی شریعت منسوخ ہو گئی ہے یا یہ اعلان فرماتے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے باہر ہو کر براہ راست نبوت کا انعام پایا ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی کسر شان سمجھی جاسکتی تھی مگر جبکہ یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ مجھے خدا نے اسلام کی خدمت کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی برکت سے اور آپؑ کی اتباع اور غلامی میں نبوت کا منصب عطا کیا ہے تو ہر دانا شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ عقیدہ اسلام اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھانے والا ہے نہ کہ کم کرنے والا۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ قرآن و حدیث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلی طور پر بند کیا ہے اس لئے خواہ اس میں اسلام کی عزت ہو یا جنگ ہم بہر حال اس عقیدہ کے پابند ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ ہرگز درست نہیں کہ قرآن و حدیث نبوت کے دروازہ کو من کل الوجوہ بند کرتے ہیں بلکہ غور کیا جاوے تو جو دلیلیں نبوت کے بند ہونے کی قرآن و حدیث سے دی جاتی ہیں وہی اسے کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ”خاتم النبیین“ قرار دیا گیا ہے اور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن غور کیا جاوے تو اسی دلیل سے نبوت کا دروازہ کھلا ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ عربی لغت اور محاورہ کی رو سے ”خاتم النبیین“ کے معنی آخری نبی کے ہرگز نہیں بلکہ نبیوں کی فہر کے ہیں کیونکہ ”خاتم“ کا لفظ جو ”ت“ کی فتح سے ہے اس کے معنی عربی میں ایسی مہر کے ہوتے ہیں جو تصدیق وغیرہ کی غرض سے کسی دستاویز پر لگائی جاتی ہے۔ پس نبیوں کی فہر سے یہ مراد ہوا کہ آئندہ کوئی شخص جس کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مہر نہ ہو خدائی دربار سے کوئی روحانی انعام حاصل نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر یہ فہر اسے حاصل ہو جائے تو عام انعامات تو درکنار نبوت کا انعام بھی انسان کو مل سکتا ہے۔ پس یہی آیت جسے غلط صورت دے کر نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والا قرار دے لیا گیا ہے درحقیقت نبوت کے دروازہ کو کھول رہی ہے۔

اسی طرح حدیث میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اب نبوت کا دروازہ کھلی طور پر بند ہے حالانکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شریعت والی نبوت کا دروازہ بند

ہے کیونکہ وہی ایسی نبوت ہے جس کے متعلق ”بعد“ کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے ورنہ ظلی نبوت اور تابع نبوت تو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی کا حصہ ہے اور اس کے اندر شامل ہے نہ کہ اس کے بعد۔ خوب غور کرو کہ بعد میں آنے والی چیز اسی کو کہا جاتا ہے کہ جو سابقہ چیز کے اٹھ جانے یا ختم ہوجانے کے بعد آئے لیکن جو چیز سابقہ سلسلہ کے اندر ہی پروٹی ہوئی ہو اور اس کا حصہ بن کر آئے اس کے متعلق بعد کا لفظ نہیں بولا جاسکتا۔ پس اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”میرے بعد“ کوئی نبی نہیں ہوگا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہاں ایسا نبی مراد ہے جو آپ کی شریعت کو منسوخ کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔ الغرض جن قرآنی آیات اور احادیث سے نبوت کے بند کرنے کی تائید میں سہارا ڈھونڈا جاتا ہے وہی نبوت کے دروازہ کو کھلا ثابت کرتی ہیں۔

مگر حضرت مسیح موعودؑ نے صرف منفی قسم کے دلائل سے ہی اپنے دعویٰ کو قائم نہیں کیا بلکہ متعدد قرآنی آیات اور احادیث سے اس بات کو ثابت کیا کہ بے شک شریعت والی نبوت اور مستقل نبوت کا دروازہ تو ضرور بند ہے مگر ظلی اور غیر تشریقی نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ یہ دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی زندگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا اظہار ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ ایک طرف تو قرآن شریف مسلمانوں کو یہ دعا سکھاتا ہے کہ تم مجھ سے ان تمام روحانی انعامات کے حصول کے لئے دعا کیا کرو جو پہلی امتوں پر ہوتے رہے ہیں۔ (الفاتحہ: 6-7) اور دوسری طرف قرآن شریف یہ بتاتا ہے کہ نبوت خدا کے ان اعلیٰ ترین انعاموں میں سے ہے جو پہلے لوگوں کو ملے رہے ہیں۔ (النساء: 70) پس ایک طرف ہر قسم کے انعاموں کے مانگنے کی دعا سکھانا اور دوسری طرف یہ بتانا کہ انعام سے نبوت وغیرہ کے انعامات مراد ہیں صاف ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ خدا نے ایک

طرف تو سوال کرنا سکھایا اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ اس سوال کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث میں آنے والے مسیح کو نبی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول الله "واذكرفي الكتاب مريم" اور مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة باب ذكر الدجال اور ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعة)

اور جب یہ ثابت ہے کہ آنے والا مسیح گزرے ہوئے مسیح سے جدا ہے تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کے مسئلہ کے متعلق اپنی کتب میں نہایت سیرگن بحث فرمائی ہے اور اس ذیل میں مندرجہ ذیل امور پر زبردست روشنی ڈالی ہے:-

(1) یہ کہ نبوت کے جو معنی موجود الوقت مسلمانوں میں سمجھے گئے ہیں یعنی یہ کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا کم از کم یہ کہ کسی سابقہ نبی سے فیض یافتہ نہ ہو، یہ درست نہیں۔ بلکہ نبوت سے مراد ایسا مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہے جو کامل اور مصطفیٰ ہونے کے علاوہ کثرت کے ساتھ غیب کی خبروں پر مشتمل ہو۔ پس ایک شخص نئی شریعت کے لانے کے بغیر سابقہ نبی کے فیض سے اور اس کی اتباع میں ہو کر نبوت کا انعام حاصل کر سکتا ہے مگر بہر حال یہ ضروری ہے کہ اسے خدا کی طرف سے نبی کا نام دیا جاوے۔

(2) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد نہیں کہ آپؐ آخری نبی ہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ آپؐ نبیوں کی مہر ہیں اور اب آپؐ کی تصدیقی مہر کے بغیر کسی نئے یا پرانے نبی کی نبوت تسلیم نہیں کی جاسکتی۔

(3) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس سے یہ مراد ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میرے دور نبوت کو قطع کر کے ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہو۔

(4) یہ کہ امت محمدیہ کا مسیح موعود خدا کا

ایک برگزیدہ نبی ہے جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد احادیث میں نبی کے نام سے یاد کیا ہے۔ مگر اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع اور اسی کی ظل ہے نہ کہ آزاد اور مستقل نبوت۔

(5) یہ کہ ایسی نبوت کا دروازہ کھلا ماننے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ اس میں آپؐ کی شان کی بلندی کا اظہار ہے کیونکہ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اس قدر بلند اور رفیع ہے کہ آپؐ کے خادم نبوت کے مقام کو پہنچ سکتے ہیں اور یہ کہ آپؐ روحانی مملکت کے صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ شاہنشاہ اور بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔

(6) اسی ذیل میں آپؐ نے یہ بھی ثابت کیا کہ گو موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کا یہ عام عقیدہ ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلی طور پر بند ہے مگر صحابہ کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور صحابہ کے بعد بھی کئی مسلمان اولیا اور بزرگ ایسے گزرے ہیں جو غیر تشریف نبوت کے دروازہ کو کھلا ماننے رہے ہیں مثلاً حضرت محی الدین ابن عربیؒ امام عبدالوہاب صاحب شعرانیؒ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلویؒ حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانیؒ علامہ محدث ملا علی قاریؒ امام محمد طاہر صاحب گجراتی وغیرہم نبوت کے دروازہ کو کھلی طور پر بند خیال نہیں کرتے تھے۔

(7) آپؐ نے اپنے مخالفین کو طوم کرنے کے لئے یہ بھی ثابت کیا کہ موجود الوقت مسلمانوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں دنیا میں نازل ہوں گے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک گونہ نبوت کا دروازہ کھلا قرار پاتا ہے۔ کیونکہ خواہ حضرت مسیح ناصریؑ نے نبوت کا انعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پایا تھا مگر جب ان کی دوسری آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگی تو بہر حال اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کا وجود مان لیا گیا۔ مگر آپؐ نے بتایا کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے کسی فرد کا نبوت کے انعام کو پانا آپؐ کے لئے باعث عزت ہے وہاں ایک سابقہ نبی کا آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت کی

اصلاح کے لئے دوبارہ مبعوث ہو کر آنا یقیناً آپؐ کے لئے باعث عزت نہیں بلکہ ہتک اور غیرت کا باعث ہے۔

(8) آپؐ نے عقلی طور پر بھی ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے سلسلہ کا بند ہو جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خدا کے انعاموں کو وسیع کرنے والی نہیں بلکہ تنگ کرنے والی ثابت ہوئی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام ہے کہ اس کے بعد خدائی انعاموں کا دروازہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کر کھل جانا چاہئے۔

الغرض حضرت مسیح موعودؑ نے اس اہم مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت سیرگن بحث کر کے ثابت کیا کہ گو قرآن شریف آخری شریعت ہے جس کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو آپؐ کی غلامی کے جوئے سے آزاد ہو کر آئے مگر مطلق نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے اور اس کے کھلا رہنے میں ہی اسلام کی عزت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی بلندی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

”یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شریعت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔ دنیا کی

مثالوں میں سے ہم ختم نبوت کی مثال اس طرح پردے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 227-228۔ مطبوعہ ریوہ) پھر فرماتے ہیں:-

”بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے..... سو خدا نے ان معنوں سے آپؐ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) پھر فرماتے ہیں:

”خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپؐ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ سند نہیں۔“

(الحکم مورخہ 17 اکتوبر 1902ء صفحہ 9 کالم 3) پھر فرماتے ہیں:-

”اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“

(تجلیات الہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پھر فرماتے ہیں:

”یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار شہوت اس کی گردن پر ہے۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔

کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

خليفة المسيح الثاني المصلح الموعود

ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے
ہمارے سید و مولیٰ نہیں محتاج غیروں کے
جو اپنی زندگی اُن کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیا ہوگا

کہ جب ہوگا اسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا
قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا
جو اُن کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیا ہوگا

نے کہا تھا کہ میرا پورا خزانہ بھی اس کتاب سے
مجھے مستغنی نہیں کر سکتا۔

گزشتہ صدی میں مصنف ابی شیبہ کے
قلمی نسخے بھی مدون کر کے شائع کئے گئے ہیں
۔ چنانچہ مولانا مختار احمد ندوی نے پہلی دفعہ
1979ء میں مصنف ابن ابی شیبہ 15 جلدوں
میں ممبئی (ہندوستان) سے مکمل شائع کیا۔ اس
کی جلد 9 میں صفحہ 109 اور 110 پر کتاب
لا ادب میں حضرت عائشہؓ کی روایت مکمل
اسناد کے ساتھ درج ہے۔

اس سے زیادہ مفید وہ نسخہ ہے جو کہ
2004ء میں سعودیہ سے مکتبہ رشد نے شائع
کیا ہے کیونکہ اس میں کتاب کے تمام معلوم قلمی
نسخوں کے ساتھ موازنہ کر کے اغلاط بھی
درست کی گئی ہیں اور ایک بہت مفید اور تفصیلی
مضمون کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق
ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کی جلد
8 میں صفحہ 620-621 پر یہ روایت درج
ہے۔ روایت کی مکمل اسناد یوں ہیں:

حسین بن محمد نے جریر بن حازم سے
اور انہوں نے محمد سے اور انہوں نے حضرت
عائشہؓ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے درج بالا
قول ارشاد فرمایا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ
نے کتاب میں اس موضوع پر الگ باب قائم
کیا ہے اور اس کا عنوان ”من کثرہ ان یقول
: لا نبی بعد النبی“ رکھا ہے۔ (یعنی ان کے
بیان میں جنہوں نے ”آنحضورؐ کے بعد کوئی
نبی نہیں“ کہنے سے کراہت کی۔) اس باب میں
دو روایات بیان کی ہیں جن میں ایک حضرت
عائشہؓ کا یہی قول ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کے شائع کرنے والوں
کو جزا دے جنہوں نے مذہبی اختلاف کے
باوجود نہایت دیانتداری سے اصل روایات
شائع کر دی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۹ اپریل ۲۰۱۰ء صفحہ ۲)



کی وفات کے فوراً بعد یا آپؐ کی
تعلیمات سے ہٹ کر کوئی نبی نہیں آئے
گا۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپؐ
فرمائیں لَا نَبِیَّ بَعْدِی اور حضرت عائشہؓ
”فرمائیں وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ۔ بس
لازمًا آنحضورؐ کے قول کے وہ معنی نہیں جو کہ
بعض علماء نے سمجھے ہیں۔ انہیں وجوہات کی بنا
پر یہ روایت ہماری جماعت کے علم الکلام میں
ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

غیر احمدی علماء نے اس روایت پر جو
اعتراض کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ
ہے کہ یہ روایت آنحضورؐ کے قریب ایک ہزار
سال بعد امام سیوطی کی ایک کتاب میں نقل کی
گئی ہے۔ نہ تو اس سے پہلے ایک ہزار سال میں
کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے اور نہ ہی
اس کا سلسلہ اسناد موجود ہے۔ چنانچہ مولانا محمد
عبداللہ معمار امرتسری نے اپنی محمدیہ پاکٹ
بک میں اس روایت پر یہی اعتراض اٹھایا ہے
کہ اس روایت کا سلسلہ اسناد موجود نہیں۔

(محمدیہ پاکٹ بک ایڈیشن 1999ء صفحہ
383)

حضرت امام سیوطیؒ نے اس روایت میں
امام ابن ابی شیبہؒ کا حوالہ دیا ہے جو کہ ایک
بڑے بلند پایہ محدث اور بزرگ تھے جن کا
پورا نام ابی بکر عبداللہ بن محمد تھا اور ابن ابی شیبہ
کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی وفات
235 ہجری میں ہوئی۔ ان کے مقام کا اندازہ
اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضرت امام بخاری
، امام مسلم، امام ابن ماجہ، امام ابی داؤد، امام احمد
بن حنبل، امام دارمی نے ان کی روایات اپنے
مشہور و معروف مجموعات میں شامل کی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہؒ نے خود بھی ایک کتاب
لکھی تھی جسے ”مصنف ابی شیبہ“ کہا جاتا ہے
۔ اس کتاب میں چالیس ہزار روایات جمع کی
گئی تھیں جن میں صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی
تھے۔ اس کتاب کی اہمیت کے متعلق مشہور ہے
کہ پین کے معروف مسلمان بادشاہ عبدالرحمن

امری فی فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس
کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا
تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل
ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا
اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر
اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک
پہلو سے اُنہی۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد
22 صفحہ 153-154)

اور اپنے ابتدائی انکار کی تشریح کرتے
ہوئے فرماتے ہیں:

”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت
سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ
میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں
ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان
معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے
باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا
نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے
علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی
جدید شریعت کے۔“

(اشہار ایک غلطی کا ازالہ۔ روحانی خزائن جلد
18 صفحہ 210-211)

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 236 تا 253۔ اشاعت
2008ء قادیان)



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

قُولُ أَخَاتِ النَّبِيِّ

ڈاکٹر محمد داؤد جو کہ۔ حبرِ منی

تَقُولُوا لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ۔ یعنی خاتم النبیین تو کہو
لیکن یہ مت کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی
نہیں۔ اس روایت سے تین باتیں معلوم ہوتی
ہیں۔

اول یہ کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک
آنحضورؐ کے بعد بھی نبی آ سکتے ہیں اور اسی
لئے آپؐ لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ کہنے سے منع فرمایا ہے
دوسرے یہ کہ خاتم النبیین کے معنی ہر
 لحاظ سے آخری نبی کے نہیں ہیں اور اسی لئے
آپؐ نے فرمایا کہ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ بے
شک کہو لیکن لَا نَبِیَّ بَعْدَکَ نہ کہو۔

تیسرے یہ کہ آنحضورؐ نے جو یہ فرمایا
ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِی اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبھی
بھی کسی قسم کا کوئی نبی آپؐ کے بعد نہیں
آ سکتا بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آپؐ

پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی
مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے
مستحق نہیں۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد
22 صفحہ 406-407)

اس بحث کے ختم کرنے سے پہلے یہ ذکر
بھی ضروری ہے کہ گو حضرت مسیح موعودؑ کے
الہامات میں شروع سے ہی آپؐ کے متعلق
مرسل اور رسول اور نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال
ہوتے آئے ہیں مگر چونکہ عام مسلمانوں کا یہ
عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا اور آپؐ پر بھی اس
بارے میں ابھی تک خدا کی طرف سے پوری
وضاحت نہیں ہوئی تھی اس لئے اوائل میں آپؐ
مسلمانوں کے معروف عقیدہ کا احترام کرتے
ہوئے ان الفاظ کی تاویل فرمادیا کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ یہ الفاظ محض جزوی مشابہت
کے اظہار کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر
جب خدا کی طرف سے آپؐ پر حق کھل گیا اور
آپؐ کو صریح اور واضح طور پر نبی کا خطاب دیا
گیا تو آپؐ نے کھلے طور پر اس کا اعلان فرمایا۔
چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:-

”اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح
ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا
کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی

خاتم النبیین کے حقیقی معنی جانے اور آنحضرت
ؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی اُمت میں نبوت
کے جاری رہنے کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے جن
روایات کو خاص اہمیت حاصل ہے ان میں ام
المومنین حضرت عائشہؓ کا ایک قول بھی ہے جسے
حضرت امام سیوطیؒ (845ھ تا 911ھ) نے
اپنی تفسیر التذکرۃ المنقوۃ فی التفسیر
بالمأثور میں نقل فرمایا ہے۔ اس تفسیر میں
حضرت امام سیوطیؒ نے قرآن کریم کی آیات
کے متعلق صحابہؓ اور تابعینؓ کی روایات کو جمع کیا
ہے۔ اور اسی لئے اس تفسیر کا نام مأثور رکھا ہے۔
چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیین کے
تحت آپؐ نے امام ابی شیبہؒ کے حوالہ سے حضرت
عائشہؓ کا یہ قول بھی نقل
فرمایا ہے۔ قُولُ أَخَاتِ النَّبِيِّ وَلَا

حدیث ”لانی بعدی“ کی حقیقت

منیر احمد خادم۔ ناظر اصلاح و ارشاد مرکزی قادیان

غیر احمدی علماء اپنی تقاریر اور مضامین میں عوام الناس کو ”لانی بعدی“ کی حدیث سنا کر جماعت احمدیہ کے خلاف یہ دلیل قائم کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ نے صاف فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جماعت احمدیہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے خلاف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو نبی مانتی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کے اس واضح ارشاد کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نعوذ باللہ من ذلک جھوٹے نبی ہیں۔ اور جماعت احمدیہ جھوٹ پر مبنی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ لانی بعدی کے الفاظ بعض لمبی احادیث کا ایک حصہ ہیں جب ہم تمام حدیث کے ساتھ اس حصہ کو پڑھتے ہیں تب لا نبی بعدی کا اصل مفہوم ہم پر واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جن میں ”لانی بعدی“ کے الفاظ آئے ہیں۔

پہلی حدیث: عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ فَلَا تُؤْنُوا لَهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَكَاخَاتُهُمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَبِيعُوا بَعْدِي.

(ابوداؤد کتاب الفتن)

حضرت ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے خروج کریں گے وہ سب کے سب دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ ۲۷ دجال ہوں گے اور ان میں چار غور تیں ہوں گی۔

(کنز العمال صفحہ ۱۷۸)

اس حدیث کی تشریح میں میرا شرح المعتمد نسفی میں صفحہ 445 پر جو حدیث درج کی گئی ہے اس کی تشریح میں لکھا گیا ہے کہ

(۱۱) سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَا تَبِيعُوا بَعْدِي إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَالْمَعْلَى لَا نَبِيَّ

ثُبُوتُ النَّبِيِّ بَعْدِي إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْبِيَاءُ الْأَوَّلِيَّاءِ.

(میرا شرح المعتمد نسفی صفحہ ۴۴۵)

ترجمہ: ”عنقریب میری امت میں تیس (مخلص ایسے ہونگے) جن میں سے ہر شخص سمجھے گا کہ میں نبی ہوں (جبکہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اللہ چاہے“ یہاں نبی کے معنی تشریفی نبی کے ہیں۔ اور إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ کے تحت انبیاء الاولیاء آتے ہیں۔

پس تیس دجال کے دعویٰ نبوت سے مراد یہ ہے کہ وہ شرعی نبی ہونے یا مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرنے کا دعویٰ کریں گے۔ دجال کے متعلق بعض اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ گرچے میں سے نکلے گا اور دجال کے شر سے محفوظ رکھنے کیلئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات پڑھی جائیں۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر دجال) اور سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات میں مسیحی فتنہ کا ذکر ہے پس صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں دجال کا دعویٰ نبوت قرآن شریف کے استحکام کے لئے نہیں بلکہ قرآن شریف کے خلاف یسوع مسیح کی خدائی ثابت کرنے کے لئے ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں آنحضرت ﷺ کے فرمان ”لانی بعدی“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے خلاف شریعت والا کوئی نبی نہیں آئے گا۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں تک تیس کے عدد کا تعلق ہے تو بعض علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ تیس کی تعداد تو کافی عرصہ پہلے پوری ہو چکی ہے چنانچہ صحیح مسلم کی شرح اکمال الاکمال میں لکھا ہے

هذا الحديث ظهر صدقه فانه لوعده من **ثلاث** بعد زمنه صلى الله عليه وسلم الى الان لبلغ هذا العدد ويعرف ذلك من يطالع التاريخ (اكمال الاكمال جلد نمبر ۷ صفحہ ۲۵۸ مصری)

یعنی اس حدیث کی سچائی ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اگر آنحضرت ﷺ سے لیکر آج تک

کے تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو گئی ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص جو تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے جانتا ہے حضرت نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں دجالوں کے آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ (حج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

پس ایک طرف تو یہ تعداد پوری ہو گئی ہے لیکن اس سے مراد یہ بھی ہے کہ بکثرت دجال صفت جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے لیکن علامت ان کی یہ ہوگی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر شریعت اسلامیہ سے ہٹ کر نبوت کے دعوے کریں گے۔ چنانچہ ایسے دجال ظاہر ہوتے رہے ہیں ان میں ایک امریکہ کا ڈاکٹر ڈوئی بھی تھا جس نے نبوت کا اور وحی کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ کو خدائی کا درجہ دیتا تھا۔ وہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا تھا اور اسلام کو نعوذ باللہ جھوٹا خیال کرتا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے اس کا مباہلہ ہوا جس میں اُسے سخت ناکامی و ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔

دوسری حدیث: عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مَعِي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْنَدِ الْأَنْكَرَسِيِّ.

(بخاری کتاب الفضائل باب فضائل علی بن ابی طالب۔ مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب، کتاب المغازی باب غزوہ تبوک)

حضرت سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا میرے ہاں تیری منزلت وہی ہے جو موسیٰ کے ہاں ہارون کی تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے البتہ تو نبی نہیں ہے۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت شاہ ولی

اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

”یہاں بعدی سے مراد یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں آپ کے علاوہ اور کوئی نبی نہیں ہوگا“

اصل واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے پیچھے حضرت علیؑ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا۔ لیکن حضرت علیؑ سمجھے کہ آپ کی کسی کمزوری کی وجہ سے آپ کو پیچھے چھوڑا جا رہا ہے، اور جہاد سے محروم کیا جا رہا ہے اس پر جب حضرت علیؑ نے شکوہ کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؑ! ملال کی کوئی ضرورت نہیں تیرا مرتبہ تو میرے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ کے نزدیک تھا البتہ یہ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں حضرت ہارون نبی بھی تھے لیکن میری زندگی میں میرے علاوہ اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی تشریح کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب فرماتے ہیں:

”جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مدلول صرف غزوہ تبوک میں حضرت علیؑ کا مدینہ میں نائب یا مقامی امیر بنایا جانا اور حضرت ہارون سے تشبیہ دیا جانا ہے جب کہ موسیٰ نے طور کی جانب سفر کیا اور بعدی کے معنی اس جگہ غیری کے ہیں نہ کہ بعدیت زمانی۔ جیسا کہ آیت فمن یشدہ من بعد اللہ۔ میں کہتے ہیں بعد اللہ کے معنی اللہ کے سوا ہیں“

دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے دلیل بھی قرآن سے دی کہ بعد کا معنی ہر جگہ زمانی بعد نہیں ہوا کرتا ”سوا“ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ کے بعد کا جہاں ذکر ہے وہاں خدا کا بعد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ عرب اور فصحاء عرب ہی نہیں خود خدا اپنے کلام میں لفظ بعد کو ”سوا“ کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مزید فرماتے ہیں:-

”بعدیت زمانی اس لئے مراد نہیں کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے بعد زندہ نہیں رہے کہ حضرت علیؑ کے لئے بعدیت زمانی ثابت ہو اور حضرت علیؑ سے بعدیت زمانی کا استثناء

کریں۔“

(قرۃ العین فی تفصیل الشیخین فارسی صفحہ 206)

پس ثابت ہوا کہ اس حدیث میں لانی بعدی سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کی شریعتوں میں اگرچہ شرعی نبی کی موجودگی میں ان کی زندگی میں دوسرا شخص بھی ہو سکتا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی زندگی میں آپ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص خواہ آپ کی شریعت کا تابع ہی کیوں نہ ہو نبی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حدیث

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ كَانَتْ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكُنْتُ حَكْمًا بَيْنَ الْخَطَابِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

(ترمذی کتاب المناقب مناقب عمر)

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی تو عمر نبی ہوتے۔ اس حدیث میں بعدی کا مطلب میری بجائے، مجھے چھوڑ کر ہے۔

چنانچہ اسی مفہوم سے ملتی جلتی حدیث اس طرح ہے لو لہ ابعث لبعثت یا عمر (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۱) کہ اے عمر اگر میں مبعوث نہ کیا جاتا تو پھر تو مبعوث کیا جاتا۔

تیسری حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُمُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ أَوْفُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَأَلَّاوُلْ أَعْظَوْهُمْ خَلَفَهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَاءَ لِقَاءُهُمْ عَنَّا اسْتَوْدَعَهُمُ.

(بخاری کتاب المناقب باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔ مسلم ومسنند احمد وصحیفہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل کی سرداری اور حکومت انبیاء کے سپرد ہوتی تھی۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی بھیج دیا جاتا (جو اپنے احکام جاری کرتا) لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں (جو اپنے احکام جاری کرے) بلکہ میرے

مجاہد (میرے ہی احکام کی پیروی کرنے والے) خلفاء ہوں گے اور فساد کے زمانہ میں بعض اوقات ایک سے زیادہ لوگ خلافت کا دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ایسی صورت میں آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی پہلی بیعت کرو اس کی بیعت کے عہد کو نبھاؤ اور اُسے اُسکا حق دو۔ خود خلفاء اللہ تعالیٰ کے حضور ذمہ دار ہیں وہ ان سے ان کے فرائض کے متعلق پوچھ گچھ گاہ کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو کس طرح ادا کیا ہے۔

اس حدیث کا مفہوم بھی بالکل واضح ہے آنحضرت ﷺ فرما رہے ہیں کہ بنی اسرائیل میں یہ طریق تھا کہ ان کے نبی کی موجودگی میں بھی قائم مقام نبی بن سکتا تھا۔ اور وفات کے بعد بھی جو خلفاء تھے وہ نبی بنتے گئے تھے مگر میرے بعد جو خلفاء ہوں گے وہ نبی نہیں ہوں گے۔

پس مذکورہ تینوں احادیث اپنے مقام کے لحاظ سے ظاہر و باہر ہیں پہلی حدیث جس میں لانی بعدی کے الفاظ آئے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت لانے والا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ دجال جس کا تعلق مسیحیت سے ہوگا جب وہ دعویٰ نبوت کرے گا تو لازماً اسلامی شریعت سے ہٹ کر دعویٰ کرے گا اس لئے یاد رکھو میرے بعد کوئی بھی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔ دوسری حدیث جس میں حضرت علی کو آپ نے مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اس میں واضح فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ کی زندگی میں ان کے پیچھے رہنے والا نبی ہو سکتا تھا لیکن میری زندگی میں میرے پیچھے رہنے والا نبی نہیں ہوگا۔ اور تیسری حدیث میں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے پیچھے ان کے خلفاء نبی بھی کہلاتے تھے۔ لیکن یاد رکھو کہ میرے بعد جو خلفاء ہوں گے وہ نبی نہیں ہوں گے۔ پس لانی بعدی والی مذکورہ احادیث میں آپ نے اپنے بعد شرعی نبوت کو اور آپ کی زندگی میں کسی نبی کے ہونے کا اور آپ کی وفات کے بعد ہونے والے خلفاء کے نبی ہونے کی منافی فرمائی ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد آنے والے مسیح موعود اور امام مہدی جو کہ آپ کی متابعت میں شریعت اسلامیہ کو از سر نو زندہ کریں گے۔ نبی کہلا سکیں گے۔ چنانچہ اس کے متعلق آپ نے فرمایا۔

أَلَا إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَنَبِيٌّ مِّنِّي وَلَآ رَسُولٌ، أَلَا إِنَّهُ لَأَنَّهُ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِ بَيْتِي مِنْ بَعْدِي، أَلَا إِنَّهُ يَقْتُلُ الدَّجَالَ وَيَكْبُرُ الصَّلَيبَ وَيَضَعُ الْحِزْبَةَ، وَيَضَعُ الْحَرْبَ أَوْ زَارَهَا، أَلَا مَنْ أَذَرَ كُهُ فَلْيَغْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

(طبرانی الاوسط والمصنف)

خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کر دے گا اور جزیرہ ختم کر دے گا (یعنی اس کا رواج اٹھ جائے گا کیونکہ) اس وقت (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا سلام ضرور پہنچائے۔

پس ثابت ہوا کہ جہاں ایک طرف آنحضرت ﷺ نے لانی بعدی فرمایا ہے وہیں دوسری طرف آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے اور مسیح موعود کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا گویا مسیح موعود مہدی معبود نبی ہوں گے اور ان کے متعلق صحیح مسلم میں آپ نے چار مرتبہ ”نبی اللہ“ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کے ساتھیوں کو ”صحابہ“ فرمایا ہے انہی امور کے باعث امت کے بیسیوں ربانی علماء نے لانی بعدی کی تشریح کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے کہ لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا چنانچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ قُولُوا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (درمنثور جلد ۵ وکلمہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) اے لوگو! یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے متعلق حضرت امام ابن قتیبہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هَذَا مِنْ قَوْلِهَا كَقَوْلِهَا لَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي لَا أَنَّهُ أَزَادَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي يَتْلُو مَا جِئْتُ بِهِ.

(تأویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کا یہ قول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے مخالف نہیں کیونکہ حضور کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

برصغیر ہندو پاک کے مشہور محدث اور عالم حضرت امام محمد طاہر متوفی ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ هَذَا كَاطْرٌ إِلَى تَزْوِيلِ عِيسَى وَهَذَا أَيْضًا لَا يُقَاتِي حَدِيثَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي لِأَنَّهُ أَزَادَ لَا نَبِيَّ يَتْلُو شَرْعَهُ.

(درمنثور جلد ۵ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت عائشہؓ کا یہ قول اس بناء پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بحیثیت نبی اللہ نازل ہونا ہے اور یہ قول لانی بعدی کے خلاف بھی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ آپ کے بعد ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت منسوخ کر دے۔

اسی بارے میں حضرت شیخ عبد الوہاب شرعانی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”ایوانات الجواہر“ میں فرماتے ہیں: - إَعْلَمُ أَنَّ النَّبِيَّةَ لَمْ تَزْتَفِعْ مُطْلَقًا بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا اُزْتُفِعَ نَبِيَّةُ النَّبِيِّ فَقَطْ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولٌ بَعْدِي أَيْ مَاتَهُ مِنْ يُؤْتِغُ بَعْدِي شَرِيعَةً خَاصَّةً.

(ایوانیت والجواہر ج ۲ صفحہ ۳۹)

حضرت امام عبد الوہاب شرعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَلَا رَسُولٌ بَعْدِي سے مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص شریعت خاصہ کے ساتھ تشریح نبی نہیں ہوگا۔

علاوہ اس کے حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کو سمجھنے کیلئے آنحضرت ﷺ کے درج ذیل ارشادات پر بھی غور کرنا ہوگا۔ حضرت جابرؓ سے ایک حدیث مروی ہے فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِذَا هَلَكَ قَبِيرٌ فَلَا قَبِيرَ بَعْدَهُ وَاِذَا هَلَكَ كَسْرِي فَلَا كَسْرِي بَعْدَهُ۔ (بخاری کتاب الایمان والاند ور)

(باقی صفحہ 44 پر دیکھیں)

ماہنامہ ”الرسالہ“ نئی دہلی کے خصوصی شمارہ ”ختم نبوت“ پر ایک نظر

حافظ مظفر احمد - پاکستان

اسلامی مرکز نئی دہلی (بھارت) سے
 بیک وقت اردو اور انگریزی میں شائع ہونے
 والے ماہنامہ الرسالہ کے اکتوبر 2011ء کے
 خصوصی شمارہ ”ختم نبوت“ کی طرف جناب
 علامہ مفتی محمد سعید صاحب راولپنڈی نے توجہ
 مبذول کروائی۔ فخر الہ اللہ۔ 46 صفحات پر
 مشتمل اس خصوصی اشاعت کو علامہ وحید الدین
 خان صاحب سرپرست اعلیٰ نے ختم نبوت کے
 اہم موضوع کے لیے وقف کیا ہے۔ ان کی اس
 عالمانہ کاوش پر کوئی رائے زنی کرنے سے پہلے
 ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ماحصل مختصراً
 پیش کر دیا جائے۔

علامہ موصوف نے اپنی اردو، انگریزی، سائنس و فلسفہ کی علمیت کا سارا زور اس بات پر صرف کیا ہے کہ ”ختم نبوت“ کا مطلب ختم ضرورت نبوت ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ اسلئے ختم کر دیا گیا کہ اس کے بعد نئے نبی کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہی۔“ (الرسالہ ص 12) اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ ”قرآن کے ذریعہ اکمال دین اور اتمام نعمت ہو جانے کے بعد قرآن کامل طور پر ایک محفوظ کتاب بن گئی اور جب خدا کی ہدایت کتاب کی صورت میں محفوظ ہو جائے تو ایسی کتاب پیغمبر کا بدل بن جاتی ہے اسکے بعد کسی نئے پیغمبر کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔“ (ص 6)

باعث فساد اور کشت و خون کا سوال اٹھانا بھی دراصل اہل زمین کی گزشتہ تاریخ کے پس منظر میں تھا، اسی قرآنی صداقت کی مکمل تائید موجودہ سائنسی تحقیقات بھی کر رہی ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق سب سے پہلا انسان تقریباً 20 لاکھ سال پہلے پیدا ہوا۔

(www.sciencedaily.com)

ہماری موجودہ نسل انسانی جسے ہومو سیپینز کہتے ہیں کا ظہور دو لاکھ سال قبل ہوا اور تقریباً پچاس ہزار سال قبل افریقہ میں پھیلی۔ بیسویں صدی عیسوی کے مشہور امریکی سائنسدان اور ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر زکریا سچین (Dr Zecharia Sitchin) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب The 12th Planet (یعنی بارہواں سیارہ) میں قطعی دلائل سے یہ انکشاف کیا کہ سب سے پہلی انسانی نسل پانچ لاکھ سے دس لاکھ سال قبل کرہ ارض پر ظاہر ہوئی۔ جسے وہ ہومو ایکٹس (Homo Erectus) یعنی سیدھا کھڑے ہو کر چلنے والا آدمی (کا نام دیتا ہے جس کی نسل جنوب مشرقی افریقہ سے شروع ہو کر یورپ، ایشیا اور امریکہ میں پھیلی۔ اس انسان کی فوسل شدہ باقیات دریافت ہونے کی جگہ کی مناسبت سے ماہرین اثریات نے اس پہلے آدمی Nean Deartha کا نام دیا۔ اس انسان کے ذہنی ارتقاء کی رفتار بہت کم تھی اور یہ کرہ ارض پر دو اڑھائی لاکھ سال تک مسلط رہے۔

ان کی جگہ لینے والی نسل انسانی کو ڈاکٹر زکریا ہومو سیپینز H o m o Sapiens (یعنی سوچنے سمجھنے والے آدمی) اور دیگر سائنسدان کرو میگن C r o Magnon کا نام دیتے ہیں۔ یہ انسان کرہ ارض پر 35 یا 40 ہزار سال پہلے ظاہر ہو کر دنیا میں پھیلے تاہم ان کی بڑی آبادیاں ایشیاء کے عرب ممالک میں تھیں اس علاقہ کو بابل میں ”کوش“ کا نام دیا گیا ہے (پیدائش باب 2 آیت 8 تا 13) جہاں ایک طبقہ نے زراعت اور مویشی پالنے کا آغاز کیا۔ جبکہ دوسرے گروہ کا انحصار شکار وغیرہ پر تھا۔ ان دونوں گروہوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں گزشتہ پندرہ سولہ ہزار سال کی انسانی تاریخ انسانی خون سے لالہ رنگ ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ صرف سات ہزار سال قبل کا ہے، پس انکو پہلا انسان قرار دینا محض تاریخی و سائنسی مشاہدہ کے ہی خلاف نہیں خود قرآن کے بھی خلاف ہے۔ ہاں وہ الہامی انسان اور پیغمبر ضرور تھے جو اس غیر مہذب دور میں بہتر تمدن کے قیام کے لئے خلیفہ بنائے گئے تو پس منظر میں وہ خونی جنگیں تھیں جنکا حوالہ (البقرہ 2: 31 کے مطابق) فرشتوں کو دیا گیا۔

علامہ موصوف اپنے مقالہ میں دیگر انبیاء سے محمد ﷺ کا فرق نمایاں تو یہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کے ہاں روایتی نوعیت کے دلائل کی بجائے سائنسی نوعیت کے دلائل ہیں۔ (ص 15) مگر اپنے مضمون کے پہلے فقرہ میں ہی یہ بازی ہار جاتے ہیں۔

اب آئیے اصل موضوع ختم نبوت کی طرف۔ علامہ موصوف نے خاتم کے معنی بیان کرتے ہوئے نامعلوم کیوں صرف ایک غیر متعلق معنوں پر اکتفا کیا ہے اور وہ بھی محض انگریزی ڈکشنری سے۔ کہ ”خاتم یا سیل Seal کے معنی کسی چیز کو آخری طور پر مہر بند کرنے کے ہیں۔“

Seal to close completely-Page 2

خاتم عربی لفظ ہے جس کے لئے عربی لغت کا دیکھنا ضروری تھا۔ جو موصوف کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا اس لئے وہ لکھ بیٹھے کہ خاتم اور خاتم میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ خاتم اسم آلہ ہے جس کے ذریعہ نقش یا مہر لگائی جائے یعنی مہر (stamp) اور خاتم اسم فاعل ہے جس کے معنی مہر لگانے والا یا ختم کرنے والا ہے۔ اگر ان دونوں الفاظ میں کوئی فرق نہ ہوتا جیسا کہ علامہ موصوف نے فرمایا ہے تو حضرت علیؓ جیسے اہل زبان اور عربی دان اپنے صاحبزادوں حسن اور حسین کے استاد حضرت عبدالرحمنؓ کو یہ نہ فرماتے کہ میرے بچوں کو خاتم تاء کی زیر سے پڑھانا تاء کی زیر سے نہ پڑھانا۔ (کنز العمال للعلامہ علاء الدین علی المتحی جلد 2 ص 601 موسسۃ الرسالہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم کے معنی میں زیر اور زیر کا فرق نہ کرنے سے سارا مضمون ہی زیر و زبر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خاتم کے پہلے معنی عربی لغت میں اٹھوٹی کے ہیں جو زینت اور حسن کا موجب ہوتی ہے۔ پس خاتم الانبیاء کے معنی یہ

ہوئے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کی زینت اور حسن ہیں۔ 2۔ خاتم کے معنی مہر کے بھی ہوتے ہیں جو تصدیق کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ کیمبرج ڈکشنری میں ہی لکھا ہے:

Seal; which shows that is legal or has been officially approved.

یعنی مہر کا لگنا قانونی حیثیت یا باضابطہ تصدیق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے سے پہلے نبیوں کی بھی تصدیق کرنے والے ہیں اور آپ کے بعد بھی آپ کی تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہیں آ سکتا جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت یثاق الصمیمین (82:3) سے ظاہر ہے۔

حضرت امام راغب اصفہانی خاتم کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ ختم اور طبع کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ تَحْتِ تَحْتِ اور طَبَعَتْ کا مصدر ہیں اور ان کے معنی خاتم (مہر) کے نقش پیدا کرنے کی طرح کسی شے کا دوسری میں اثر پیدا کرنا ہیں اور دوسری صورت حقیقی معنوں کی نقش کی طرح کی تاثیر کا اثر حاصل ہیں۔ جبکہ آخری یا بند کرنے کے معنی مجازی ہیں۔

اگر یہاں خاتم کے مجازی معنی آخری بھی لئے جائیں تو بھی الصمیمین پر ”ال“ تخصیص کا ہے جس سے مراد شریعت والے نبی نہیں۔ پس خاتم الصمیمین کے معنی ہوں گے آخری صاحب شریعت نبی جن کے بعد نہ کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب آئے گی نہ نئے احکام آئیں گے۔ پس ختم نبوت کے لغوی معنی کی رو سے بھی ختم ضرورت نبوت مراد لینا کسی طرح درست نہیں بلکہ خود اہل اسلام کے مسلمہ عقیدہ کے خلاف ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی بطور امتی نبی آمد اور ظہور مہدی کے قائل ہیں جس کی آمد کو خود علامہ موصوف نے نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ مولانا عبدالماجد ریا بادی نے بجا طور پر لکھا ہے کہ ”مولوی خود مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بحالت نبوت آئیں گے (نیز عیسیٰ نبی اللہ مسلم شریف) یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان پر وحی نازل ہوگی (حدیث مسلم از نواس بن سمعان) اور یہ بھی کہ وحی لانے والے حضرت جبریلؑ ہوں گے۔ (حج الکرامہ از نواب صدیق

حسن خان) اور یہ بھی کہ جب حضرت مسیح آئیں گے تو ان کا انکار کرنے والے کافر ہوں گے (دارالعلوم دیوبند) ان مولوی صاحبان سے بھی توبہ کرانی چاہئے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تسلیم کر کے اور ان کو نبی مان کر اور پر بذریعہ جبریل وحی نازل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔۔۔ ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود نبوت کے منکر ہیں“

(ہفت روزہ صدق جدید 6 اگست 1965 ص 8) قرآن شریف کے مطابق نبوت ایک نعمت ہے جس کی ضرورت انسانوں کی رشد و ہدایت، تعلیم کتاب اور اصلاح و تزکیہ کے لئے ہوتی ہے، اور جب تک انسانوں میں گمراہی کا سلسلہ ہے (جو شیطان کو دی گئی مہلت کے مطابق قیامت تک مستند ہے 83:82:38) تب تک نبوت کی ضرورت ہے اور رہے گی۔

چنانچہ سورہ صافات میں یہ الہی سنت بیان ہے کہ پہلی قوموں کی اکثریت جب بھی گمراہ ہوئی۔ ہم نے ان میں رسول اور انذار کرنے والے بھیجے۔ (73:72:37) یہی سنتِ خدا کی قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔

دوسری سنت الہی سورہ بنی اسرائیل میں یہ بیان فرمائی کہ قیامت تک بلا استثناء ہر امتی کے لوگوں پر عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا۔ (59:17) اور اس عذاب کے بارہ میں الہی قانون یہ ہے کہ وہ رسول کی بعثت سے پہلے نہیں بلکہ اسکی دعوت اور انکار کے بعد آتا ہے۔ (16:17)

اب دنیا میں آئے دن عذابوں کا سلسلہ تو جاری ہے پھر رحمت خداوندی کا سلسلہ بصورت نبوت کیسے بند ہو سکتا ہے۔ ہاں ختم نبوت کے تقاضا سے شرعی انبیاء کا سلسلہ ضرور ختم ہوا۔ لیکن تابع امتی نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ سورہ نساء 70:4 میں پیچھوٹی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال اطاعت کے نتیجہ میں امت محمدیہ میں نبی، صدیق، شہید اور صالح کا مقام حاصل کرنے والے پیدا ہونگے۔ مزید برآں ہمارے نبی مثیل ہوئے ہیں اور حضرت موسیٰ کی امت میں سورہ مائدہ 21:5 کے مطابق جو نعمت عطا کی گئی

وہ انبیاء اور بادشاہ بنانے کی نعت تھی چنانچہ امت موسوی میں سورۃ بقرہ 8:2 کے مطابق قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ کے مطابق تابع امتی نبوت کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک جاری رہا۔ اور بمطابق سورۃ المائدہ (45:5) ہدایت و نور پر مشتمل احکام توریت کے نزول کے بعد لم یعصرہ تک اسکی ہدایت پر عملدرآمد کے لئے نبیوں، رہبانوں، یعنی اہل اللہ اور احبار و علماء کا سلسلہ جاری رہا۔ اس ”مضبوط رہبانی ٹیم“ کے سپرد قرآنی بیان کے مطابق اللہ کی کتاب توریت کی حفاظت کا کام تھا۔ اور یہ لوگ اس کے نگران بن کر حفاظت کا فریضہ ایک زمانے تک بخوبی ادا کرتے رہے۔ چنانچہ توریت کے مطابق اس مقصد کے لئے بنی اسرائیل میں 400 کے قریب انبیاء مبعوث ہوئے۔ توریت جسے سورۃ الانعام 55:6 میں ”تَمَامًا“ یعنی کامل و مکمل کتاب قرار دیا گیا جس میں اپنے زمانہ کے لئے ہر چیز کی تفصیل موجود تھی وہ اپنی ذات میں ہدایت کے لئے کافی نہ سمجھی گئی بلکہ اس پر عمل درآمد اور اس کی حفاظت کے لئے انبیاء کا سلسلہ ایک لمبے زمانے تک قائم کیا گیا۔

پس محض کسی کتاب کے نزول سے ضرورت نبوت پوری نہیں ہو جاتی بلکہ مقاصد نبوت کی تکمیل کے لئے کتاب کی لفظی حفاظت کے ساتھ معنوی حفاظت بھی ضروری ہے۔ بلکہ احکام کتاب پر عملدرآمد کی خاطر اسکی عملی حفاظت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، ان میں سے کسی ایک چیز کا فقدان بھی ضرورت نبوت کا متقاضی ہوتا ہے، اور ایسی ہی ضرورت کے تابع سورۃ نور (24:56) میں امت محمدیہ میں پہلی قوموں کی طرح کی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے، جس کے مطابق قرون اولیٰ میں خلفاء راشدین اور مجددین آتے رہے۔ جبکہ آخری زمانہ میں خلافت علی منہاج نبوت کا سلسلہ از سر نو جاری کرنے کے لئے ایک امتی نبی نے بھی ظاہر ہونا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 ص 273 قاهرہ) چنانچہ علامہ موصوف نے حدیث لا نَبِيَّ بَعْدِي (ص 2) کا وہ اگلا فقرہ درج نہیں کیا جس میں وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ کے الفاظ ہیں۔ کہ میرے معاصر میری شریعت کا مخالف بنی تو نہیں آئے گا مگر تابع خلفاء ضرور

ہو گئے۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل) دوسری حدیث انا خاتم النبیین سے متعلق مقالہ کے صفحہ 12 پر بخاری، مسلم، ترمذی کے حوالہ جات سے بھی اسی مذکورہ بالا مضمون کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ بخاری مناقب اور مسلم فضائل کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کی مثال ایک ایسے مکان یا محل سے دی ہے جسے بہت خوبصورت اور مکمل بنا کر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ لوگ اس میں داخل ہو کر تعجب کرتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑی گئی۔ فرمایا ”میں ہی اس آخری اینٹ کی جگہ ہوں، میں نے آکر تمام نبیوں پر مہر کر دی، دوسری روایت میں ہے میں خاتم النبیین ہوں۔“ حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ”اگرچہ ہر نبی کی شریعت اس کے اپنے (اپنے) زمانہ و ضرورت (کے) لحاظ سے کامل تھی مگر اس مثال سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شریعت محمدیہ گزشتہ شرائع کی نسبت زیادہ کامل اور مکمل ہے۔“ فتح الباری از علامہ ابن حجر جلد 6 ص 559 دار النشر الکتاب الاسلامیہ لاہور (خَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ کے معنی ختم کرنے کے بھی کئے جائیں تو یہاں ”الانبیاء“ سے مراد شرعی انبیاء ہیں، گویا رسول اللہ نے آکر شریعت کا مکمل مکمل کر دیا۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نیا یا پرانا نہیں آ سکتا۔

تیسری روایت ترمذی کتاب الفتن کی ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے معاصر (میرے مخالف) کوئی نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ بعد کے معنی خلاف کے ہیں۔ جیسا کہ آیت فہای حدیث بعد اللہ و آتاتہ یومہ صنون یعنی اللہ اور اسکی آیات کے خلاف وہ کوئی حدیث پر ایمان لائیں گے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اسکی یہی معنی کئے ہیں کہ ”معنی بعدی اس جاغیری است“ کہ یہاں لائین بعدی کا مطلب یہ ہے کہ میرے مخالف کوئی نبی نہ ہوگا۔ (قرۃ العین فی تفصیل النبیین ص 106) دراصل یہ حدیث ان تیس جھوٹے دعویداران نبوت سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے معاصر بعد سے دعویٰ نبوت شروع کر دینا تھا۔ اور جن کے دعویٰ کے سچا

ہونے کی نفی حدیث میں کی گئی ہے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کی زندگی میں ہی آپ کے نام خط میں رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور لکھا وصی مَسْمُومَةُ رَسُولِ اللَّهِ (سیرۃ ابن ہشام جلد 2 ص 600 بیروت) کہ یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے ہے۔ اس سے بڑھ کر اپنے منہ سے رسالت کا دعویٰ اور کیسے کیا جا سکتا تھا۔ پھر اسی پر بس نہیں اس نے تو شریعت اسلامیہ کو منسوخ کرتے ہوئے شراب و زنا کو حلال، زکوٰۃ کا لہدم، اور بعض نمازیں معاف کر دیں۔ (حج انکرامہ از نواب صدیق حسن خان بھوپال ص 324 ترجمہ از فارسی مطبع شاہجہانی بھوپال) پس وہ کذاب دعویدار نبوت قرار پا یا اور سورۃ حاکہ کی وعید قرآنی وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ (46:45:69) کے مطابق ہلاک ہوا۔ اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ کے بعد دعویٰ نبوت کا امکان موجود تھا تبھی یہ اصول بیان فرمایا کہ جھوٹا دعویٰ نبوت ہلاک ہوگا۔

اس حدیث رسول اور دعویدار نبوت مسیلمہ کے انجام ہلاکت سے علامہ موصوف کی ”تاریخی دلیل“ بھی کالعدم ہو کر رہ گئی۔ جس میں وہ یہ بے دلیل دعویٰ کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کے بعد کسی شخص نے اپنی زبانی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ”میں خدا کا پیغمبر ہوں“ بلکہ موصوف کی یہ موہنگی رسول اللہ کے اس ارشاد کے صریح منافی ہے کہ میرے بعد 30 جھوٹے دجال ہوں گے۔ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ لِلَّهِ، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا ”میں اللہ کا پیغمبر ہوں“۔ حیرت ہے کہ خدا کا رسول تو یہ پیشگوئی فرمائے کہ 30 دجال یہ دعویٰ کریں گے کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور شارح مسلم علامہ ابو عبد اللہ جیسے علمائے امت کہیں یہ پیشگوئی پوری بھی ہو چکی (اکمال الاکمال شرح مسلم جز 7 ص 258 مطبع سعاده مصر) اور علامہ موصوف خود اس پیشگوئی کا حوالہ (صفحہ 12) دیکر اسکا انکار بالاصرار کریں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ پھر یہی نہیں اسی ترمذی کتاب الفتن میں ہی تیس جھوٹے نبیوں کی آمد اور دعویٰ پیغمبری کی پیشگوئی کے ساتھ نزول ابن مریم کا بھی ذکر ہے اور چار مرتبہ رسول اللہ نے اس آئیوے کو ”نبی اللہ“ کے

الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (نیز دیکھو مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) (اگر خاتم النبیین سے مراد ضرورت نبوت کا خاتمہ تھا تو فصیح العرب اصدق الصادقین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس آئیوے کے لئے بار بار نبی کا لفظ استعمال نہ فرماتے۔ آپ نے تو صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر (جس کا ذکر علامہ موصوف نے ص 44 پر کیا ہے) یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر وہ زندہ رہتا تو لازماً سچا نبی ہوتا۔ (ابن ماجہ کتاب البنا و تہذیب ماجاء فی الصلاۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ) اگر آپ کے بعد باب نبوت ہی مسدود تھا تو آپ یہ فرماتے کہ ابراہیم زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہوتا۔ چنانچہ مشہور عالم دین شارح مشکوٰۃ حضرت علامہ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے تو حضور ﷺ کے تابع اور امتی نبی ہوتے اور یہ حدیث آیت خاتم النبیین کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آئیگا جو آپ کی شریعت منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔“

(موضوعات کیر مترجم ص 322 حضرت ملا علی قاریؒ مطبوعہ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی) یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ (جن سے نصف علم سیکھنے کا ارشاد ہے) فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاءؐ کو کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 5 ص 336 مکتبۃ الرشید ریاض) حضرت علیؓ کو بھی انہی معنوں میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی، تم خاتم الاولیاء ہو اور میں خاتم الانبیاء۔ (مناقب آل ابی طالب از علامہ ابو جعفر محمد بن علی م 558ھ مطبع علمیہ قم ایران) اور اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہو اور میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں (کنز العمال 13/516 مطبوعہ بیروت) پس جس طرح حضرت علیؓ کے بعد ولایت اور حضرت عباسؓ کے بعد ہجرت کا کلی خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ حضرت علیؓ افضل الاولیاء اور حضرت عباسؓ افضل المہاجرین قرار پائے۔ انہی افضل کے معنی میں مشہور شاعر حبشی کو خاتم الشعراء، مشہور طبیب بوعلی سینا کو خاتم اطباء، امام سیوطی کو خاتم المحققین کہا گیا ہے۔ انہی معنی میں

ہمارے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین افضل المرسل ہیں اور آپ کے بعد بھی امتی نبوت کا فیض جاری ہے۔ ایسے ہی امتی نبی کی خبر دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ اس امت کا سب سے افضل فرد ہے سوائے اس کے کوئی نبی پیدا ہو۔

(کنز العمال از علامہ علاء الدین علی المصطفیٰ جلد 11 ص 543 مطبوعہ بیروت)

یہی وجہ ہے کہ طبرانی کی روایت میں حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے ساتھ یہ استثناء بھی مذکور ہے کہ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔

(تذکرۃ الموضوعات محمد طاہر ص 986 ادارہ طباعہ منیرہ دمشق)

پھر رسول کریمؐ نے امت میں آنیوالے نبی اللہ کے بارے میں فرمایا

لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَغِيثُ عَيْسَى وَإِنَّهُ تَاوَلُ

(سنن أبی داود کتاب الملاحم باب خروج الدجال)

کہ اس (آنیوالے) عیسیٰ مسیح اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ یقیناً نازل ہونے والا ہے۔

ختم نبوت کے یہی معنی گزشتہ چودہ سو سال سے امت محمدیہ میں سمجھے اور بیان کئے گئے ہیں۔

چنانچہ نامور صوفی حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذی (متوفی 308ھ) کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی محض آخری کرنے سے آنحضرت ﷺ کی کوئی شان ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ تو صرف نادانوں اور جاہلوں کی تشریح ہو سکتی ہے۔

(ختم الاولیاء صفحہ 341 مطبع الکافولیکہ بیروت)

حضرت علامہ محی الدین ابن عربی خاتم النبیین کی تشریح میں فرماتے ہیں:

”میرے بعد شرعی نبی کوئی نہیں۔ میرا تابع ہوگا۔“ (فتوحات مکیہ جلد 2 ص 73)

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند اپنی معرکہ الآراء کتاب ”تخذیر الناس“ میں فرماتے ہیں:-

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا

تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلَٰكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“ (تخذیر الناس ص 7 مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی 1396ھ) پھر فرمایا:- ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“ (تخذیر الناس ص 46 مطبوعہ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی کراچی 1396ھ)

علامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں۔

”علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا۔“ (دافع الوساد فی اثر ابن عباس ص 3 مطبع یونی واقع فرنگی محل لکھنؤ)

چنانچہ جہاں تک علامہ موصوف کی نام نہاد ”تاریخی دلیل“ کا تعلق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد گزشتہ چودہ سو سال میں کسی نے اپنی زبان سے خدا کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا لہذا آپ بلا مقابلہ خاتم النبیین ثابت ہو گئے۔ قبل ازیں بھی اس دلیل کا بودا پن قرآن و حدیث سے ظاہر کیا جا چکا ہے۔ تاہم بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے حوالہ سے بھی اسکا جائزہ لینا ضروری ہے۔

علامہ موصوف کے ذوقی تحقیق و جستجو کی داود بچنے کہ بقول خود انہوں نے ایک ہندو گرو برہما شری کرنا کر کے دعویٰ پیغمبری کی خبر سن کر (بغرض تحقیق) 1999ء میں کیرالا کے دور دراز سفر کی صوبت اٹھائی۔ گردنی سے چند گھنٹے کے فاصلے پر قادیان جا کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی حقیقت جاننے کی رحمت بھی گوارا کی نہ اکی کتب کا مطالعہ کر کے تحقیق کرنی چاہی۔ اور بے دلیل لکھ دیا کہ ”مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی زبان سے یہ نہیں کہا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں انہوں نے صرف یہ کہا تھا کہ میں ظلی نبی ہوں۔۔۔۔۔ اسکو دعویٰ نبوت

نہیں کہا جاسکتا۔“ (ص 13) بے شک حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ شرعی نبوت کا نہیں مگر رسول اللہ کی پیٹنگوئی کے مصداق امتی نبی ہونے کا بہر حال ہے۔ اگر آنجناب کی تسلی خود حضرت بانی جماعت احمدیہ کی زبانی انکا دعویٰ معلوم کر کے ہی ہوتی ہے تو ملاحظہ فرمائیے:

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

”احادیث نبویہ میں یہ پیٹنگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہو گئے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

ہے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا۔ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (البقرہ: 27، 28) یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی مگر ہوتو یہ بارشوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر دینی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت دینی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت ﷺ کی پیٹنگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔“

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 ص 406، 407)

اسی طرح فرمایا:

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام نبی رکھا ہے اور

اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔“ (تحریر حقیقۃ الوحی ص 68 روحانی خزائن جلد 22)

پھر فرمایا: ”شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (تجلیات الہیہ ص 24)

نیز فرمایا ”مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم ص 184 روحانی خزائن جلد 21)

”وہ مسیح جو امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی۔۔۔۔۔ میں ہی ہوں۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص 3، 4 روحانی خزائن جلد 20)

علامہ موصوف نے سورۃ مائدہ کی آیت 5 اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي میں اتمام نعمت کے معنی میں یہ حدت آفرینی بھی پیدا کی ہے۔ کہ ”صحابہ کی مضبوط ٹیم قرآن کے گرد جمع ہو گئی جو اسکی حفاظت کی ضامن ہے۔ جبکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں پر بہت کم لوگ ایمان لائے اور ان کے ساتھ کوئی مضبوط ٹیم نہ بن سکے۔“

اول تو اتمام نعمت کے معنی بھی اکمال دین کے ہی ہیں جیسا کہ امام رازیؒ نے کئے۔ دوسرے خود قرآن میں اتمام نعمت سے مراد نبوت کا بند ہونا نہیں بلکہ جاری ہونا لکھا ہے، جیسے سورۃ یوسف (12:7) میں حضرت یوسفؑ کو نبوت عطا کئے جانے کے ذکر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمت پورے کرے گا۔ جیسے تمہارے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر اتمام نعمت کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ پر اتمام نعمت سے مراد آپ کی امت میں نبوت کی نعمت عطا ہونے اور مسیح اور مہدی کے آنے کی پیٹنگوئی موجود ہے۔ تبھی اتمام نعمت ہو سکتا ہے کہ اکمال دین کے بعد اسکی حفاظت کا انتظام بصورت خلفاء و مجددین وغیرہ موجود ہو۔ جیسا کہ توریت جیسی مکمل اور مفضل کتاب کی حفاظت کے لئے ایک زمانہ تک بنی اسرائیل میں انبیاء آتے رہے جو (پہلے) سورۃ مائدہ 5:45 سے ثابت کیا جا چکا ہے، اس طرح علامہ موصوف کا وہ مفروضہ باطل ہو جاتا ہے کہ

جب خدا کی ہدایت کتاب کی صورت میں محفوظ ہو جائے تو ایسی کتاب پیغمبر کا بدل بن جاتی ہے۔ اور اسکے بعد کسی نئے پیغمبر کی آمد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

علامہ موصوف کی یہ منطق عقلاً بھی ناقابلِ فہم ہے، مثلاً طب کی بہترین کتاب القانون کی موجودگی میں ایک ماہر معالج کی بھی ضرورت ہوتی ہے جو تشخیصِ مریض کے بعد حسبِ حال نسخہ تجویز کرے۔ پھر اگر محض کتاب ہی کافی ہوتی تو اسکی معنوی حفاظت کے لئے خلفاء اور مجددین کا سلسلہ کیوں شروع کیا جاتا؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو خود خدائے عظیم نے اٹھایا اور فرمایا کہ ہم نے ہی اس نصیحت بھرے کلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (10:15) اس حفاظت کا تعلق لفظی اور معنوی حفاظت دونوں سے تھا۔ اسکے باوجود قرآن میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمان قوم سے قرآن مجبور و متروک ہو جائیگا۔ (31:25) اس گمراہی کے دور میں پھر امت میں اصلاح کے لئے نبی کی ضرورت ہوگی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اسی پیشگوئی کے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ میں اسلام نام کا باقی رہ جائے گا اور قرآن کے محض نقش باقی رہ جائیں گے۔

(شعب الایمان بیہقی 458 جلد ثانی ص 311 بیروت)

اس حدیث میں اسلام کی حالت زار کے بارہ میں جو نشانیاں بیان کی گئی تھیں وہ ایک زمانہ سے سن و عن پوری ہو چکی ہیں چنانچہ علامہ نواب نور الحسن خان ابن نواب صدیق حسن خان نے قریباً ایک صدی قبل ان علامتوں کے پورا ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا:

”جس دن سے اس امت میں یہ فتنے واقع ہوئے پھر یہ امت یہ ملت نہ سنبھلی اس کی غربت اسلام کی کمیابی روز افزوں ہوتی گئی یہاں تک کہ اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتران کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کرجاتے ہیں۔“

(اقترب الساعہ صفحہ ۱۲۔ از نور الحسن خان مطبع سعید المطالع بنارس ۱۳۲۲ھ۔) مولانا حالی نے اس حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا تھا:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
فقط اسلام کا رہ گیا نام باقی
پھر کہتے ہیں:-
نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیغمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر
ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتاب اس پیغمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتنی
علامہ اقبال نے اس دور کے مسلمانوں کی حالت زار بیان کرتے ہوئے کہا:-

بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرما لیں یہود
(بانگ درا ص 222 تا 226 طبع نواز دہم اکتوبر 1959ء)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے اس زمانہ کی حالت زار کا نقشہ یوں کھینچا:-

”آج دنیا پھر تاریک ہے وہ روشنی کیلئے پھر تشنہ ہے..... جو تار کی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلانی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربتِ اولیٰ میں مبتلا ہے..... انسان لہو و لعبہ حیات اور غرور و زخارفِ دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا جیسا کہ اس وقت سے موجود ہے جس سے کہ انسان ہے تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و طاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی اور شیطان کا تخت اس عظمت اور بدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہ بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب قائم و مسلط ہے“ (الہلال جلد 4 ص 103)

دین اسلام پر ایسے نازک حالات میں جب امت نے بگڑ کر یہود کا نمونہ اختیار کر لیا تھا ایک مسیحا کی خبر دی گئی تھی ہاں اسلام کے خادم ایسے مہدی کی جس نے ایمان کو آسمان کی بلندیوں سے واپس لا کر دنیا میں قائم کرنا تھا۔

اہلسنت اور شیعہ مسلک کی احادیث اس پر متفق ہیں کہ امام مہدی امت میں ایک لمبے انتظار کے بعد لوگوں میں اختلاف اور فتنوں کے ظہور کے وقت آئے گا۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الامتہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱ تالیف ابوالحسن الارلی دارالاضواء بیروت۔) علامہ موصوف جو دس ہزار قدوسیوں کی صحابہ کی ٹیم کے سیاسی غلبہ کو بار بار استثنائی واقعہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ استدلال محلِ نظر ہی نہیں قرآن شریف کی ان آیات کے بھی خلاف ہے جن میں رسولوں اور نبیوں کی صداقت کا ایک ہی معیار قرار دیا گیا ہے۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کے سیاسی و روحانی غلبہ کی پیشگوئی کرتے ہوئے سورہ مزمل میں فرمایا ہم نے تمہاری طرف دیا ہی رسول نگران بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ (المرمل: 16)

اس پیشگوئی کے مطابق
(1) جیسے حضرت موسیٰ کو شریعت ملی جسے ”تمہامہا“ یعنی اپنے دور کی کامل کتاب کہا گیا ہے۔ (154:6)
(2) جیسے ان کا جابر و طاہر دشمن فرعون ان کی زندگی میں ہلاک ہوا۔

(3) جیسے حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت و سلطنت عطا کی تاکہ وہ اپنی شریعت جاری کریں۔ یہی تینوں عظیم الشان نعمتیں آنحضرت ﷺ کو عطا کر کے آپ پر اتمامِ نعمت ہوا۔ اور آپ ممشیل موسیٰ مشہرے۔

پس رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کا مقام کوئی ایسا مقام نہیں جو تنہا آپ کو اپنی صداقت کے لئے کوئی استثناء عطا کرے بلکہ وہ مصدق ہونے کا ایسا مقام ہے جو دیگر انبیاء کی صداقت کو بھی ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کی مضبوط ٹیم عطا ہوئی۔ قرآنی بیان اِذَا لَقْنَصُورُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنے ماموروں اور رسولوں اور ”ان کی ٹیم“ کی مدد اور نصرت فرماتا ہے اور فرمائے گا۔ (50:40) اور یہ اہل فیصلہ اللہ نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے۔ (22:58) چنانچہ جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم نے اپنے اصحاب کی ٹیم کو پکارا کہ اللہ کی خاطر کون میرا مددگار ہوگا۔ تو قرآنی بیان کے

مطابق حواری نحن انصار اللہ) ہم اللہ کے مددگار ہیں (کہتے ہوئے ایسی ٹیم کی صورت میں سامنے آئے فَآيْتُنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلٰی عٰلُوْهُمْ فَاصْبِرْوا ظٰلَمُوْهُمْ۔ خدا نے دشمن کے مقابل مضبوط کر دیا اور اسکے نتیجہ میں وہ ٹیم غالب آئی۔ (115:61) مگر مردِ زمانہ سے حکمت الہی کے مطابق ان میں بگاڑ پیدا ہوا تو انکی جگہ اور لوگ آگئے۔ پس یہ خیال کہ صحابہ کی مضبوط ٹیم کی موجودگی سے ضرورتِ نبوت باقی نہ رہی محض ایک سطحی خیال ہے۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کی ٹیم کے متعلق بھی فرمایا کہ میری صدی سب سے بہتر ہے دوسری صدی اس سے کم بہتر اور اگلی صدی اس سے بھی کم بہتر ہوگی۔ پھر مبعوث پھیلنا شروع ہو جائے گا۔ پیشگوئی پوری ہوئی اور خود اس کتاب محفوظ میں تحریف معنوی کے دروازے کھل گئے۔ مسلمانوں میں قرآن میں ناسخ و منسوخ کا عقیدہ در آیا اور پانچ صد تک آیات منسوخ سمجھی جانے لگیں، اور کتاب اللہ معنوی رنگ میں محفوظ نہ رہی تو نبوت کی وہ ضرورت پیدا ہو گئی۔ جسکی طرف سورۃ جمعہ میں بھی اشارہ تھا۔ جہاں رسول اللہ کی بعثت کے نتیجہ میں عرب کی ان پڑھ اور گمراہ قوم میں تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے نتیجہ میں اصلاح و تزکیہ کا ذکر کیا ہوا ہے یہ وعدہ فرمایا کہ ان صحابہ جیسی ایک دوسری قوم بھی ہے جو زمانی لحاظ سے ابھی صحابہ سے نہیں ملی۔ یعنی بعد میں ظاہر ہوگی ان میں بھی ایسی انقلابی روحانی پھر رونما ہوگا۔ (4:3:62) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون خوش نصیب لوگ ہونگے تو آپ نے کچھ توقف کر کے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا کہ جب ایمان ثریا ستارے یعنی آسمان کی بلندیوں پر اٹھ جائیگا تو سلمان فارس کی قوم سے ایک مرد فارس اسے واپس لائے گا۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ المجدہ) قرآن کی اس آیت اور رسول اللہ ﷺ کی وضاحت نے ضرورتِ نبوت کھول کر بیان کر دی کہ ایمان کے دنیا سے اٹھ جانے پر پھر ایک مصلح کی ضرورت ہوگی جو نبی کریم ﷺ کے خادم اور نائب کے طور پر ظاہر ہو کر پھر ایمان و اسلام کو دنیا میں قائم کرے گا۔ یہی اس مہدی اور اسکی جماعتِ آخرین کی پیشگوئی ہے جنکو ”اخوان رسول“ بھی کہا گیا۔ اور جسے

خود علامہ موصوف نے اپنے مضمون کے آخر میں نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے، جو مہدی کی صورت میں ہوگا اور جس کا گروہ اپنی غیر معمولی جدوجہد کے ذریعہ نبوت محمدی کا دوبارہ اظہار کرے گا۔ (ص 49)

وہی مہدی جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ”یہی ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں“ (ابن ماجہ کتاب الملاحم باب شدۃ الزمان) نیز فرمایا ”میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ مسیح ضرور نازل ہوگا۔“ (ابن ماجہ کتاب الملاحم باب خروج الدجال) پھر فرمایا ”آلَا اِنَّهُ خَلِیْفَتِی فِی الْاُخْرِی“ یعنی وہ مسیح و مہدی میری امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔“ (المجم الصغیر از علامہ طبرانی جز اول ص 257 دار الفکر بیروت)

اسی خلیفہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ابوبکر و عمر سے بھی افضل ہوگا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 15 ص 198 ادارۃ القرآن دارالعلوم الاسلامیہ کراچی)

حضرت محمد بن سیرین نے اس آنیوالے مہدی کو ابوبکر و عمر سے افضل اور نبی کے برابر قرار دیا۔ بعض لوگوں نے اس پر تعجب سے پوچھا کہ ابوبکر و عمرؓ سے بھی افضل؟ ابن سیرین نے فرمایا کَانَ اَنْ یَفْضَلَ بَعْضُ الْاَنْبِیَاءِ (کتاب الفتن از حافظ ابوالعزم بن حماد فی سیرۃ المہدی ص 250 دار الکتب العلمیہ بیروت) بلکہ ممکن ہے وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو۔

پھر فرمایا ”جب تم اس مسیح و مہدی کو دیکھو تو جا کر اسکی بیعت کرنا خواہ گھٹنوں کے بل برف پر جانا پڑے“۔ فَإِنَّهُ خَلِیْفَتُهُ اللّٰهُ الْمَہْدِی (ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی) کہ وہ اللہ کا خلیفہ اور مہدی ہے۔

ہاں! وہی مہدی جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسکی صداقت کے نشان کے طور پر چاند گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور سورج گرہن کی تاریخوں میں سے دوسری تاریخ یعنی 28 رمضان کو سورج گرہن ہوگا۔ (دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ الخسوف) چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ مسیح و مہدی کے وقت میں 1894ء میں یہ نشان ظاہر ہوا اور آپ نے فرمایا:

”ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے

لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر نشان ظاہر کیا ہے۔“

(تحفہ گولڈیہ ص 33 روحانی خزائن جلد 17) وہی مہدی تھا جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا ”و یُہْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْبَلَدَ کُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ“ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب ذکر الدجال) اور سورۃ صف کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام ادیان پر غلبہ کی پیشگوئی پوری ہو کر رہے گی۔ (مسلم کتاب الفتن)

سورۃ انفال آیت 10 کے مطابق مقدر تھا کہ اللہ تعالیٰ دلائل کے ساتھ اسلام کو پھر دیگر مذاہب پر غالب کر دکھائے گا۔ آج خدا کے فضل سے اس دور کے مہدی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یہ تمام باتیں پوری فرما رہا ہے۔

جہاں تک عیسائیت کے مقابل پر اسلام کے غلبہ کا تعلق ہے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ کے وقت ہندوستان پر عیسائیوں کی حکومت تھی جو عیسائیت کے غلبہ کے خواب دیکھ رہے تھے۔ آپؑ نے مناظرے اور دلائل کے میدان میں ہندوستان سے لے کر ولایت تک پادریوں کو شکست دے دی یہاں تک کہ انہیں پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ (دیباچہ ترجمہ قرآن مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ 30 مطبوعہ کتب خانہ رشیدہ دہلی) اسلام کی فتح میں سب سے بنیادی چیز توحید ہے، پس ضرور تھا کہ اس دور میں توحید کی فتح کا کوئی نشان مہدی یا اس کے کسی غلام کے ذریعہ ظاہر ہو جیسا کہ خود علامہ وحید الدین صاحب نے آفاق میں نشان دکھانے کی پیشگوئی (55:41) کے ضمن میں علوم سائنس کے دور کو سب سے بڑا فکری انقلاب قرار دیتے ہوئے ”توحید کی صداقت“ کے زیر عنوان لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام توحید کا پیغام لے کر شرک کی جس کی دنیا میں وہ خدائی تعذد کی قائل تھی۔ نیوٹن کے زمانہ میں یہ تعداد گھٹ کر چار طاقتوں قوت کشش، برقی مقناطیسی قوت اور طاقتور و کمزور نیوکلیئر قوت تک پہنچ گئی۔ سائنسدان مسلسل اس تعذد کو توحید میں پہنچانے کی کوشش میں تھے آخر کار برٹش سائنسدان سٹیفن ہاکنگ نے یہ اطمینان

بخش طور پر انجام دیا۔ فزکس کے اس سب سے بڑے سائنسدان نے سائنس سے ثابت کیا کہ کائنات کو کنٹرول کرنے والی صرف ایک طاقت ہے اس نظریہ کو اسٹرنگ تھیوری (single string theory) کہا جاتا ہے۔ اس طرح سائنسی نقطہ نظر اور توحید کا اسلامی نقطہ نظر ایک ہو گئے۔ (ص 17، 18) علامہ موصوف نے مشہور سائنسدان سٹیفن ہاکنگ کی string theory کا ذکر کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے گویا اس نظریہ کی وجہ سے توحید ثابت ہوئی ہے اور اس کا سہرا انہوں نے واضح طور پر سٹیفن ہاکنگ کے سر باندھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سرسری طور پر string theory کے خدو خال پڑھ لئے ہیں اور خدا کے وجود کے حوالے سے انہوں نے سٹیفن ہاکنگ کے نظریات پڑھنے کا انہیں اتفاق نہیں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں سٹیفن ہاکنگ نے بارہا اظہار خیال کیا ہے۔ ان کے خیالات کا لب لباب یہ ہے کہ یا تو کسی خدا کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ اور اگر وجود ہے بھی تو کائنات کے آغاز کے بعد اب خدا کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس کائنات کے نظم و نسق میں کسی قسم کی مداخلت کرے۔ اب صرف فزکس کے قوانین ہی اس عالم کو چلا رہے ہیں اور بالفرض خدا کا وجود اگر مان بھی لیا جائے تو بھی اب اسے کائنات میں کسی قسم کی تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

(ملاحظہ کیجئے Black Holes and Baby Universes by Stephen, other essays (159, 158, 116, p 90 Hawking A Brief History of) , by Stephen Hawking, Time (p 149)

ان حقائق کی موجودگی میں یہ بات حیرت انگیز ہے کہ علامہ موصوف اس مضمون میں سٹیفن ہاکنگ صاحب کو توحید کا علمبردار ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جارہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریاتی فزکس کے بڑے ناموں میں صرف ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات ہے جو اس بات کا اعلان کرتی رہی کہ یہ کائنات اس بات کی خبر دے رہی ہے کہ اس عالم کا ایک خالق اور خدا ہونا چاہیے اور قرآن

کریم حتمی طور پر رہنمائی کرتا ہے کہ اس عالم کا ایک خدا موجود ہے۔

تمام بنیادی قوتوں کی وحدت کا تصور ماہرین طبیعیات کا 150 سال پرانا خواب ہے۔ 18 ویں صدی میں میکسول (Maxwell) نے برقی اور مقناطیسی قوتوں کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا تھا۔ یہاں سے ہی وحدت کے گنج نظریہ (Gauge theory of Unification) کی شروعات ہوئی۔ اس کے کافی عرصہ بعد آئن سٹائن نے مادی قوت کی کشش اور برقی مقناطیسی قوت کو یکجا کرنے کی کوشش کی اور تمام قوتوں کی وحدت کے تصور کو اجاگر کیا۔ مگر یہ محض ایک تھیوری تھی جس کو عملی جامہ پہنانے میں اسے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ سائنس کا نظریہ پیش کرنا اور اس نظریہ کو عملی جامہ پہنانا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ جہاں تک وحید الدین صاحب نے ڈاکٹر سٹیفن ہاکنگ کے سر اس تھیوری کا سہرا باندھنے کی کوشش کی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ انہوں نے بھی محض ایک نظریہ پیش کیا ہے جو آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل پرانا ہے۔ مگر عملاً سٹیفن ہاکنگ نے اسے ثابت کر کے نہیں دکھایا جبکہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے یہی وحدت کا نظریہ کم و بیش 20 ویں صدی کے وسط میں پیش کیا تھا جبکہ سٹیفن ہاکنگ کی عمر اس وقت محض چند سال تھی۔

شاید علامہ موصوف کو یہ علم نہیں کہ عظمت توحید کا یہ کارنامہ جس کا سہرا وہ تثلیث کے قائل ایک نصرانی سٹیفن ہاکنگ کے سر باندھ رہے ہیں۔ حالانکہ خود اس عظیم سائنسدان نے اپنی مشہور کتاب Brief History of Time میں یہ سہرا پہلے احمدی مسلمان نویٹل پرائز حاصل کرنے والے پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کے سر باندھا ہے۔ یوں اس زمانہ میں توحید کی صداقت کا یہ نشان بھی جماعت احمدیہ کے ایک نمائندہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ خود سٹیفن ہاکنگ رقمطراز ہیں:-

The weak nuclear force was not well understood until 1967 when Abdus Salam at London, Imperial College and Steven Weinberg at Harvard both proposed theories that unified this interaction with

just electromagnetic force as Maxwell had unified electricity and magnetism about a hundred years ago (pg.7ch.5)

یعنی ”کنزور نیوکلیر قوت 1967ء تک اچھی طرح قابل فہم نہ تھی جب ایمپیریل کالج لندن کے عبد السلام اور ہارڈ کے سٹیون وابجرگ نے وہ نظریات پیش کیے جنہوں نے اس قوت کو الیکٹرو میگنیٹک قوت کے ساتھ ایک کر کے دکھایا کہ اس نوعیت کا عظیم الشان کام تھا جو سو سال قبل میکس ویل نے الیکٹریٹی اور میگنیٹزم کو ایک کر دکھایا تھا۔“

یہ تھے احمدیت اسلام کے وہ مایہ ناز سپوت جنہوں نے قرآن کا مطالعہ کر کے توحید کے اس نقطہ نظر کو سائنسی لحاظ سے ثابت کرنے میں دن رات ایک کر دیا ورنہ کسی تثلیث پرست کو مذہبی لحاظ سے توحید کا مضمون ثابت کرنے میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔

جہاں تک اشاعت توحید و رسالت اور قرآن کریم کا تعلق ہے رسول اللہ ﷺ کی پیٹنگوئی کے مطابق آج جماعت احمدیہ میں خلافت علی منہاج نبوت کا نظام قائم ہے۔ جس کی برکت اور مساعی سے دنیا کے 202 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے 108 ممالک میں جماعتی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد 2443 ہو چکی ہے جہاں لاکھوں کروڑوں کلمہ گو پانچ وقت اذان کی آواز بلند کرتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے

70 زبانوں میں قرآن کریم مکمل شائع کرائے جا چکے ہیں۔ آج مسیح مہدی کے خلیفہ خاص حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی قیادت میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ذریعہ اکناف عالم میں ہزاروں خانہ خدا کے ذریعے اشاعت دین ہو رہی ہے۔ اس بابرکت دور میں سینکڑوں قرآن نمائشوں اور لکھو لکھا لٹریچر کے ذریعے پیغام حق پہنچانے کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ صرف مسلم ٹی وی احمدیہ کے تین چینلز کے ذریعے 2012ء میں ہی مختلف زبانوں میں کروڑوں افراد تک اسلام کا پیغام دن رات پہنچایا گیا۔ ”والا سلام“ ویب سائٹ بھی دن رات اسلام کی خدمت میں کوشاں ہے۔ ان سب کوششوں کے ذریعے الحمد للہ سال 2012ء میں 5 لاکھ 14 ہزار 352 سے زائد افراد

احمدیت میں داخل ہوئے۔

پھر علامہ موصوف نے ارتقائی، تاریخی اور سائنسی اعتبار سے ختم نبوت کے موضوع پر جو مزید موشگافیاں کی ہیں ان میں ایک طرف نظریہ امن کے تحت مختلف مفکرین کے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ بزور بازو قیام امن دراصل اس کا ایک منفی پہلو تھا مثبت امن کے فارمولے کا کامیاب مظاہرہ پیغمبر اسلامؐ نے حدیبیہ انگری منٹ کے ذریعہ سے کیا۔ جس کا ماحصل مسائل کو نظر انداز کر کے مواقع سے فائدہ اٹھانا تھا (ص 27)

اس امکان کی دریافت پہلی بار آنحضرت ﷺ کو خدا کی رہنمائی میں حاصل ہوئی۔ جو آپ کے پیغمبر ہونے کی دلیل ہے۔

دوسری طرف علامہ موصوف نے مذہبی آزادی کے زیر عنوان قرآنی ارشاد وقتا توھم حتی لا تکنون فتنۃ کہ ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے میں فتنہ سے مراد جبر لیا ہے۔ پیغمبر اسلام کو استیصال فتنہ کا حکم دے کر اس کے اسباب فراہم کر دیے گئے۔ چنانچہ آپ نے اسی کام کو انجام دیا۔ یہاں تک کہ ان کی تاریخ میں مذہبی آزادی کا دور آ گیا۔ (ص 46)

انکے بقول گویا ایک طرف پیغمبر اسلام کو حکم خداوندی ہے کہ جبر کو ختم کرنے کے لئے قتال کرو یا بزور بازو اور حاکمانہ اختیار استعمال کرو۔ جسے خود علامہ منفی امن کا نام دیتے ہیں دوسری طرف حدیبیہ انگری منٹ کو مثبت امن قرار دیتے ہیں۔ اس تکلف کی بجائے سیدھی سادی تعبیر یہ تھی کہ فساد کو ختم کرنے کے لئے اس وقت تک قتال کا حکم تھا جب تک کہ امن اور مذہبی آزادی حاصل ہو جائے۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ یعنی قیام امن کی خاطر شروع کی گئی جنگ مذہبی آزادی، اعلان کلمہ یا مصالحت پر ختم ہو جائے گی۔ (الانفال: 62) (بخاری کتاب الایمان) علامہ موصوف نے خاتم النبیین کا ایک یہ پہلو بھی بیان کیا ہے کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے بارہ میں قرآنی پیٹنگوئی (79:17) کے مطابق مقام محمود عطا کئے جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اس مقام کے ایک پہلو کا تعلق آخرت سے ہے۔ اور موجودہ دنیا کی نسبت

سے مقام محمود یہ ہے کہ آپ کو ایک مسلم نبوت (established prophet hood)

کا درجہ حاصل ہو گا (ص 38) اس حوالہ سے موصوف نے امریکی مصنف ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کا ذکر کیا ہے کہ اس نے آپ کو انسانی تاریخ کا سب سے کامیاب انسان قرار دیا ہے اور گویا یہ اس دنیا میں آپ کا ”مقام محمود“ ہے۔

مقام تعجب ہے کہ علامہ موصوف نے ”مقام محمود“ کی یہ تعریف چسپاں کرتے ہوئے اپنی خود ساختہ تعریف کو بھول ہی گئے۔ کہ آپ کو مسلم نبوت کا درجہ حاصل ہو گا جب کہ مائیکل ہارٹ نے مذہباً عیسائی ہو کر رسول اللہ کی تعریف ضرور کی ہے جو نصف صداقت ہے اس نے پوری صداقت سے کام لیتے ہوئے آپ کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کا قائل رہا۔ پس اس ادھوری صداقت کو علامہ موصوف ہی ”مقام محمود“ قرار دے سکتے ہیں، ہمارے نزدیک تو رسول اللہ کا مقام محمودیت اس سے کہیں بلند ہے۔ اس دنیا میں آپ کا پہلا مقام محمود جو سورۃ بنی اسرائیل میں دئے گئے اس وعدہ کے بعد آپ کو عطا ہوا وہ مدینہ ہجرت کر کے جانا اور وہاں یثاق مدینہ کے ذریعہ ایک کامیاب اور پر امن اسلامی ریاست کا قیام ہے جسے دنیا کا پہلا تحریری سیاسی دستور کہا جا سکتا ہے۔

دوسرا مقام محمود ہمارے نبی کو فتح مکہ کے روز عطا ہوا جب آپ نے اپنے قاتلوں، جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو مغلوب و مقہور، رحم کی بھیک مانگتے دیکھا تو لاتثنویب علیہم الیوم کہہ کر غفو کا عام پروانہ دے دیا۔ جسکی نظیر دنیا کی سیاسی و مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔

تیسرا مقام محمود ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ درود شریف ہے جو دنیا میں آپ کے نام لیوا دن رات عارفانہ و مجربانہ ہر حال میں آپ پر پڑھا جاتا ہے اور جس کے نتیجے میں آپ کے درجات مسلسل بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر فرشتوں کا درود اور خدائے عزوجل کی صلوة جو نبی پر بھیجی جاتی ہے وہ اس کے سوا ہے۔ ایسا مقام محمود دنیا میں کسی نصیب ہوا؟

پھر مقام محمود سے مراد ظہور مہدی بھی تو ہو

سکتا ہے۔ جسے خود علامہ موصوف نے نبوت محمدی کے اظہار ثانی سے تعبیر کیا ہے (ص 46) بلاشبہ مہدی کے ذریعہ اس جہاں میں نبوت محمدی کا دوبارہ اظہار ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی مقام محمود ہوگا۔ اور اگلے جہاں میں تو سب اقوام و مذاہب اور ان کے نبیوں سے رسول اللہ ﷺ کی اظہار عقیدت کروانے کے بعد مقام شفاعت عطا کر کے آخری مقام محمود کا وہ مرتبہ آپ کو نصیب ہوگا جسے ”خاتم المرائب“ کہنا چاہیے۔

علامہ موصوف نے ختم نبوت کے مضمون کو سائنسی لحاظ سے ثابت کرنے کے لئے گلوبل وارمنگ یعنی ٹمپریچر بڑھ جانے کے باعث اختتام دنیا کا نظریہ پیش کیا ہے۔ انہوں نے مشہور سائنسدان جیمس لولاک کا حوالہ دیا ہے جس کے نزدیک 2050ء تک سطح ارض کا بڑا حصہ خشک ہو جائے گا۔ اور لوگ مرکز ختم ہو جائیں گے اس لحاظ سے دنیا کا اختتامی دور شروع ہو چکا ہے۔ (الز سالہ ص 22)

سائنس کی تیز رفتار ترقی کے موجودہ دور میں گلوبل وارمنگ کی فرسودہ اصطلاح کے climate change میں بدل جانے سے ہی اس اصطلاح کی کمزوری ظاہر ہو چکی ہے، کیونکہ درجہ حرارت کا تغیر محض ٹمپریچر بڑھنے کی صورت میں ہی نہیں بلکہ ٹمپریچر کی کمی کی صورت میں بھی ہوتا ہے۔

ارہوں سال پرانی اس دنیا پر موسمیاتی تبدیلیوں کے کئی ادوار آتے رہے ہیں۔ یہ (Ice age) کا دور (cycle) ہر دس ہزار سے بارہ ہزار سال بعد لوٹ کر آتا ہے۔ سائنسدانوں کا اندازہ ہے کہ آئندہ ڈیڑھ سو سال میں ایک ایسا دور (mini ice age) آ سکتا ہے۔ اب کیا اسے بھی علامہ موصوف گلوبل وارمنگ کا ہی شاخسانہ قرار دیں گے!

افسوس صد افسوس کہ علامہ موصوف کو سائنس کی وہی باتیں زیادہ اخیل کرتی ہیں جو قرآن سے مطابقت نہ رکھتی ہوں، نامعلوم یہ ان کے مطالعہ سائنس کے وافر ذوق کا نتیجہ ہے یا قرآن کے مطالعہ میں نیم دلچسپی۔ کسی معین روز قیامت کے بارہ میں چند سائنس دانوں کی اختلافی رائے کے مقابل پر قرآن شریف یہ قطعی اعلان کر رہا ہے کہ قیامت کا علم صرف

جونور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ اور کسی کو نہیں ملا

”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملا نہ کسی کو نہیں ملا۔ جو میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اس کے تمام ہر گونہ کو بھی یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولا ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔“ (آئینہ کالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

بقیہ: حدیث لائبریری کی حقیقت صفحہ 36

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیصرہ مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

اب ظاہر ہے کہ جو قیصر و کسریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے ان کے مرنے کے بعد ان کے قائم مقام قیصر و کسریٰ ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ علماء اُمت میں آپ کے اس فرمان کا یہی مفہوم لیتے رہے ہیں کہ جس شان کا قیصر اس وقت موجود ہے یا جس شان کا کسریٰ اس وقت موجود ان کے مرنے کے بعد پھر اس شان کے قیصر و کسریٰ نہیں آئیں گے بلکہ ان کا رعب و دبہ گھٹنا چلا جائے گا۔ یہی بات فتوحات مکہ میں حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دیکھو فتوحات مکہ جلد نمبر ۲ باب ۳ سوال ۵ (صفحہ ۸۵ مصری) اور یہی بات فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد نمبر ۶ میں درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا ہجرۃ بعد الفتح کہ فتح کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ حالانکہ مہاجرین تو آج تک ہوتے چلے آ رہے ہیں تو پھر اس حدیث کا کیا مفہوم ہے چنانچہ امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

اما قوله عليه السلام لا هجرة بعد الفتح فالمراد الهجرة المخصوصة
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور لا ہجرۃ بعد الفتح سے مراد صرف وہ مخصوص ہجرت ہے جو فتح مکہ سے قبل ہوئی تھی کہ بعد فتح مکہ اگر کوئی مدینہ کی طرف آتا ہے تو وہ مہاجر نہیں کہلائے گا۔

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۸۰)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کے فیض کا صدقہ قرار دیا ہے اور یہی حقیقت ہے۔ جسے ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو سمجھنا چاہیئے۔

”مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے ثمرات سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ: 328)

پھر فرماتے ہیں: ”یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اس بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔“ (تجلیاتِ الہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱-۳۱۲)

پس 2050ء میں دنیا کے خاتمہ کے بے دلیل دعویٰ پر ختم نبوت کی بنیاد علامہ موصوف جیسا سائنسی ذہن ہی رکھ سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر 2050ء میں قیامت نہ آئی تو کیا ختم نبوت معاذ اللہ کالعدم ہو جائے گی؟ امر واقعہ یہ ہے کہ قبل ازیں سائنس دانوں کی ایسی بیسیوں پیش گوئیاں غلط ثابت ہو چکی ہیں، 2012ء میں بھی تو ایک سیارہ کے ٹکرانے سے قیامت برپا کی جارہی تھی مگر اس سال کے آجانے پر یہ نظریہ بھی دم توڑ چکا ہے۔ خلائی سٹیشنوں سے موسمیاتی تبدیلی کا مشاہدہ کرنے والے سائنسدان 2011ء کے جاپانی سونامی کا پتہ تو چند گھنٹے قبل تک نہ لگا سکے۔ 2050ء کی قیامت کے بارہ میں انکے رائے کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے؟ محض موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے قیامت کا تصور گزشتہ ارتقاء انسانی کی تاریخ کے بھی خلاف ہے کیونکہ کروڑوں سالوں پر محیط انسانی ارتقاء کئی طرح کی موسمیاتی تبدیلیوں کے دوران ہی وقوع پذیر ہوا ہے۔

دراصل تو علامہ موصوف کا یہ مسلک منکرین ارتقاء امریکن creationist عیسائیوں کے نظریہ سے زیادہ مشابہ ہے کہ دنیا بائبل کے مطابق جس طرح اچانک چھ ہزار سال پہلے ظہور پذیر ہوئی تھی اسی طرح اچانک کالعدم بھی ہو جائے گی۔ حالانکہ علامہ موصوف نے اگر قرآن پر غور و تدبر کیا ہوتا تو بائبل کا یہ خلاف حقیقت نظریہ نہ اپناتے۔

مزید حیرت اس بات پر ہے کہ علامہ موصوف ایک طرف اپنے مقالہ کے آخر میں اصحاب رسول کے ڈیڑھ ہزار سال دور کے نقطہ عروج پر پہنچ جانے کے بعد ظہور مہدی، اظہار نبوت محمدی اور ”انخوان رسول“ کے ذریعہ ایک نئے عہدِ دُریں کی باتوں سے امت مسلمہ کو بھی امید بندھاتے ہیں۔ اور دوسری طرف 2050ء میں یعنی صرف 38 سال بعد ہی تاریخ انسانی کے خاتمہ کا اعلان کر رہے ہیں۔ (الزوال ص 46) جس اخروی دور کا آغاز ہی نہیں ہو سکا اس کا عروج آئندہ 38 سال میں کیا ہوگا؟ العجب ثم العجب!

بہیں تفاوت راز کجاست تا کجا



عالم الغیب خدا کو ہے اور وہ اچانک آئے گی۔ سورہ اعراف 187:7 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وہ تجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اسے بپا ہونا ہے۔ تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔ اسے اپنے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرے گا مگر وہی۔ وہ آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تم پر نہیں آئے گی مگر دفعہ۔ وہ (اس بارہ میں) تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔“

جہاں تک سات ہزار سال بعد کسی قیامت کے ظہور کی اسلامی پیگمائیوں کا تعلق ہے ضروری نہیں کہ اس سے مراد سب نظام عالم کو ہی صفحہ ہستی سے مٹانے والی کوئی گھڑی ہو بلکہ بسا اوقات خدا کے ماموروں کے انکار و تکذیب کے نتیجہ میں بھی موسمیاتی تغیرات سے آنے والے حوادث و عذاب قیامت کا نمونہ پیش کرنے والے بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ کے امام مسیح و مہدی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے خبر دی۔ اور قرآنی اصول کے مطابق یہ قیامت (severe climate change) دراصل نتیجہ ہوتی ہے اس اندرونی انقلاب (Internal change) سے انکار کا جو خدا کے مامور پیدا کرنے آتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ رعد 12:13 میں فرمایا: ”یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بد انجام کا فیصلہ کر لے تو کسی صورت اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی کار ساز نہیں۔“

پس کسی ایسی قیامت کا سات ہزار سالہ دور کے بعد آنا بعید نہیں۔ جس کے بارہ میں قرآن شریف کی سورہ محمد 48:39 سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ بجائے اپنے اندر مثبت تغیر پیدا کرنے کے جب مسلمان بھی قرآنی تعلیم سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جگہ دوسری قوم کو تبدیل کر دے گا۔ جو ان جیسے نہیں ہوں گے بلکہ اپنے اندر ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے اس انقلابی تبدیلی پر بھی قیامت کا لفظ اطلاق پاسکتا ہے۔

سیدنا حضرت خاتم الانبیاء ﷺ سے بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کا بے انتہا عشق و محبت

محمد یوسف انور۔ استاذ جامعہ احمدیہ فتاویٰ

بعد از خدا بعشق محمدؐ محرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافر
(ازالہ ادہام)

ترجمہ: خدا کے بعد میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اگر میرا یہ عشق کسی کی نظر میں کفر ہے تو خدا کی قسم میں ایک سخت کافر ہوں۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ کا اپنے آقا و مطاع خاتم النبیین سے عشق و محبت کا مضمون ایک بحر بیکراں ہے۔ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے لَوْ لَآکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (حدیث قدسی) ترجمہ: اے محمد ﷺ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو میں اس زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔

گویا اس دنیا کی تخلیق کا اصل مقصد آنحضرت ﷺ کی بعثت ہے۔

عرب کی کایا پلٹ دی:

ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے اس نہایت ہی پیارے نبی سید الانبیاء سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عرب کی سرزمین مکہ میں جن اتر حالات میں مبعوث فرمایا کہ ”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ“ (الروم: ۴۲) وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں لیکن قربان جائیں ہم اس حسن انسانیت پر اس نے اپنے اخلاق فاضلہ اور اوصافِ کریمانہ سے عرب کی کایا پلٹ دی۔ اس نے اس قدر دن رات ذکر الہی اور گریہ و زاری کی کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّكَ بِالْخَلْقِ نَفْسًا اِلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ کہ اے رسول کیا تو اپنے آپ کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ یہ مومن کیوں نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں صَادِفُهُمْ قَوْمًا كَرِهُوا ذِلَّةً فَجَعَلَهُمْ كَسْبِيكَةً الْعَقِيَانِي آپؐ نے اپنی قوم کو گور کی طرح پایا اپنی پاک صحبت اور نیک تربیت سے ان کو سونے کی ڈلی کی مانند بنادیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب ہو کر

فرمایا:-

قُلْ اِنَّ صَلَوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

کہ اے میرے محبوب یہ اعلان کر دے میرا تو اب کچھ باقی نہیں رہا۔ میری نمازیں میری قربانیاں۔ میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ خدائے رب العالمین کیلئے ہو چکا ہے۔

اس پر خدا نے بس نہیں کیا بلکہ یہ اعلان عام بھی فرمایا کہ اب آنحضرت ﷺ کی اطاعت و پیروی میں ہی خدا کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوگی چنانچہ فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهَ۔

(ال عمران ۳۲)

کہ اے محمد یہ اعلان کر دے کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو اس کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کیلئے ضروری شرط ہے کہ اس رسول یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو گویا آپؐ کے ذریعہ یہ اعلان عام کیا گیا کہ میری یعنی محمدؐ کی اطاعت اور پیروی میں جس قدر تم اپنے آپ کو نحو کر دے اسی قدر خدا بھی تم سے محبت کا سلوک کرے گا۔ یہ ہے ہمارے پیارے آقا کی عظمت اور شان۔

قارئین کرام! یوں تو دنیا میں ہزاروں لاکھوں فرزندانِ اسلام ایسے ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں جنہیں یہ دعویٰ تھا یا ہے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت ہے اس میں شک نہیں کہ واقعی ہزاروں لاکھوں لوگ ایسے اسلام میں ہوئے ہیں اور اب بھی ہوں گے جنہیں یقیناً پیارے رسول ﷺ سے بے انتہا عشق ہے۔ لیکن دورِ حاضر میں خدا تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلم کی پیگماریوں کے مطابق ہندوستان کی سرزمین میں قادیان کی گمنام بستی میں ایک ایسا کامل پاک وجود امام مہدی مسیح کے رنگ میں مبعوث ہوا ہے۔ جس نے خدا کے اذن سے مسیح موعودؑ کا دعویٰ فرمایا اور آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ لیکن آپؐ نے اس

شدید مخالفت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کی چونکہ آپ اپنے محبوب آقا آنحضرت ﷺ کے غل و بروز ہیں اس لئے اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کیا اور قرآن مجید کی تعلیم اگر خدا کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس رسول صلم کی پیروی کرو کی روشنی میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام نے اپنے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی کمال پیروی کرتے ہوئے ان کی ذات اقدس سے ایسا عشق کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کے وجود کا ایک ایک ذرہ آنحضرت ﷺ کے عشق میں مستغرق تھا اور ہر وقت آپ کی محبت اور عشق میں قربان ہونے کیلئے بیقرار و مستعد رہتا تھا ایسی مثال دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔

بچپن سے خدا اور رسول ﷺ سے عشق یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا لگاؤ بچپن سے ہی خدا تعالیٰ کی عبادت اور رسول اللہ صلم کی محبت کی طرف تھا اور اکثر وقت آپ کا تلاوت قرآن پاک میں گذرتا تھا۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک روایت حیات النبی جلد دوم صفحہ ۱۰۸ میں درج ہے کہ

”آپؐ کے پاس ایک قرآن مجید تھا۔ اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شاید دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو“ چونکہ قرآن مجید آنحضرت ﷺ پر کتاب کی شکل میں وحی کے رنگ میں نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے اس لئے قرآن مجید سے بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بے انتہا محبت تھی چنانچہ ایک اور روایت ہے کہ آپ جب کبھی سفر پر جاتے تو سواری میں بیٹھ کر قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لیتے اور ایک ایک آیت کا کافی غور و خوض فرماتے روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ قادیان سے بٹالہ تک صرف ایک صفحہ مشکل سے پڑھتے

استدراغور و خوض فرماتے تھے ایسی محبت قرآن سے تھی جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ قرآن مجید کو دیکھ کر آپ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ چنانچہ آپ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
خاں بہادر میرزا سلطان احمد صاحبؒ مرحوم نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے کہ ”ایک بات میں نے خاص طور پر دیکھی ہے کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) کے متعلق ذرا سی بھی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر کوئی شخص آپؐ کی شان میں ذرا سی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً اس مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ حضرت والد صاحب کو آنحضرت ﷺ سے جو عشق تھا میں نے بھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۰۰)
حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-
در رہ عشق محمدؐ ایں سرو جامِ رود
ایں تمنا ایں دعا ایں دردم عزمِ صمیم
(توضیح مرام)

میری صرف یہی تمنا ہے، یہی دعا ہے اور پختہ ارادہ ہے محمد ﷺ کے عشق کی راہ میں میرے سرو جاں قربان ہوں۔ سبحان اللہ! کیسا عشق رسول تھا۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ ”سعادت عظمیٰ کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ آیت قل ان کفتمہ تحبون اللہ میں صاف فرمایا کہ اؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔“ (الحکم) نیز فرمایا ”اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر کوئی انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ جب تک نبی اکرمؐ کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ

بنائے۔“ (الحکم)

کوئی شخص بجز سچی اطاعت رسول اللہ ﷺ فیوض و برکات حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ فرماتے ہیں ”میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض و برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ باقی نہیں۔

(الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء)

فرماتے ہیں کہ ”میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اتباع اور نقش قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔ (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء)

عیسائیوں کی کتب کا مطالعہ:

چھوٹی عمر میں آپ کے دل میں ایک تحریک یہ پیدا ہوئی کہ ان اعتراضات کو جانچا جائے جو عیسائیوں کی طرف سے اسلام اور رسول پاک ﷺ کی ذات پر لگائے جاتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

”میں سولہ ستر برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں۔ اور اُن کے اعتراضات پر غور کرتا رہا ہوں۔ میں نے اپنی جگہ ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچی ہوئی ہے۔“ (الحکم جلد ۵ ص ۱۸۵۰ء کی بات ہے جب کہ آپ کا درد مند دل اس تکلیف کو محسوس کر رہا تھا کہ دشمنان اسلام کس بے دردی کے ساتھ اسلام پر اور آنحضرت ﷺ پر حملے کر رہے ہیں۔ آپ نے اس تکلیف کو دیکھا اور محسوس کیا اور آپ نے ان اعتراضوں کو ایک جگہ جمع کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور ان پر غور فرمایا۔ اس سے اس محبت اور عشق کا بھی پتہ چلتا ہے جو آپ

کو اپنے پیارے آقا کی ذات مبارک سے تھا۔ آپ کی بعد کی تصانیف اور عیسائیت کے متعلق پر شوکت علی حملے اور تحریکوں کو اس حالت کرب کا نتیجہ تھیں جو ان کتابوں کو پڑھنے اور اعتراضات کو جمع کرتے ہوئے آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔

اللہ ہی بہتر جانتا ہے اس حالت اضطراب میں آپ نے کیسی کیسی دُعا میں اسلام کیلئے کی ہوں گی اور کس قدر درد اپنے آقا آنحضرت ﷺ پر بھیجا ہوگا۔ اس کا اندازہ اس ایک امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے قلب کو آنحضرت ﷺ سے اس قدر شدید مناسبت اور اس قدر قرب حاصل ہوا کہ:-

من تو شدم تو من شدمی من تو شدم تو جاں شدمی تاکس نہ گوید بعد از من دیگر تو دیگری کا مصداق ہو گئے۔ آپ اور آنحضرت ﷺ میں کوئی جدائی نہ رہی۔

عشق رسول پر حضرت صاحبزادہ سرزا بشیر احمد صاحب کی گواہی:

اپنے پیارے آقا آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کی حلفیہ گواہی دیتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ ”یہ خاکسار جو حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں پیدا ہوا اور یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان نعمت ہے جس کے شکر یہ کے لئے میری زبان میں طاقت نہیں..... میں نے ایک دن مرکز خدا کو جان دینی ہے میں اُسی آسمانی آقا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میرے دیکھنے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت صلعم کے ذکر پر بلکہ محض نام لینے پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھلی نہ آگئی ہو۔ آپ کے دل و دماغ بلکہ سارے جسم کا رواں رواں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق سے معمور تھا۔

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء)

یوں تو دنیا میں جب بھی اپنے پیارے کسی کے فوت ہوتے ہیں تو اُن کے دوست اقارب چند دن یا چند ماہ تک انہیں یاد کر کے اپنے دلوں میں کسک محسوس کرتے ہیں لیکن قربان جائیں ہم اس عاشق صادق پر کہ چودہ سو سالوں کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود جب ان کو اپنے محبوب آقا کی یاد آ جاتی

ہے تو بے چین ہو کر تنہائی میں روتا ہے اور پھوٹ پھوٹ کر آنسو بہتے جاتے ہیں۔

کاشش یہ شعر میری زبان سے نکلتا:

آپ کی سیرت طیبہ میں ایک واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آپ مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگنائے جاتے تھے اور اُس کے بعد ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تاری بہتی چلی جا رہی تھی اُس وقت ایک شخص دوست نے باہر سے آکر سنا تو آپ آنحضرت صلعم کے صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسانؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا وہ شعر اس طرح ہے۔

كنت السواد لنا طوى لعمى عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت فليكن كنت احاذر
(دیوان حسان بن ثابت)

ترجمہ: اے میرے محبوب تو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہو گئی۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہو گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو اس طرح دیکھا تو گھبرا کر عرض کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کون سا صدمہ پہنچا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس وقت حسان بن ثابتؓ کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاشش۔ یہ شعر میری زبان سے نکلا ہوتا۔

غرض یہ کہ اتنا لمبا اور طویل زمانہ گزرنے کے بعد بھی آپ کو جب بھی اپنے آقا کے دور کا کوئی واقعہ یاد آتا یا پڑھتے تو آپ کی آنکھیں نم ہو جاتی تھیں اور بکثرت آپ کی زبان سے درد شریف جاری ہوتا یوں تو عشق و محبت کے بے شمار واقعات ہیں چند ایک کا ذکر کر دینا مناسب ہے۔

ہمارے آفت کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کہتا ہے:

پنڈت لکھرام کو کون نہیں جانتا ہے وہ آریوں کے بہت بڑے لیڈر تھے اسلام کے کٹر دشمن تھے وہ اسلام اور سید المصومین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلعم کو ہمیشہ گالیاں

دیتے تھے اُن کی زبان جب کھلتی تھی تو بانی اسلام کے خلاف گند اور دشنام دہی کے سوا کچھ نہ کہتی تھی چنانچہ بانی اسلام کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے انہیں مباہلہ کیلئے لکارا اور آخر کار وہ اُس مباہلہ کے نتیجہ میں خدائی شمشیر سے ہلاک کئے گئے اور اپنی ہلاکت سے بانی اسلام اور بانی جماعت احمدیہ کی صداقت کی تصدیق کر گئے۔ انہیں کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ پنڈت لکھرام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ کے سامنے آکر ہندوانہ طریق پر سلام کیا۔ آپ اس وقت نماز کی تیاری میں وضوء فرما رہے تھے۔ لیکن آپ نے اس کو جواب نہ دیا۔ گویا کہ آپ نے دیکھا ہی نہیں۔ اس پر پنڈت جی نے دوسرے رخ ہو کر پھر دوسری مرتبہ سلام کیا لیکن آپ پھر بھی خاموش رہے جب پنڈت جی مایوس ہو کر لوٹ گئے تو کسی نے عرض کیا کہ حضور پنڈت لکھرام آئے تھے اور سلام کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے جلال اور غیرت کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔

(سیرت المہدی)

یہ تھی آپ کی غیرت رسول! جھوٹا اور مفتری ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ گستاخ رسول تھے۔ آپ کے عشق کا یہ عالم تھا آپ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں کہ:-

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم ثار کوچہ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش و ہوش
در ہر مکان ندائے جمال محمد است

میرے جان و دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہیں میری میری خاک آل محمد کے کوچہ پر قربان ہے۔ میں نے اپنے دل کی آنکھ سے دیکھا! اور ہوش کے کان سے سنا کہ ہر جگہ محمد صلعم کے جمال کی گونج پائی جاتی ہے۔

معارف کا یہ جاری چشمہ جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے کمال کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

کیا خوب فرمایا۔

تو جان مامور کردی از عشق
فدایت جانم اے جان محمدؐ
(آئینہ کمالات اسلام)

یعنی (اے میرے آقا) تو نے میرے
رومیں روئیں کو اپنے عشق سے منور کر دیا ہے
سوائے محمدؐ کی جان تجھ پر میری جان قربان
ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے
عربی اشعار میں فرماتے ہیں۔

من ذکر وجهك يا حديقه بهجتى
كهم اخل في لحظ ولا في ان
ترجمہ: اے میرے خوشیوں کے باغچے
تیرے چہرے کی یاد سے میں ایک لحظہ اور آن
کیلئے بھی خالی نہیں رہا۔

جسمی بطیر الیک من شوق علی
یالیت کانت قوۃ الطیران
میری روح تو تیری ہو چکی ہے مگر میرا
جسم بھی تیری طرف پرواز کرنے کیلئے تڑپ رہا
ہے اے کاش مجھ میں اڑنے کی طاقت
ہوتی۔

عشق رسولؐ کی غیرت کی ایک
اور جھلک۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسح موعود کو اپنے پیارے محبوب ترین آقا
سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے
استدراج و محبت تھی کہ اُس کی نظیر ملنا محال ہے
۔ ایک جگہ پر آپؐ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت
ﷺ کے خلاف بے شمار بہتان عیسائی
مشرکوں نے گھڑے ہیں میرے دل کو
کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان
لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھانے پہنچایا ہے جو وہ
ہمارے آقا رسول پاک کی شان میں کرتے
رہتے ہیں ان کے دلائل و ثبوت و تشبیح نے جو وہ
حضرت خیر البشرؐ کی ذات والا صفات کے
خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا
ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد
کی اولاد اور میرے سارے دوست اور
میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں
کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے
اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور
میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی
تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی

تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو
ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے
یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریمؐ پر ایسے
ناپاک حملے کئے جائیں۔

میرے پیارے آسمانی آقا! تو ہم پر
اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس
ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔
کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو
دیکھ بھی سکوں گا۔

آپ کے دل کی حالت کو آپ جانتے
تھے یا خدا جانتا تھا بظاہر آپ کے دل کی حالت
آپ کے منظوم کلام اردو عربی فارسی سے بخوبی
واضح ہوتی ہے۔ ایک واقعہ یوں ہے کہ حضرت
صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے جو
کے صاحبزادے تھے روایت کرتے ہیں کہ
”ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت کچھ
ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے
ہوئے تھے اور حضرت اماں جانؑ اور ہمارے
نانا جان حضرت سید میر ناصر نواب صاحب
مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع
ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی
کہ اب تو جسم کیلئے سفر اور راستے وغیرہ کی
سہولت پیدا ہو رہی ہے۔ حج کو چلنا چاہیے اُس
وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں
حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے
بھری ہوئی تھیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی انگلی سے
اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے حضرت نانا جان
کی بات سن کر فرمایا کہ کیا میں آنحضرت
ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔“ یہ ایک
خالصہ گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے
لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اتنا ہمدرد
کی طغیانی لہریں کھلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشق
رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلب
صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچے
مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اس وجود کی بے
پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے
تصور سے پروانہ وار حضورؐ کے مزار پر پہنچ جاتی
ہے اور وہاں اُس کی آنکھیں اس نظارے کی
تاب نہ لا کر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔“

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ سیرت طیبہ)
آپؐ فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ ذاتی تجربہ
ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچے دل سے
پیردی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار

انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ
خود اُس کے دل میں محبت الہی کی ایک سوزش
پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے
دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے۔
اور اُس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے
باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الہی کی ایک خاص
تجلی اس پر پڑتی ہے اور اُس کو ایک پورا رنگ
عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی
طرف کھینچ لیتی ہے تب جذبات نفسانیہ پر وہ
غالب آ جاتا ہے اور اُس کی تائید و نصرت میں
ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت
افضال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

درویش شریفؒ کی فضیلت:
فرماتے ہیں کہ درویش شریف کے طفیل
۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض
عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلم کی طرف
جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلم کے
سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل
کر ان کی لانا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر
حصہ رسد ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض
بدوں و واسطہ آنحضرت صلم دوسروں تک پہنچ
ہی نہیں سکتا۔ درویش شریف کیا ہے؟ رسول اللہ
صلعم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ
نوری نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور
فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُس کو لازم ہے کہ
وہ کثرت سے درویش شریف پڑھا کرے تاکہ
اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔

(الحکم مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳)
فرماتے ہیں کہ ”ایک رات اس عاجز
نے اس کثرت سے درویش شریف پڑھا کہ دل و
جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُس رات خواب میں
دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی
مشکلیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں۔
اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات
ہیں جو تو نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف
بجھی تھیں۔“ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۷۶)

ایک واقعہ جو عشق رسول ﷺ سے
تعلق رکھتا ہے اس طرح سے ہے کہ حضرت
صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؒ بیان کرتے
ہیں کہ:-

”قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ
ہوتے تھے جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے

تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت
مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم
کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ
پالا کرتے تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض
اوقات اپنے توازن کھو بیٹھتے تھے ایک دفعہ
حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں کسی نے بیان کیا
کہ فلاں مخالف نے حضورؑ کے متعلق فلاں جگہ
بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضور کو
گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں
آکر بولے کہ اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ
دیتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بے ساختہ فرمایا
”نہیں نہیں ایسا نہیں چاہئے ہماری تعلیم صبر اور
نری کی ہے“ پروفیسر صاحب اس وقت غصے
میں آپ سے باہر ہو رہے تھے جوش کے ساتھ
بولے واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے کہ آپ
کے پیر (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو کوئی شخص
برا بھلا کہے تو آپ فوراً مہالہ کے ذریعہ سے
اُسے جہنم تک پہنچانے کو تیار ہو جاتے ہیں مگر ہم
کو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے
سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں۔ پروفیسر
صاحب کی یہ غلطی تھی حضرت مسیح موعودؑ سے
بڑھ کر کس نے صبر کیا ہے اور کس نے کرنا ہے
مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول اور
غیرت ناموس رسول کی وہ جھلک نظر آتی ہے
جس کی مثال کم ملے گی۔

جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ
ﷺ کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم
اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ بیان
کرتے ہیں کہ ”واقعہ لاہور کے جلسہ وچھووالی
کے ساتھ تعلق رکھتا ہے آریہ صاحبان نے لاہور
میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت
کرنے کیلئے ہر مذہب و ملت کو دعوت دی اور
حضرت مسیح موعودؑ سے بھی باصرار درخواست کی
کہ آپ بھی اس بین الاقوامی جلسہ کے لئے کوئی
مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں
کوئی بات خلاف تہذیب اور کسی مذہب کی
دلازاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر
حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک ممتاز حواری
حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ کو جو
بعد میں جماعت کے خلیفہ اول ہوئے بہت
سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا۔ اور ان
کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں اسلام

کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اُس بندہ خدا نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک صلعم کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کی اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے۔ اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسول صلعم کو برا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے۔ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سنے رہے؟

پھر آپؑ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ آیت قرآنی پڑھی۔ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُکْفَرُوْہَا وَیُسْتَعْتٰوْہَا فَلَآ تَقْعُدُوْا مَعَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا فِیْ حَیٰثِیْہِمْ غٰیِبًا (النساء: ۱۳۱) یعنی مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دلّازار رنگ میں کفر کیا جاتا ہے اور اُن پر فتنی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تاوقت کہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز کو اختیار کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ میں اطاعتِ رسول کا بھی نہایت زبردست جذبہ تھا اور آپ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اپنے آقا کی اتباع میں لذت پاتے اور اس کا غیر معمولی خیال رکھتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؒ نے اس ضمن میں یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

”ایک دفعہ کا ذکر ہے جبکہ حضورؑ مولوی کرم دین والے تکلیف دہ فوجداری مقدمہ کے تعلق میں گورداپور تشریف لے گئے تھے اور

وہ سخت گرمی کا موسم تھا اور رات کا وقت تھا۔ آپ کے آرام کے لئے مکان کی کھلی چھت پر چارپائی بچھائی گئی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ سونے کی غرض سے چھت پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چھت پر کوئی پردہ کی دیوار نہیں ہے۔ آپؑ نے ناراضگی کے لہجہ میں خدام سے فرمایا ”کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بے پردہ اور بے منڈھیر کی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے۔“

(سیرت المہدی) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۳ء میں فرمایا کہ ”پاکستان میں آئے دن اخبارات میں جھوٹے الزامات جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوتے ہیں۔ پہلا الزام جماعت احمدیہ پر یہ لگایا جاتا ہے کہ نفوذ باللہ من ذالک جماعت احمدیہ گستاخ رسولؐ ہے اور آنحضرت صلعم کی شدید گستاخی کرتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ وہ جماعت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا بیٹھی ہے وہ جماعت جو تنہا سارے عالم میں آنحضرت صلعم کی عزت اور شرف کی خاطر ایک عظیم جہاد میں مصروف ہے وہ جماعت جس نے گزشتہ سو سال سے تمام دنیا میں اسلام کا سر بلند کرنے کیلئے اپنی باتیں اپنی عزتیں، اپنے اموال، اپنی اولادیں سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر رکھے ہیں وہ جماعت جس کے متعلق دشمن بھی اپنے عناد کے باوجود یہ ضرور تسلیم کر لیتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر اسلام کی تائید میں اسلام کی محبت میں خدمت دین کرنے والی اور کوئی جماعت سارے عالم میں نظر نہیں آتی۔“

بانی جماعت احمدیہ کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب ہٹالوی کا اقرار: وہ جماعت جس کے سربراہ کے متعلق مولوی محمد حسین ہٹالوی نے یہ لکھا کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں آنحضرت صلعم کے بعد اگر اس سے بڑھ کر کوئی مجاہد کبھی پیدا ہوا ہو جس نے اپنی

زبان، اپنے افعال اپنی مالی قربانی سے اپنی خاص قربانی سے دلائل سے براہین سے اسلام کی ایسی خدمت کی ہو تو کوئی بتائے تو سبکی وہ کون تھا؟

کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر ایسی شان سے اسلام کے حق میں جہاد کر رہا ہو۔

حضورؑ نے فرمایا کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ اور اُن کی جماعت پر یہ الزام ہے کہ لَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ وہ گستاخ رسولؐ ہیں اس سے زیادہ جھوٹا اور ہیمنہ الزام اور کوئی نہیں لگایا جاسکتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہی تو ہمیں عشق محمد مصطفیٰ ﷺ سکھایا آپ نے ہی تو ہمیں وہ آداب سکھائے کہ کیسے محبت کی جاتی ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ طریق سکھائے کہ کس طرح جان نثار کی جا سکتی ہے حضرت محمد ﷺ کے نام پر ہمیں یہ بتایا کہ

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم ثار کوچہ آل محمد است
آپ ہی نے ہمیں یہ بتایا کہ تم اگر زندگی کی لذتیں چاہتے ہو یعنی روحانی زندگی کی تو وہ ساری لذتیں محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق کے سرچشمہ سے ملیں گی۔

عشق رسولؐ میں یقیناً حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کا پلڑا بھاری رہے گا۔

حضورؑ فرماتے ہیں اُردو کا کلام اُٹھا کر دیکھئے عربی یا فارسی کلام اُٹھا کر دیکھئے منظوم کلام کو اُٹھا کر دیکھئے نثر کا کلام اُٹھا کر دیکھئے، ان الزام لگانے والوں کے آباء و اجداد بیبیوں پشتوں تک جو کچھ آنحضرت صلعم کی محبت کا اظہار کر چکے ہیں ان سب کو اکٹھا کر دیں ٹکڑی کے ایک پلڑے میں ڈال دیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے کسی ایک

کلام کا نمونہ رکھ دیں۔ خدا کی قسم خدا کی نظر میں حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسول کا پلڑا یقیناً زیادہ بھاری ہوگا اور ان کی ساری تحریریں کھوکھلی ہیں اُن کا کوئی بھی وزن خدا کی نظر میں حضرت مسیح موعودؑ کے عشق کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتا۔

خود بانی اسلام حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”ایک کامل انسان اور سید المرسل کہ جس کا کوئی پیدا نہ ہوا اور نہ ہوگا دنیا کی ہدایت کے لئے آیا اور دنیا کیلئے روشن کتاب کو لایا جس کی نظیر کسی آنکھ نے نہیں دیکھی“

(براہین احمدیہ) فرمایا ”ہزاروں درود و سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ خدا پایا“ (نیم دعوت) فرمایا ہم پر جو اللہ کے فضل ہیں یہ سب رسول کریم ﷺ کے فیض سے ہی ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر ہم سچ کہتے ہیں کہ کچھ بھی نہیں اور خاک بھی نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی عزت اور مرتبہ دل میں اور ہر گز وریشہ میں ایسا سایا ہے کہ ان کو اس درجہ سے خیر تک بھی نہیں کوئی ہزار تپسیا کرے جب کرے ریاضت شاقہ اور مشقتوں سے مشقت استخوان ہی کیوں نہ رہ جائے مگر ہرگز کوئی سچا روحانی فیض بجز آنحضرت صلعم کی پیروی اور اتباع کے کبھی میسر آسکتا ہی نہیں اور ممکن ہی نہیں۔ (الحکم)

سچ ہے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام نے عاشق صادق ہونے کا حق سب سے بڑھ کر ادا کیا ہے اور کوئی نہیں جو آپ کی اس میدان میں برابری کر سکے۔



J.K. Jewellers
Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872-224074, (M) 98147-58900, E-mail:

jk_jewellers@yahoo.com



JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O

RAHANJA

DIST. BHADRAK, PIN-756111

STD: 06784, Ph: 230088

TIN : 21471503143

JMB

آیت خاتم النبیین کے مختلف تراجم اور ان کا تقابلی جائزہ

کے طارق احمد۔ مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان

جماعت احمدیہ عالمگیر کی نظر میں

فیضان خاتم النبیین

جماعت احمدیہ اسلامیہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقیات کو دیکھ کر دشمنان احمدیت تعصب کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ اور بائی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو بے بنیاد الزامات لگاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دل آزار اور دکھ دینے والا الزام یہ ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک جماعت احمدیہ آنحضرتؐ کے مقام خاتم النبیین کی منکر ہے۔ حالانکہ سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء امام الاتقیاء والاصفیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونے کا مرتبہ اور شان، اسلام کی جان اور احمدیت کی روح رواں ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عالی شان و مقام دراصل تخلیق کائنات کی علت غائی ہے۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آخِرَهُ لَمُنْجِدٌ فِي طَيْبَتِهِ (مسند احمد، کتاب مسند الشاميين)

ترجمہ: میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اُم الکتاب میں خاتم النبیین ہوں جبکہ آدم کچھ میں لت پت تھا۔

غرض آنحضرتؐ سے قبل جس قدر بھی انبیاء کرام مبعوث ہوئے نبوت محمدیہؐ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی) حضرت محمد مصطفیٰ کی خاتمیت کا ایک دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ کی خاتمیت کمالات نبوت اور جملہ فضیلت رسالت کو اپنی ذات میں سمیٹنے تک محدود نہیں رہتی بلکہ پھر اپنے فیوض و برکات کو آگے جاری رکھنے والی ہے۔ اور آپ کی

بعثت کے بعد خاتم النبیین کا مرتبہ علت غائیہ سے علت فاعلیہ میں منتقل ہو گیا کہ آپ کی اتباع کے بغیر نبوت کا مقام پانا محال ہے جس کی طرف درج ذیل قرآنی آیت اشارہ کرتی ہے کہ:

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا. (النساء 70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول (محمدؐ) کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں میں سے، صدیقیوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھا ساتھی ہیں۔

تمت علیہ صفات کل مزید ختمت بہ نعباء کل زمان ہر قسم کی فضیلت کی صفات آپ میں علی الوجہ الاتم موجود ہیں۔ ہر زمانے کی نعمت آپ کی ذات پر ختم ہے۔

لفظ ختم کے لغوی معنی

مفردات القرآن لا امام راغب جو قرآن مجید کی مستند مجمل کی کتاب ہے، میں ختم اور طبع کو دوہم معنی الفاظ بتایا گیا ہے اور ان کے معنی کے تعلق میں لکھا گیا ہے کہ:

الْخَتْمُ وَالطَّبْعُ يُقَالُ عَلَى وَجْهَيْنِ:

(الْأَوَّلُ): مَصْدَرٌ خَتَمْتُ وَطَبَعْتُ، وَهُوَ تَأْيِيدُ الشَّيْءِ كَنَقْشِ الْخَاتَمِ وَالطَّبَاجِ.

(الثَّانِي): الْأَكْثَرُ الْخَاتَمُ عَنِ النَّقْشِ، وَيَتَجَوَّزُ بِذَلِكَ تَأْرَةً فِي الْأَسْتِيفَةِ مِنَ الشَّيْءِ وَالْمَنْعُ مِنْهُ اِعْتِبَارًا بِمَا يَحْصُلُ مِنَ الْمَنْعِ بِالْخَتْمِ عَلَى الْكُتُبِ وَالْأَبْوَابِ نَحْوُ: (خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ)

ختم اور طبع کی دو صورتیں ہیں۔ اول: کہ یہ مصدر ختمت و طبعت اس کے معنی تاثیر الٰہی

(یعنی دوسری چیز میں اثرات پیدا کرنا ہے) جیسا کہ خاتم (مہر) کا نقش ہے۔ الثانی: نقش کی تاثیر کا اثر حاصل ہے۔ اور یہ لفظ مجازاً کبھی کتابوں اور بابوں پر مہر لگنے کے لحاظ سے چیز کی بندش اور روک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ختمہ اللہ علی قلوبہم۔

امام راغب رحمہ اللہ کے اس قول سے واضح ہے کہ ختم کے حقیقی معنی تاثیر الشیء ہے یعنی آپ کی تاثیر و افادہ سے مقام نبوت حاصل ہو سکتا ہے اور مجازی معنی کسی چیز کی بندش کرنا ہے یعنی کمالات نبوت آپ پر ختم ہیں۔

ختم نبوت کے دو پہلو

از روئے حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری کی حدیث ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ التَّنْبُؤِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (صحيح البخاری، کتاب التعبد)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ نبوت میں سے المبشرات (اخبار غیبیہ و روایا صالحہ) کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح رنگ میں ختم نبوت کے دو عظیم الشان پہلوؤں پر اس حدیث میں روشنی ڈالی ہے۔

اس حدیث کے پہلے حصہ لم یبق من النبوة میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ نئی شریعت والی، آزاد اور مستقل نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد منقطع ہو گیا ہے۔ دوسرا حصہ الا المبشرات سے یہ واضح کر دیا ہے کہ کثرت سے اخبار غیبیہ کا پانا اور روایا صالحہ سے روشناس ہونا جو نبوت کی ہی ایک قسم ہے یہ امت محمدیہ میں باقی رہے گی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہوئے امت میں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے نتیجہ میں اس قسم کے انبیاء مبعوث ہو سکتے ہیں جیسا کہ

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ اس حدیث کے طرز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مبشرات نبوت کا ہی ایک حصہ ہے۔ مثال کے طور پر عربی زبان میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ لم یبق من المال الا الفضة کہ مال میں سے چاندی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ اس قول میں یہ مفہوم شامل ہے کہ فضة دراصل مال کا ہی ایک حصہ ہے۔

پس واضح ہے کہ خاتم النبیین جہاں کمالات نبوت کے اختتام کا ذکر کرتا ہے وہیں تاثیر الشیء کے معنوں میں نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل فیض رسائی والے پہلو کو کھلا رکھتا ہے یعنی کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو مستقل طور پر بلا واسطہ (آنحضرتؐ کے) فیض پانے والا ہو لیکن آپ کی سچی اور کامل متابعت کے نتیجہ میں امتی نبی کا مقام پانا محال نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا:

قُولُوا إِنَّ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ (الدر المنثور للسيوطی، مجمع البحار) کہ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین تو کہہ سکتے ہیں یہ نہ کہہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

آیت خاتم النبیین کے مختلف

تراجم و تفاسیر

علماء سلف کی تفاسیر کا جائزہ لیتے وقت ایک دیانتدار محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس امر کا خیال رکھے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی سے قبل کی تفاسیر و تراجم کو اپنا ماخذ بنائے۔ کیونکہ آپ کے دعویٰ کے بعد تعصب کے نتیجہ میں علماء کی طرف سے کئی غلط بیانیوں کا احتمال رہتا ہے۔

چنانچہ اس نقطہ نظر سے جب ہم تفاسیر و تراجم کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر مفسرین آیت خاتم النبیین کا ترجمہ یا تفسیر کرتے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیتے ہوئے رسالت (یعنی شریعت) کا اپنی

تفسیر میں خصوصیت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی اپنی کتاب تہذیبات الہیہ تفہیم ۵۳ میں
خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ختم بہ النبیین ای لا یوجد
من یأمروہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی
الناس

یعنی خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ
کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں پایا جائے گا جس کو
خدا تعالیٰ شریعت دے کر لوگوں کی طرف
بامور کرے۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ خاتم النبیین
کے عارفانہ معنی سمجھاتے ہوئے اپنی کتاب
فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۷۳ میں لکھتے ہیں کہ:
ان النبوة التي انقطعت بوجود
رسول الله صلعم ائماً هي نبوة
التشریع۔

ترجمہ یہ کہ وہ نبوت جو آنحضرتؐ کے
وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہے نہ کہ
مقام نبوت۔

تفسیر فتح القدیر للشوکانی میں زیر آیت
خاتم النبیین یہ لکھا گیا ہے کہ انہ صار
الخاتم لهم الذی یتختمون بہ و
یتزیدون بکونہ منهم

یعنی وہ (محمدؐ) ان کے لئے خاتم ہے جس
سے تصدیق کی جاتی ہے اور جس کے وجود سے
مزین ہوا جاتا ہے۔

اسی طرح امام محمد سید طنطاوی نے اپنی
تفسیر التفسیر الوسیطہ میں آیت خاتم النبیین کی
تفسیر میں لکھا ہے کہ

وقوله : ولكن رَسُولُ اللَّهِ
وَحَاتَمُ النَّبِيِّينَ اسْتَدَالُ لِبَيَانِ
وُظُفِيَّتِهِ وَفَضْلِهِ۔

اللہ تعالیٰ کا قول: ولكن رَسُولُ اللَّهِ
وَحَاتَمُ النَّبِيِّينَ میں نبی اکرمؐ کے وظیفہ اور
فضل کو استدراک کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

اسی طرح الشراوی اپنی تفسیر کی کتاب
میں لکھتے ہیں اُمی: الرسول والنبي الذي
يختم الرسالات، فلا يستدرك
عليه برسالة جديدة۔

یعنی وہ رسول اور نبی جو رسالات
(شریعت) کو ختم کرتا ہے۔ اور اس کی شریعت
کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں ہو سکتی ہے۔

اردو زبان میں آیت

خاتم النبیین کے تراجم

لفظ ”خاتم النبیین“ کا اردو زبان
میں عموماً درج ذیل ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) مہر سب نبیوں پر (۲) آخری نبی (۳)
نبیوں کو ختم کرنے والا

لیکن ساتھ ہی مترجمین حاشیہ میں اپنی
طرف سے یہ بھی درج کر دیتے ہیں کہ آپ
آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت
ممکن ہی نہیں۔ یہاں پر مترجمین مغالطہ کرتے

ہیں۔ ”مہر“ کے ترجمہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے
کہ آئندہ کوئی نبوت کا درجہ نہیں پاسکتا ہے مگر
آپ کی تصدیق اور مہر نبوت کو لئے ہوئے
بالفاظ دیگر آپ کی کامل متابعت میں نبوت کے
مقام کو پایا جاسکتا ہے۔ ”آخری نبی“ کے معنی
آخری مستقل اور شرعی نبوت کے ہیں اور
”نبیوں کو ختم کرنے والا“ بمعنی کمالات نبوت کو
ختم کرنے والا ہے اور آپ کے بعد آپ سے
بڑھ کر کوئی نبی نہیں آسکتا ہے جو آپ کی
تعلیمات میں حذف و اضافہ کر سکے۔

چنانچہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن
آیت خاتم النبیین کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں جو
تفسیر عثمانی میں درج ہے۔

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں
میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں
پر اور ہے اللہ سب چیزوں کا جاننے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام مولانا
شبیر احمد عثمانی صاحب جن کا یہ عقیدہ ہے کہ
آنحضرتؐ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے
گی ساتھ ہی یہ بھی ذکر فرماتے ہیں کہ:

انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں خاتم
الانبیاء کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے
تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے
نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس
وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے
تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم
ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام
مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدیؐ پر ختم
ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر 1731)

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ
دیوبند اپنی کتاب تحفیر الناس صفحہ نمبر ۳ میں
لکھتے ہیں:

”عوام کے خیال میں تو آنحضرت
ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ
انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب
میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ
تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں۔۔۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے
مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں اس طرح
آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔“

نیز خاتم النبیین کا یہ مفہوم بیان کرتے
ہیں کہ:

”غرض خاتمیت زمانی یہ ہے کہ دین
محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علوم نبوت اپنی انتہا
کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی
طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے۔“
(مناظرہ عجیبہ صفحہ ۳۰ تا ۳۱)

علماء سلف کی تفاسیر اور ایک اہم نقطہ
سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
نے خاتم النبیین کی جو پر محارف تفسیر دنیا کے
سامنے پیش کی ہے جس کا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے
ہیں وہ عدم المثل ہے اور نہایت ہی عارفانہ
کلام ہے جس کی نظیر چودہ سو سال کے مفسرین
کی تفاسیر میں نظر نہیں آتی۔ علماء سلف کی تفاسیر کا
جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو ان میں سے اکثریت
خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے کے بعد
نبی اکرمؐ کی رسالت کا ذکر کرتے ہیں۔ مثال
کے طور پر امام رازی (ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن
الحسن بن الحسن التیمی الرازی) اپنی کتاب
مفتاح الغیب میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں
بیان کرتے ہیں کہ:

وذلك لأن النبی الذی یکون
بعده نبی إن ترک شیئاً من
النصیحة والبیان یستدک کہ من یأتی
بعده، وأما من لا نبی بعده یکون
أشفق علی أمتہ۔

(نبی اکرمؐ خاتم النبیین ہیں) وہ اس وجہ
سے ہے کہ وہ نبی جس کے بعد دوسرا کوئی نبی ہو
اگر نصیحت اور بیان میں کچھ چھوڑ دیتا ہے تو اس
کے بعد آنے والا اس کو پورا کرتا ہے۔ لیکن وہ
جس کے بعد کوئی نبی نہیں وہ امت پر بہت
مہربان ہوگا۔

امام رازی کی اس تفسیر سے واضح ہوتا
ہے کہ اگر خاتم النبیین کے مقام میں کوئی خلل
پیدا ہو سکتا ہے تو اس صورت میں کہ آپ کی

نصیحت، بیان اور شریعت میں اضافہ کرنے والا
یا اس کو حذف کرنے والا نبی آئے۔ کیونکہ یہی
وہ امر ہے جس سے نبی اکرمؐ کے کامل ہونے
کے مرتبہ میں سقم پیدا ہوتا ہے۔ اگر آپ کی
امت میں آپ کی کامل متابعت کے نتیجہ میں
آپ کے فیوض مبارکہ سے مستفیض ہو کر اگر کوئی
نبوت کے مقام سے سرفراز ہوتا ہے تو اس میں
نبی اکرمؐ کی شان ہے اور آپ کی عظمت ہے کہ
آپ کی قوت قدسیہ امت محمدیہ میں نبی پیدا
کر سکتی ہے۔

چنانچہ اسی مفہوم کو مزید واضح کرتے
ہوئے مشہور صوفی امام حضرت ابو عبد اللہ محمد بن
علی حسین الحکیم الترمذی فرماتے ہیں:

یظن ان خاتم النبیین تاویلہ
انہ اخرهم مبعثاً فای منقبہ فی هذا
وای علم فی هذا، هذا تاویل البیلة
الجهلة

(کتاب ختم الاولیاء صفحہ ۳۴۱)
یعنی یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین
کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار
سے آخری نبی ہیں، بھلا اس میں آپ کی کیا
فضیلت و شان ہے؟ اور اس میں کوئی علمی بات
ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

جو مترجمین خاتم کے معنی آخر کے کرتے
ہیں ان کا بھی مسئلہ درج ذیل حدیث سے حل
ہو جاتا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّا
مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔

(صحیح مسلم کتاب الحج)
رسول اکرمؐ ﷺ نے فرمایا کہ میں
آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد
ہے۔

نبی اکرمؐ ﷺ مسجد نبوی کے تعلق سے
فرماتے ہیں کہ مسجد دیسے ہی آخری مسجد ہے
جیسا کہ میں آخری نبی ہوں۔ کیا مسجد نبوی کے
بعد امت مسلمہ کو مساجد بنانے کی توفیق نہیں ملی
بلکہ پیشتر مساجد تعمیر کی گئی ہیں اور نبی اکرمؐ کے
زمانہ میں ہی سینکڑوں مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ تو
پھر مسجد نبوی آخری مسجد کیوں ہے؟ پس
کمالات اور خصوصیات کے لحاظ سے اس جیسی
مسجد مستقبل میں نہیں بن سکتی ہے جس کی وجہ
سے حضورؐ نے اس کو آخر المساجد قرار دیا ہے۔

اور اسی وزن پر اپنے آپ کو آخر الانبیاء قرار دے کر امت پر یہ واضح کر دیا کہ آپ کمالات کے اعتبار سے آخری نبی ہیں اب آئندہ آپ سے شان اور مقام میں بڑھ کر کوئی نبی نہیں آسکتا ہے۔

خاتم النبیین کا ترجمہ آخری نبی کرنے کی صورت میں پیدا ہونے والی

پیچیدگیاں

عصر حاضر کے بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم کو خاتم قرار دیا ہے یعنی آپ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت ممکن نہیں ہے اور خاتم النبیین میں کسی قسم کی نبوت کا استثناء کرنا کفر ہے۔ اور جو نبی اکرم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا قائل ہے وہ کافر ہے۔

ایسے علماء جو ایک طرف نبی اکرم کے بعد تمام قسم کی نبوت کے منکر ہیں تو دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر بھی ہیں۔ ایک طرف نبوت کے دروازے کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ کیا امت محمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی آمد سے خاتم النبیین کا مقام متاثر نہیں ہوتا؟ بعض اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نبی اکرم سے پہلے کے انبیاء میں سے ہیں۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ قرار دیا گیا ہے۔ جس نبی کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف ایک مخصوص قوم کی طرف مبعوث کیا ہے وہ کیونکر عالمی نبی بن کر امت محمدیہ کی اصلاح کر سکتا ہے۔ نیز اس عقیدہ میں تو امت محمدیہ کی ہنگ ہے اور نبی اکرم کی شان قوت قدسیہ میں گستاخی ہے کہ امت محمدیہ جو خیر امت ہے اس کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کے نبی حضرت عیسیٰ کی ضرورت ہے جبکہ نبی اکرم نے امت محمدیہ کے علماء کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مشابہہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا علماء اُمّیہ کا کذب یہاں (بنی اسرائیل)۔ بالفاظ دیگر ان علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو کامل بنا کر قیامت تک کے لئے بطور رہنما

مبعوث کیا اور نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ لیکن بعد میں نعوذ باللہ تعالیٰ نے امت میں نبی کی ضرورت کو محسوس کیا جبکہ اس نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہوا ہے۔ چنانچہ نعوذ باللہ عاجز آ کر ایک ایسے نبی کو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کرنا مناسب سمجھا جو نبی اکرم سے پہلے بجھوئے گئے ہوں اور حضرت عیسیٰ کا انتخاب کیا۔ یہ کیسی گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے۔

قارئین از خود غور فرمائیں کہ نبی اکرم کی کامل متابعت اور اطاعت اور آپ کی غلامی میں آپ کی قوت قدسیہ سے فیض پا کر خیر امت میں نبی کے مبعوث ہونے میں خاتم النبیین کی کیونکر ہنگ ہو سکتی ہے۔ امت محمدیہ میں آپ کی پیروی اور آپ کے روحانی تاثیر سے نبی کے مقام تک کسی فرد کا پہنچنا آپ کے عالی مرتبے اور روحانی تاثیر کی وسعت پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری طرف امت محمدیہ کے تمام افراد کو ناکارہ ثابت کرتے ہوئے، نبی اکرم کی روحانی تاثیر کو ایک تنگ دائرے میں محدود کرتے ہوئے خیر امت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کو تلاش کرنا اور خیر امت کو نظر انداز کرتے ہوئے عرصہ دو ہزار سال سے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ خیال کرنا اور ان کا منتظر ہونا سخت نادانی ہے اور اس عقیدہ کے نتیجے میں مقام خاتم النبیین کی معرفت کا حق ادا نہیں ہوتا ہے۔ خود غور فرمائیں کہ کس تفسیر میں خاتم النبیین کی حقیقی شان ہے۔ والا امر الیکھ فندہروا

۲۔ وہ علماء جو خاتم النبیین کے بعد نبوت کے قائلین پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں ذرا سوچیں! سید الکونین سید انشیلین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے آنے والے مسیح کے لئے صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفہ وما معہ میں چار مرتبہ نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اگر خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی ہے تو کیونکر حضورؐ نے آنے والے مسیح کے لئے نبی اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

۳۔ بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے تمام انبیاء کے بعد آخر میں تشریف لانے میں کوئی شان ہے نہ صرف یہ بلکہ اپنے آنے کے ساتھ انعام نبوت کو بھی نعوذ باللہ معطل کر دیا۔ کیا یہی خاتم النبیین کی شان ہے جس پر آج کل

کے نام نہاد علماء کو فخر ہے۔

۴۔ اگر خاتم النبیین کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ محمدؐ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں تو یہاں ایک سوال اٹھتا ہے کہ نبی اکرمؐ یہاں کیونکر فاعل بن گئے ہیں اور نبوت کو ختم کر رہے ہیں جبکہ انبیاء کو مبعوث کرنے کا کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔

۵۔ دیگر انبیاء ہمیشہ اپنے قمعین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ تو اس امت کے افراد کو عظیم روحانی درجات سے نوازنا چلا جا۔ چنانچہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو محفوظ کیا ہے۔ لیکن نعوذ باللہ نبی اکرمؐ نے آتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ اب نبوت کے روحانی درجہ کا حصول محال ہے۔ اس میں کوئی فضیلت ہے۔

۶۔ اگر امت محمدیہ میں سے کوئی نبی نہیں آسکتا ہے تو پھر کیونکر اس امت کو خیر امت قرار دیا گیا ہے۔ وہ کوئی ایسی فضیلت ہے جس کی بنا پر اس امت کو قرآن کریم میں خیر امت کہا گیا ہے۔

۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد آخری نبی کون ہوگا؟ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے کی صورت میں آخری نبی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد آسمان سے نازل ہوں گے۔ ایسی صورت میں بطور نبی سب سے آخر میں مبعوث ہونے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ تو پھر قرآن کریم نے نبی اکرمؐ کو کیوں خاتم النبیین قرار دیا ہے۔

۸۔ خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی کرتے ہوئے مسلمانوں نے حد تجاوز کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کو اس کی ازلی وابدی صفت کلیم سے بھی معطل کر دیا ہے اور وحی و الہام کی نعمت سے بھی امت کو محروم قرار دیتے ہیں۔

۹۔ درود شریف میں امت محمدیہ کے حق میں جن ابراہیمی برکتوں کے لئے دعا کی جاتی ہے وہ نبوت کے علاوہ اور کوئی برکت ہو سکتی ہے؟

۱۰۔ نبی اکرمؐ کو آخری نبی مان کر نزول و رفع عیسیٰ کے معنی کو ظاہر پر محمول کر کے احادیث نبویؐ کے غلط Interpretation کئے جاتے ہیں اور ان کو تمسخر کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ یکسر الصیب اور یقتل الخاندیو کی یہ نام نہاد علماء ظاہری معنوں میں تفسیر بیان کرتے

ہیں۔

مندرجہ بالا تمام پیچیدگیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خلاصہ کلام یہی ہے کہ اگر ”تمام انبیاء کو ختم کرنے والا“ کا یہ مطلب لیا جائے کہ نبی اکرمؐ کو خدا تعالیٰ نے جو شریعت کاملہ عطا فرمائی تھی اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سابقین کی شرائع کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب آئندہ ان شرائع پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا اور صرف شریعت اسلامیہ ہی کی پیروی ضروری ہوگی اور چونکہ یہ شریعت کامل بھی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بیڑا بھی خود اٹھایا ہوا ہے اس لئے کسی نئی شریعت کے اترنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ تو اس مطلب کی رو سے کوئی ایسا نبی تو نہیں آسکتا جو نئی شریعت لائے اور نبی کریمؐ کا امتی نہ ہو لیکن نبی جو اسی شریعت سے فیضیاب ہوا اور نبی کریمؐ کی اتباع کی برکت سے ہی اس کو نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا ہو اسے اسلام اور امت اسلام کی احیاء کے لئے مبعوث کیا گیا ہو آسکتا ہے اور اس کے آنے میں کوئی شرعی روک نہیں ہے۔

عربی زبان میں لفظ خاتم کا استعمال

عربی زبان میں لفظ ”خاتم“ علی سبیل المذہب استعمال ہوتا ہے اور جب یہ لفظ جمع عقلاء کے لئے مضاف بن کر آتا ہے تو عالی مقام اور مرتبہ پر دلالت کرتا ہے اور علماء سلف نے کبھی اس لفظ کو آخر کے معنوں میں استعمال نہیں کیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ایک جگہ اپنے خاتم النبیین ہونے کا مطلب امت کو ایک زبردست مثال سے سمجھایا ہے۔ حضرت ہبل بن سعد الساعدی سے روایت ہے انہوں نے کہا؛ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے واپس آئے تو آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ نے آپؐ سے اجازت مانگی کہ وہ مکہ کو واپس لوٹ کر وہاں سے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کریں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: اے چچا آپ مطمئن رہیں کہ آپ ہجرت میں اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 519)

کیا امت میں حضرت عباسؓ کے بعد کسی کو مہاجر ہونے کی سعادت نہیں نصیب ہوئی۔ اسی طرح کئی ایسی مثالیں ہیں جو پیش کی جاسکتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش

بقیہ: ادارہ یاز صفحہ اول

آنحضرتؐ نے نعتوں کو کھولنے اور جاری رکھنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ بند کرنے اور ختم کرنے کیلئے۔ مقام خاتم النبیین جہاں آنحضرتؐ کی برابری اور آپؐ کی شریعت کے مقابلہ کی نفی کرتا ہے وہاں اس سے آپؐ کی اتباع میں فیوض و انعامات کا اجراء بھی ثابت ہے اور اس طرح آپؐ کی حقیقی حقیقت ”خاتم“ قرار پاتے ہیں۔ ”خاتم النبیین“ بمعنی افضل النبیین ہی آنحضرتؐ کی حقیقی شان ہے اور یہ معنی آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، لغات اور محاورہ زبان سے ثابت ہونے کے علاوہ آنحضرتؐ کی کمالات تام پر دلالت کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے انہیں معنوں کو تسلیم کرتی ہے اور رہتی دنیا تک اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں۔

”اللہ جل شانہ نے آنحضرتؐ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپؐ کو افاضہ کمال کیلئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش اور یہ قوت قدسی کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ)

جماعت احمدیہ جن معنوں میں آنحضرتؐ کو خاتم النبیین مانتی ہے وہی معنی سب سے بہتر اور گزشتہ صحائے امت کے تائید یافتہ ہیں۔

اس کے باوجود مخالفین کا جماعت کے خلاف یہ سراسر بے بنیاد اور گھناؤنا الزام ہے کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خاتمیت محمدیہ کے صحیح اور جامع مفہوم کا ادراک صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے دوسرے لوگ تو صرف نام کی ”محاسن تحفظ ختم نبوت“ بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ ایک طرف آنحضرتؐ کی لائی ہوئی کامل شریعت قرآن مجید کی بیسیوں آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف حضرت عیسیٰؑ کے لئے جو مستقل رسول و نبی ہیں چشم برآہ ہیں کہ وہ کب آسمان سے اترتے ہیں؟ مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو آنحضرتؐ کے حقیقی مقام کو شناخت کر کے آپؐ سے سچی اور کامل محبت رکھ کر خدا تعالیٰ کے محبوب بنیں۔

سرور کائنات آنحضرتؐ کی خاتمیت محمدیہ کے متعلق پھیلانے گئے بے بنیاد پروپیگنڈہ کے ازالہ اور ختم نبوت کی حقیقت سے عوام الناس کو روشناس کرانے کیلئے اخبار بدر نے ایک حقیر کوشش ”فیضان ختم نبوت“ کے عنوان سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو آنحضرتؐ کی حقیقی مقام خاتمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (شیخ مجاہد احمد شاستری)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر منور علی صاحب مرحوم۔ قادیان

میرا دل اور میرا ایمان رسول عربی میں تو ہوں بے سرو سامان رسول عربی ایک دل لاکھوں ہیں ارمان رسول عربی جان بھی تم پہ ہو قربان رسول عربی تم پہ نازل ہوا قرآن رسول عربی تیری نبیوں میں ہے وہ شان رسول عربی دیکھ کر روئے تابان رسول عربی دوڑ کر تھام لو دامان رسول عربی ظرف آئینہ ہے حیران رسول عربی تم ہو وہ عالم قرآن رسول عربی ہاتھ میں تھام کے دامان رسول عربی

اپنے کمال کو بھی کملی میں چھپا لو آقا!

دونوں عالم کے ہو سلطان رسول عربی

تم پہ صدقہ ہو میری جان رسول عربی آپ ہی مجھ کو بلا لیں تو بلا لیں طیبہ تیری راہیں تیرا روضہ تیرا کعبہ چوموں جلوہ کون و مکاں تم سے تو شرماتے ہیں وجہ تخلیق جہاں رحمت عالم بھی ہو تم چاند کو جیسا ستاروں میں ہے عالی مقام محو حیرت ہوئے معراج کی شب حور و تلک عاصیو! تم تو ہر ایک غم سے گزر جاو گے جلوہ ہو نور پھر عکس بھی ٹھہرے تو کہاں حسن اخلاق سے بدلا ہے نظام عالم حوض کوثر کی طرف صلی علی پڑھتے چلیں

تحقیق و تفسیر کے کمالات کو حاصل کرنے والے ہیں۔ جس بنا پر ان کو اس خطاب سے نوازا گیا ہے۔ ورنہ ان کو آخری مفسر اور محقق خیال کرنا عبث ہے۔

پس جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ نے نبوت پر مہر لگا دی ہے یعنی اپنی آمد سے اُسے کمال تک پہنچا دیا ہے۔ نبوت کے جس قدر بھی کمالات ممکنہ ہیں وہ سب آپؐ کی روح میں انتہائی کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ آپؐ کی شان اور مرتبہ کا کوئی نبی نہیں آسکتا ہے۔ ہاں آپؐ کی مہر نبوت کی تاثیر اور

فیض سے آپؐ کا امتی مقام نبوت پاسکتا ہے۔ مگر نبی ہونے کے باوجود وہ آپؐ کا امتی بھی رہتا ہے اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت قرآن کریم کی پابندی اس پر لازم آتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خاتم النبیین کا افاضہ اور برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں آپؐ کی تاثیر کے نتیجہ میں آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود و مہدی معبود اور امام آخر الزمان قرار دے کر آپؐ کی کامل پیروی اور آپؐ سے بے حد محبت کی برکت سے آپؐ کی ختم نبوت کی شان کے افاضہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے مقام نبوت پر سرفراز فرمایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ امت کو خاتم النبیین کے حقیقی مفہوم کو سمجھتے ہوئے زمانہ کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہیں:

۱۔ خاتم الشعراء حضرت ابوطیب (مقدمہ دیوان مثنوی شائع شدہ مصر صفحہ نمبر ۴)

حضرت ابوطیب کے علاوہ اور پانچ شاعر ہیں جن کو یہ لقب دیا ہے۔ (ابو تمام، ابو اعلیٰ الامیری، شیخ علی حسین (ہندوستان)، حبیب شیرازی (ایران) ایسی صورت میں ابوطیب کو آخری شاعر کیونکر کہا جاسکتا ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو خاتم الاولیاء کے خطاب سے نوازا ہے اس کے باوجود امت میں ایسے افراد پیدا ہوئے ہیں جن کو یہ خطاب دیا گیا ہے۔ امام شافعیؒ کو کتاب التوحۃ السنیۃ میں خاتم الاولیاء کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے تعلق سے کتاب فتوحات مکیہ کے ٹائٹل پیج میں خاتم الاولیاء لکھا گیا ہے۔

۳۔ خاتم المتقین ابو الفضل الوہاب (کتاب روح معانی کے ٹائٹل پیج میں ان کو یہ خطاب دیا گیا ہے)

شیخ الازہر سلیم البشری (کتاب الحراب صفحہ نمبر 372 میں ان کو یہ خطاب دیا گیا ہے) ۴۔ خاتم المفسرین مولوی محمد قاسم صاحب کو کتاب اسرار قرآنی میں یہ خطاب دیا گیا ہے جو کہ اس کتاب کے ٹائٹل پیج میں مذکور ہے۔

اگر تحقیق اور تفسیر کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو پھر آجکل کیوں اس میدان میں کام کیا جا رہا ہے۔ پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ احباب

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

از کلام حضرت مصلح موعود۔ مرزا بشیر الدین محمود احمدؒ

کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے اندھیرے گھر کا وہ میرے دیا ہے ترے بیمار کا دم گھٹ رہا ہے مرے دل کا یہی اک مدعا ہے کہ یاد یار میں بھی اک مزا ہے محمدؐ جو کہ محبوب خدا ہے کہ وہ شاہنشاہ ہر دوسرا ہے وہی آرام میری رُوح کا ہے وہی اک راہِ دین کا رہنما ہے

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے مرا دل اُس نے روشن کر دیا ہے خبر لے اے مسیحاؐ دردِ دل کی مرا ہر ذرہ ہو قربان احمدؐ اُسی کے عشق میں لٹکے مری جاں محمدؐ جو ہمارا پیشوا ہے ہو اُس کے نام پر قربان سب کچھ اُسی سے میرا دل پاتا ہے تسکین خدا کو اُس سے مل کر ہم نے پایا

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود

میرا معشوق محبوب خدا ہے

حقیقت لفظ خاتم النبیین از روئے محاورہ ولغت عرب

محمد ایوب ساجد۔ منبر ہفت روزہ بدرقادیان

خاتم النبیین کے معنی اور حقائق کے تعلق سے جو حوالہ جات اس مضمون میں پیش کئے جا رہے ہیں قارئین کرام ان حوالہ جات کا مطالعہ اس بات کو ملحوظ رکھ کر فرمائیں کہ یہ تمام حوالہ جات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی بحث سے بہت پہلے احادیث اور صحیحائے امت کی کتب میں موجود ہیں۔ جو کہ خاتم النبیین سے متعلق جماعت احمدیہ کے عقیدہ کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بحث تک عالم اسلام کے زیر بحث آج کل جس رنگ میں ختم نبوت سے متعلق تحفظ ختم نبوت والے اپنا من گھڑت بے بنیاد نظریہ پیش کرتے ہیں۔ ایسا عقیدہ نہیں تھا جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا قادیانی علیہ السلام کو امت کی اصلاح کیلئے مبعوث فرمایا اور مجاہد اسلام آپ کی طرف دیوانہ وار دوڑے چلے آنے لگے اور دیکھتے دیکھتے ہی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے غلاموں کی تعداد ہزاروں سے لاکھوں میں بدلنے لگی تلوں کو اپنی روزی روٹی کا فکر دامنگیر ہوا اور اپنی گلدی جاتی نظر آنے لگی ملاں کی اس بدحواسی نے اس کا ضمیر بھی چھین لیا بغض و حسد میں ایسے نامعقول نظریات اسلام کی طرف منسوب کرنے شروع کئے کہ نہ قرآن پاک کو بخشنہ عظمت رسول کا خیال رکھا اور نہ ہی سلف صالحین کی تعلیمات و تحریرات سے کوئی سبق لیا۔ تحفظ ختم نبوت والے جو اپنے آپ کو دیوبندی کہلاتے پر فخر محسوس کرتے ہیں کاش کہ یہ اپنے گریباں میں جھانک کر دیکھتے تو ان کو نظر آتا کہ بانی جماعت احمدیہ کے عقیدہ ختم نبوت اور مولانا محمد قاسم شاہ نانوتوی بانی دیوبند کے عقیدہ ختم نبوت میں کوئی تفریق و تضاد نہیں ہے۔ تعجب ہے عقیدہ ایک اور فتوے الگ الگ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور مکاری ہو سکتی ہے؟ جبکہ تمام مسلمان فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ تعصب، حسد اور بغض نے بعض علماء کی آنکھوں پر جہالت کا پردہ ڈال دیا ہے جس سے وہ ایک لفظ کے من گھڑت معنی کر کے

فیضان نبوت کے دروازہ کو اسلامی تعلیمات کے خلاف بند کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے جماعت احمدیہ اتفاق نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلام قرآن پاک میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین کا عظیم مقام عطا فرمایا جو کہ تخلیق آدم سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حق میں مقدر فرمایا تھا اس عظیم مقام کا ذکر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ یوں فرما رہا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ دُونِكُمْ أَلَكُمُ الْإِسْلَامُ وَلَكِنِ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ (احزاب: ۴۰)

یعنی محمد (رسول اللہ ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

قرآن شریف کی آیت کریمہ ”ولكن رسول الله وخاتم النبیین“ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا جو کہ بطور مدح اور فضیلت ذکر ہوا ہے۔ اور یہ قرآن مجید میں ایک بار ہی ذکر ہوا ہے۔ اور تمام مسلمان فرقوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

خاتم النبیین کے معنی یقیناً ایسے ہی ہونے چاہئیں جن سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کی فضیلت اور مدح ثابت ہو۔

لغت کی رو سے خاتم النبیین کے معنی:

لغت سے مراد عربی زبان ہے جس میں مفردات اور مرکبات کا استعمال شامل ہے کتب لغت کا اصل کام مفرد الفاظ کے معنی بیان کرنا ہے۔ مرکب کے اصل معنی کی تعیین عربی زبان کے محاورات سے ہوا کرتی ہے۔

لفظ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے لفظ خاتم مضاف ہے اور النبیین مضاف الیہ ہے۔ یہ مرکب اضافی (خاتم النبیین) لغت محاورہ اور مذہب کی ساری تاریخ میں صرف ایک مرتبہ اور صرف ایک ہی وجود باوجود سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے استعمال ہوا ہے۔

لفظ خاتم النبیین جو کہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ ایک خاتم دوسرا النبیین۔ لفظ خاتم دو طرح سے پڑھا گیا ہے ایک تا کی زیر کے ساتھ دوسرا تا کی زیر کے ساتھ۔ اگر لفظ خاتم تا کی زیر سے ہو تو خاتم اسم آلہ ہے اور اس کے معنی مہر یا انگٹھی کے ہیں۔ اور اگر تا کی زیر کے ساتھ خاتم ہو تو یہ اسم فاعل ہے اس کے معنی ختم کرنے والا یا مہر لگانے والا کے ہیں۔ دوسرا لفظ النبیین ہے جو نبی کی جمع ہے النبیین پر الف لام ہے۔ اسے استغراق کا بھی سمجھا جاسکتا ہے اور اسے عہد ذہنی کے لئے بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلی صورت میں سب انبیاء مراد ہوں گے اور دوسری صورت میں خاص انبیاء مراد لئے جائیں گے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ خاتم النبیین مرکب اضافی ہے جو کہ مدح فضیلت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ جو کہ لغت محاورہ اور عرب کی تاریخ میں صرف ایک ہی بار ایک ہی وجود باوجود سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے استعمال ہوا ہے مرکب اضافی کے معنی کی صحیح تعین عرب محاورہ سے ہو سکتی ہے۔ عربی محاورہ میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک مشہور مثال ملتی ہے ابن السبیل کی جو کہ مرکب اضافی ہے۔ اس محاورہ میں خاتم النبیین کی طرح ہی دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک ابن جس کے معنی بیٹے کے ہیں اور ایک السبیل جس کے معنی راستہ کے ہیں اب اگر اس محاورہ کے لفظی معنی کئے جاویں تو راستے کا بیٹا بنتا ہے۔ جب کہ ابن السبیل سے مراد مسافر کے ہیں۔

خاتم مرکب اضافی کی مثالیں

- ۱۔ ابو تمام شاعر کو خاتم الشعراء لکھا ہے (وفیات الاعیان جلد اول)
- ۲۔ ابو الطیب کو خاتم الشعراء کہا گیا ہے۔ (مقدمہ دیوان المصنوعی)
- ۳۔ ابو العلاء المعری کو خاتم الشعراء قرار دیا گیا۔ (مقدمہ دیوان المصنوعی)
- ۴۔ شیخ علی حنین کو ہندوستان میں خاتم الشعراء سمجھے ہیں۔ (حیات سعدی)

- ۵۔ حبیب شیرازی کو ایران میں خاتم الشعراء سمجھا جاتا ہے۔ (حیات سعدی)
- ۶۔ حضرت علیؓ خاتم الاولیاء ہیں۔ (تفسیر صافی سورہ احزاب)
- ۷۔ امام شافعی خاتم الاولیاء ہیں۔ (الخصفۃ السنیہ صفحہ ۴۵)
- ۸۔ شیخ ابن العربی خاتم الاولیاء تھے۔ (سرورق فتوحات مکیہ)
- ۹۔ کافور خاتم الاکرام تھے۔ (شرح دیوان المصنوعی صفحہ ۳۰۴)
- ۱۰۔ امام محمد عبدہ مصری خاتم الاممہ تھے۔ (تفسیر الفاخر صفحہ ۴۸)
- ۱۱۔ سید احمد السنوسی خاتم المجاہدین تھے۔ (اخبار الجامعہ الاسلامیہ فلسطین ۲۷ حرم ۱۳۵۲ھ)
- ۱۲۔ احمد بن ادریس کو خاتم العلماء المحققین کہا گیا۔ (العقد الفیس)
- ۱۳۔ ابو الفضل الاولوسی کو خاتم المحققین قرار دیا گیا۔ (سرورق روح المعنی)
- ۱۴۔ شیخ الازہر سلیم البشری کو خاتم المحققین قرار دیا گیا۔ (الاحرار صفحہ ۷۲)
- ۱۵۔ امام السیوطی المحققین لکھا گیا ہے۔ (سرورق تفسیر الاقاف)
- ۱۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدثین لکھا جاتا ہے۔ (عجالت نافعہ جلد اول)
- ۱۷۔ شیخ الفس الدین خاتم الحفاظ تھے۔ (التجربۃ الصریحہ مقدمہ صفحہ ۴)
- ۱۸۔ سب سے بڑا ولی خاتم الاولیاء ہوتا ہے۔ (تذکرہ الاولیاء صفحہ ۶۲۲)
- ۱۹۔ ترقی کرتے کرتے ولی خاتم الاولیاء بن جاتا ہے۔ (فتوح الغیب صفحہ ۴۳)
- ۲۰۔ شیخ بنحیت کو خاتم الفقہاء مانا جاتا ہے۔ (اخبار الصراط المستقیم صفحہ ۲۷ جب ۱۳۵۲ھ)
- ۲۱۔ شیخ رشید رضی کو خاتم المفسرین قرار دیا گیا ہے۔ (الجامعۃ الاسلامیہ ۹ جماد الثانی سن ۱۳۵۴ھ)
- ۲۲۔ شیخ عبد الحق صاحب خاتمۃ

اشتماء تھے۔ (تفسیر الاقلیل سرورق)
(۲۳) شیخ محمد نجیب خاتمہ الحقیقین تھے۔ (الاسلام مصر شعبان ۱۳۵۷ھ)
(۲۴) افضل ترین ولی خاتم الولاہیت ہوتا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱)
(۲۵) شاہ عبد العزیز صاحب خاتم الحدیث والمفسرین تھے۔
(ہدیہ الہیہ صفحہ ۴)
(۲۶) انسان خاتم المخلوقات الجسمانیہ ہے (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۲ مطبع مصر)
(۲۷) شیخ محمد بن عبد اللہ خاتم الحفاظ تھے۔ (رسائل النادرہ صفحہ ۳۰)
(۲۸) علامہ سعد الدین تحفنا زانی خاتم الحقیقین تھے۔ (شرح حدیث الاربعین صفحہ ۱)
(۲۹) ابن حجر العسقلانی خاتم الحفاظ ہیں۔ (طبقات المدین سرورق)
(۳۰) مولوی محمد قاسم صاحب کو خاتم المفسرین لکھا گیا۔ (اسرار قرآنی ٹاسٹ بیج)
(۳۱) امام سیوطی خاتمہ الحدیث تھے۔ (ہدیہ الہیہ صفحہ ۲۱۰)
(۳۲) بادشاہ خاتم الحکام ہوتا ہے۔ (حجۃ الاسلام ۳۰)
(۳۳) آنحضرت ﷺ خاتم الکالمین تھے۔ (حجۃ الاسلام صفحہ ۳۵)
(۳۴) انسانیت کا مرتبہ خاتمہ المراتب ہے اور آنحضرت صلعم خاتم الکمالات ہیں۔ (علم الکتاب صفحہ ۱۳۰)
(۳۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الاصفیاء الائمہ ہیں۔ (بقیۃ الاحقذین صفحہ ۱۸۳)
(۳۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیاء تھے۔ (منارہ الہدیٰ صفحہ ۱۰۶)
(۳۷) رسول مقبول صلعم خاتم المعلمین تھے۔ (الصراط السوا مصنف علامہ محمد سبطین)
(۳۸) الشیخ الصدوق کو خاتم الحدیث لکھا ہے۔ (کتاب منع لا یحضرہ الفقہ)
(۳۹) عقل انسانی عطیات الہیہ وجود زندگی اور قدرت کی خاتم الخلق ہے۔ (تفسیر کبیر رازی جلد صفحہ ۳۱۶)
(۴۰) ابو الفضل شہاب الاولوی کو خاتمہ الادباء لکھا ہے۔ (سرورق روح المعانی)
(۴۱) صاحب روح المعانی نے شیخ ابراہیم الکورانی کو خاتمہ المتأخرین قرار دیا

ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۵۳)
(۴۲) مولوی انور شاہ صاحب کاشمیری کو خاتم الحدیث لکھا گیا ہے۔ (کتاب رئیس الاحرار صفحہ ۹۹)
(۴۳) مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔
”آپ ہی منتہائے علوم ہیں کہ آپ ہی پر علوم کا کارخانہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسلئے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا گیا ہے“
(شان رسالت صفحہ ۴۸)
ان استعالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل عرب اور دوسرے محققین علماء کے نزدیک جب بھی کسی مدوح کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء یا خاتم الحدیث یا خاتم المفسرین کہا جاتا ہے تو اس کے معنی بہترین شاعر، سب سے بڑا فقیہ سب سے بلند مرتبہ محدث یا مفسر کے ہوتے ہیں۔
جماعت احمدیہ کی تائید میں سلف صالحین اور علماء محققین کا نظریہ پیش کرنے سے پہلے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پاک وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (ابن ماجہ جلد ۱ کتاب الجنائز) کہ اگر میرا بیٹا (ابراہیم) زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بنتا۔
آیت خاتم النبیین کا نزول ۵ سن ہجری کو ہوا ہے اور ۹ سن ہجری کو آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی پیدائش ہوئی ہے۔ اگر آیت خاتم النبیین سے کلی طور پر نبوت بند ہوتی تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی صدیق بن جاتے۔ اگر آیت خاتم النبیین امتی اور ظلی نبی بننے میں روک ہوتی تو آپؐ یہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتے تو بھی نبی نہیں بن سکتے تھے کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں لیکن ایسا آپؐ نے نہیں فرمایا بلکہ حدیث وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا سے واضح ہے کہ ابراہیم کے نبی بننے میں آپؐ کا وفات پانا روک بنی نہ کہ آیت خاتم النبیین چنانچہ فرقہ حنفی کے جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاریؒ اس حدیث کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔
لو عاش ابراہیم ﷺ وصار نبیاً وكذا صار عمر ﷺ نبیاً لكانا من اتباعه عليه السلام كعيسى

والنضر والياس عليهم السلام فل يناقص قوله خاتم النبیین اذا لعنى انه لا يأتي نبی بعده ينسخ ملته ولم يكن من امته ويقويه حديث لو كان موسى عليه السلام حياً ولما وسعه الاتباعی۔
(موضوعات کبیر ملا علی قاری صفحہ ۵۸-۵۹)
ترجمہ: یعنی اگر ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اس طرح حضرت عمرؓ نبی بن جاتے تو وہ دونوں آنحضرت ﷺ کے قبیح یا امتی نبی ہوتے۔ جیسے عیسیٰ خضر اور الیاس علیہم السلام ہیں۔ یہ صورت خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ قرار دے اور آپؐ کا امتی نہ ہو۔ ان معنوں کی تائید حدیث لوکان موسیٰ حیا سے بھی ہوتی ہے کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خاتم النبیین کے معنی خود بیان فرمائے۔
خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ:
”اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نئی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ (تجلیات الہیہ صفحہ ۲۶)
ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا جو موقف ہے وہ کوئی نیا موقف نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے گزرے ہوئے علماء امت اور بزرگان کرام جو مختلف زمانوں میں آتے رہے ہیں انہوں نے بھی مسئلہ ختم نبوت کے بارہ وہی موقف اختیار کیا ہے جو موقف جماعت احمدیہ کا ہے جس کی تائید میں چند ایک حوالجات بنرض ملاحظہ پیش ہیں۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ:
روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک شخص حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ کو تقرر فرمایا: چنانچہ وہ معلم روایت کرتے ہیں:-
كنت اقرى الحسن والحسين رضى الله عنهما فمرني على ابن ابي طالب رضى الله عنه وانا اقر

هما وقال لي اقرهما وخاتم النبیین بفتح التاء۔
(درمنشور مرتبہ امام سیوطی زیر آیت خاتم النبیین)
یعنی میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو تعلیم دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں بچوں کو پڑھا رہا تھا تو حضرت علیؓ میرے قریب سے گزرے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو ان کو خاتم النبیین کا لفظ ت کی زیر سے پڑھا میں...
قرآن مجید میں لفظ خاتم النبیین ت کی زیر کے ساتھ آیا ہے۔ خاتم کے معنی مہر اور مصدق کے ہوتے ہیں لیکن ت کی زیر کے ساتھ خاتم کی صورت میں عام معنی تو آخری کے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی وہ مہر کے معنوں میں استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ت کی زیر کی صورت میں غلط فہمی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے کمال دوراندیشی اور بصارت سے اس خطرہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تاکید فرمائی کہ خاتم النبیین کا لفظ استعمال کرتے وقت ت کی زیر کے ساتھ پڑھا جائے۔ آج کل بعض علماء اور مصنفین جان بوجھ کر خاتم النبیین لفظ استعمال کرتے ہیں تاکہ علامۃ المسلمین کو مغالطہ میں ڈالا جائے اس مغالطہ وہی کے خطرے کو بھانپتے ہوئے حضرت علیؓ جنہیں حضرت رسول کریم ﷺ کی بہت زیادہ قربت اور صحبت حاصل تھی اور جسمانی اور روحانی لحاظ سے گہرے روابط تھے انہوں نے امت محمدیہ کو حضرت عبد الرحمن بن سلمیٰ کے ذریعہ یہ تاکید فرمائی کہ وہ خاتم النبیین کو زیر کے ساتھ استعمال کریں نہ کہ زیر کے ساتھ۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ خاتم کے معنی نبیوں کے مہر کے ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی تصدیقی مہر کے بغیر نبی نہیں بن سکتا۔ وہی شخص نبی بن سکتا ہے جو آپؐ سے فیضیاب اور آپؐ کا شاگرد اور خادم ہو۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
”اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا ہے۔ یعنی آپؐ کو افاضائے کمال کیلئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپؐ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپؐ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے۔ اور آپؐ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔

اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔“
(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۹۷)

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ
دوسرے نمبر پر حضرت ام المؤمنین
عائشہ صدیقہؓ کا ارشاد اس سلسلہ میں قابل ذکر
ہے جن کے متعلق حضرت نبی کریم ﷺ کی
یہ ہدایت ہے کہ دین کا نصف حصہ ان سے سیکھ
سکتے ہو اور جن کے متعلق روایتوں میں آتا ہے
کہ صحابہ کرام کو بھی کوئی علمی مشکل درپیش ہوتی
تو ان کے پاس اس مشکل مسئلہ کے حل کیلئے آیا
کرتے تھے آپ فرماتی ہیں۔

”قولوا انہ خاتم النبیین ولا
تقولوا لا نبی بعدہ“

(درمنثور وکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)
یعنی اے مسلمانو! تم حضور اقدس
ﷺ کو خاتم النبیین تو کہہ سکتے ہو لیکن یہ نہیں
کہنا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی
نہیں آسکتا۔

آنحضرت ﷺ کے مقام ختم نبوت
کا سارا فلسفہ اس ایک فرمان میں نظر آتا ہے
مسلمانوں کے ذہن میں حدیث لا نبی
بعدی کا جو غلط مفہوم ہے کہ آپ کے بعد کسی
قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ کے اس فرمان
نے اس کی دجیاں اڑادی ہیں اور واضح رنگ
میں بتایا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر
اور مصدق کے ہیں اور اس کے معنی ہرگز یہ نہیں
کہ آپ ہر قسم کی نبوت کو ہمیشہ کے لئے بند
کرنے کیلئے آئے ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم
کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

حضرت شیخ محی الدین

ابن عربی متوفی ۶۲۸ھ

امت مسلمہ کے ایک بہت بڑے
بزرگ اور رئیس الصوفیاء حضرت شیخ اکبر کے
بصیرت افروز ارشادات مقام ختم کے سلسلہ میں
درج ذیل ہیں آپ فرماتے ہیں:-

ان النبوة التي انقطعت بوجود
رسول الله ﷺ انما هي النبوة
التشریخ لا مقامها فلا شرع يكون
ناخا لشرعه ﷺ ولا يزيد في شرعه
حكما آخر وهذا معنى قوله ﷺ ان
الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا
رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی يكون

علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان
یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول
ای لا رسول بعدی الی احد من خلق
الله بشرع یدعوهم الیه فهذا
هو الذی انقطع وسد بابہ لا مقام
النبوة۔ (فتوحات مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۲)
یعنی وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے
وجود پر ختم ہوتی وہ صرف تشریحی نبوت ہے نہ کہ
مقام نبوت پس آنحضرت ﷺ کی نبوت کو
منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی اور
نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے۔ اور یہی معنی
ہیں آنحضرت ﷺ کے اس قول کے کہ
رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی اور لا رسول بعدی
والا نبی یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو
میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر
ہو۔ ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے کہ وہ
میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے
اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد
دنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں
آسکتا۔ جو شریعت کو لے کر آوے اور لوگوں کو
اپنی طرف بلانے والا ہو پس یہ نبوت کی وہ قسم
ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا
ہے۔ ورنہ مقام نبوت بند نہیں نیز اس کتاب
میں دوسری جگہ فرماتے ہیں:-

”قَالَتْ بَوَّةٌ سَارِيَةً إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ النَّعْمُ يَنْجُ قَدْ
انْقَطَعَ فَالْغَيْرُ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ
الْغُبُوءَةِ“

(فتوحات مکیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۰ باب
۷۳ نمبر ۸۲)

یعنی دنیا میں نبوت قیامت کے دن تک
جاری رہے گی البتہ شریعت کا نزول ختم ہو چکا
ہے اور شریعت نبوت کے اجزا میں سے ایک
جزو ہے۔

حضرت امام محمد طاہرؒ اور حضرت شیخ محی
الدین ابن عربی کے مذکورہ ارشادات میں
نہایت واضح رنگ میں مذکور ہے کہ حضرت نبی
کریم ﷺ کے بعد صرف نئی شریعت لیکر کوئی
نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ گویا کہ شریعت والی نبوت
کا دروازہ بند ہے اور بلا شریعت کے نبی آسکتے
ہیں۔ اور آپ کے بعد جو بھی نبی آئیں گے وہ
شریعت محمدی کے تابع ہو کر آئیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ متوفی ۱۱۶۱ھ

آپ بارہویں صدی ہجری کے مجدد
مانے گئے ہیں اور آپ کے وسیع علم و فضل کا ہر
کوئی معترف و مداح ہے آپ حقیقت ختم نبوت
پر یوں بیان فرماتے ہیں۔

ختم بہ النبیین ای لا یوجد
بعدہ من یامرہ الله سبحانه بالتشریع
علی الناس۔ (تہذیبات الہیہ تعہیم ص ۵۳)
یعنی آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم
ہونے سے یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا
ربانی مصلح نہیں آسکتا جسے خدا تعالیٰ کوئی نئی
شریعت دے کر مبعوث فرمائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے
آنحضرت ﷺ کے بعد جس چیز کا دروازہ
بند قرار دیا ہے۔ وہ صرف شرعی نبوت۔۔۔۔۔
ہے اور یہی جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت علامہ احمد رودیؒ
فرماتے ہیں:-

هو خاتم الانبياء المرسلين
فلا نبی بعدہ ابداً وشریعتہ باقیۃ الی
قیام الساعة ناسخة لشریعة غیرہ
ولا ینسخها شریعة شریعة غیرہ۔۔۔
ولا یشکل ذلک بنزول سیدنا
عیسیٰ علیہ السلام فی آخر الزمان
الانہ انما ینزل حاکما بشریعة
نبیینا متبعالہ۔ (شرح عقیدہ العوام)

یعنی حضرت نبی کریم صلعم خاتم النبیین
ہیں آپ کے بعد کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں
آئے گا۔ آپ کی شریعت قیامت تک باقی
رہنے والی ہے۔ اور دیگر تمام شریعتیں منسوخ
ہو جائیں گی اور اس شریعت کو کوئی دیگر شریعت
منسوخ نہیں کر سکتی۔ اور یہ بات نزول عیسیٰ علیہ
السلام کے لئے رکاوٹ نہیں ہوگی۔ کیونکہ آپ
شریعت محمدی کے سابق حکم چلانے والے
ہوں گے۔ اور آپ کے تابع ہوں گے۔

اس سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام شریعت محمدی ﷺ کو جاری کرنے
اور اس ک مطابق فیصلہ کرنے والے ہوں گے
اور آپ خود بھی ایک تابع نبی ہوں گے کیونکہ
حضرت امام سیوطی کا یہ قول ہے۔

من قال بلسلب نبوته كفر حقاً
فانه لنبی لا ینھب عنه وصف النبوة
(حج اکرامہ صفحہ ۲۳۱)

یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نبی نہیں ہوں گے وہ پکا کافر ہے کیونکہ
آپ خدا کے ایک نبی تھے اور یہ نبوت کا وصف
آپ سے کسی صورت میں جدا نہیں ہو سکتا۔

اب تک اسلام کے ابتدائی اور وسطی
زمانوں اور گیارہویں بارہویں صدی کے بعض
علماء صلحاء صوفیاء اور مجددین کے اقوال اور
ارشادات ہی پیش کئے گئے ہیں۔

اب آئیے! عرصہ جدید کے عارفین باللہ
اور علماء کرام کے ارشادات اور خیالات اس
ضمن میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنؤیؒ
فرماتے ہیں:-

”آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور
بعد آپ کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں۔ البتہ
صاحب شرع جدید کا ہونا ممکن ہے۔“

(دافع الوسواس صفحہ ۱۶)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ
بانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند متوفی ۱۸۸۹ھ

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے
دعویٰ سے چند سال قبل اہل بصیرت بزرگوں
میں سے تھے حقیقت ختم نبوت کی تشریح کرتے
ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ
ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ
انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب
میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ
تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت
نہیں پھر مقام مدح میں لیکن رسول اللہ خاتم
النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا
ہے؟ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں
سے نہ کہیں اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ
دیں تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو
سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں
سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔“

(تہذیر الناس مطبوعہ سہارنپور صفحہ ۳)

پھر اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم ابھی
کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ
فرق نہیں آئے گا۔“ (تہذیر الناس صفحہ ۳۸)

محترم بانی دارالعلوم دیوبند نے کس
وسعت قلب اور وسعت نظر سے ختم نبوت کی
تشریح فرمائی ہے کاش کہ علماء دیوبند اپنے اس
بزرگ کے ارشادات پر نظر غائر سے غور فرمائیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

۶ نومبر ۱۹۳۲ء کو قادیان میں جلسہ سیرۃ النبیؐ کے موقع پر ایک مشاعرہ ہوا۔ جس میں مصرع تھا ”محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے“ وہاں ایک طالب علم نے نہایت خوش الحانی سے یہ نظم پڑھی۔ سامعین پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بے ساختہ سب کی زبانوں پر درود شریف جاری ہو گیا اور بعض آبدیدہ ہو کر جھومنے لگے۔

محمدؐ مصطفیٰ ہے مجتبیٰ ہے
محمدؐ جامعِ حسن و شہل
کمالاتِ نبوت کا خزانہ
شریعت اُس کی کامل اور مدلل
مبارک ہے یہ آنحضرتؐ کی اُمت
وہ سنگِ گوشہ قصرِ رسالت
گرا جس پر ہوا وہ چورا چورا
کہا ہے سچ مسیحؑ ناصری نے
نہیں دیکھا ہے ان آنکھوں نے اس کو
مرے تو ظن سے ہی جب اُڑ گئے ہوش

کروں کیا وصف اُس ہمسُخی کا

کہ جس کا چاند یہ پُزُلڈھٹا ہے

محمدؐ نیز راہِ ہدیٰ ہے
محمدؐ فخرِ شانِ آدمیت
محمدؐ باعثِ نکلوتینِ عالم
محمدؐ مالکِ مہرِ نبوت
محمدؐ پیکرِ عصمتِ سراسر
محمدؐ قاتلِ قوسینِ محبت
محمدؐ رحمتِ للعالمین ہے
محمدؐ حاملِ توحیدِ باری
محمدؐ صاحبِ اخلاقِ کامل
ہر اک حالت سے گزرا جب کہ وہ خود
محمدؐ رازِ دانِ علمِ یزدان
محمدؐ قاسمِ انعامِ کوثر

ہر اک نعت جہاں بے انتہا ہے

ثنا کیا ہو سکے اس پیشوا کی
ہدیٰ اور دینِ حق کا لے کے ہتھیار
علمِ بردارِ آئینِ مسادات
اُٹھایا خاک سے روندے ہوؤں کو
ہوا قرآن اُس کے دل پر نازل
وہی زندہ نبی ہے تا قیامت
امامِ سالکانِ برقِ زخار
درندے بن گئے انسانِ کامل
قیسی سے شہنشاہی پہ پہنچا
غرض سچ سچ محمدؐ ہے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

(اخبار فاروق ۱۴ نومبر ۱۹۳۲ء)

اخطاط کا زمانہ ہوگا۔ اس زمانہ میں جب کہ
ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہوگا
اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا جیسا کہ
حدیث شریف میں سیدنا حضرت اقدس محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یائی علی الناس زمان لا یبقی
من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من
القرآن الا رسمہ۔“

کہ اسلام صرف نام کا باقی رہ جائے گا
اور قرآن کریم کے صرف الفاظ ہی باقی رہ
جائیں گے ایسے دور میں اسلام اور اُمتِ مسلمہ
کی سربلندی کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے
امام مہدی جسے مسیح موعود کا خطاب بھی دیا گیا
مبعوث فرمایا۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ
السلام کو اللہ تعالیٰ نے مقام مہدیت اور مسیحیت
کے عظیم مقام سے سرفراز فرمایا اور منشاء الہی اور
الہام الہی سے آپ نے غلبِ اسلام اور امت
محمدیہ کی سربلندی کیلئے حقائق و معارف کے
ایسے دریا بہا دیے جن کا سامنا کرنے کی کسی
میں ہمت و جرأت نہیں ہے۔ آج جماعت
احمدیہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس عظیم روحانی فرزند کی تعلیمات و ارشادات،
الہامات، معارف و حقائق کی روشنی میں خلافت
احمدیہ کے زیر سایہ مشرق سے مغرب شمال سے
جنوب بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ زمین سے
آسمان تک اسلام کی سربلندی کا پرچم لہرا رہی
ہے۔ وہیں مسلمانانِ عالم کا یہ حال ہے کہ وہ
ایک دوسرے کے عقائد کو ایک دوسرے سے
افراد کو ایک قوم دوسری قوم کو ایک ملک دوسرے
ملک کو تباہ و برباد کرنے میں شبِ روز مصروف
ہے اور یہ سب تباہی و بربادی صرف اور صرف
اس وجہ سے کہ مسلمانانِ عالم نے فیضانِ نبوت
کو بند کر کے موعود زمانہ کی ہدایات، تعلیمات
ارشادات، معارف و حقائق کو سننے سے اپنے
کان ہی بند کر دیئے۔

غلبہ اسلام، اُمتِ مسلمہ کی سربلندی موجودہ
زمینی مصائب و آفات سے نجات کا واحد راستہ
موعود اقوام عالم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود
کے الہی پرچم کے نیچے آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ
مسلمانانِ عالم کو یہ حقیقت سمجھنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ (آمین)

قرآن مجید کی تعلیمات احادیث نبویہ
بزرگانِ سلف کے ارشادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا خاتم النبیین ہونا ثابت کرتے ہیں جو کہ
بالکل درست اور برحق ہے کسی مسلمان کو اس
سے انکار نہیں ہو سکتا بلکہ ایک مسلمان عقیدہ ختم
نبوت سے انکار کی جرأت تک نہیں کر سکتا۔
جماعت احمدیہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدل و جان
خاتم النبیین مانتی ہے اور اس حقیقت سے بھی
انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اُمتِ محمدیہ میں ایک مسیح
کے آنے کی پیشگوئی موجود ہے اس مسیح اور مہدی
نے فیضانِ خاتم النبیین کو دنیا میں عام کرنا ہے
قرآنی تعلیمات کو ثریا سے واپس لانا تھا یہی
موقف جماعت احمدیہ کا ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی کے نتیجہ
میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اسلام کو
زندہ کرنے کیلئے فیضانِ خاتم النبیین کو عام
کرنے کی غرض سے سیدنا حضرت اقدس مرزا
غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر
مبعوث فرمایا۔ چونکہ شریعت کامل تھی اس کامل
شریعت محمدیہ کی آبیاری کیلئے آپ کو غیر شرعی امتی
نہی کے مقام پر سرفراز فرمایا جو کہ قرآنی تعلیمات
احادیث اور بزرگانِ سلف کے نظریات کے
عین مطابق ہے۔

فیضانِ ختم نبوت کو بند کرنے

کے نقصانات:

قرآن کریم عالمِ انسانیت کے لئے ایک
مکمل ضابطہ حیات ہے جو آج سے چودہ سو سال
قبل ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
چونکہ یہ بنی نوع انسان کے لئے تا قیامت دائمی
شریعت ہے اور ایک ابدی لائحہ عمل ہے اس ابدی
لائحہ عمل کی آبیاری اور حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ
نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ
لَنَافِظُونَ (الحجر: ۱۰)

یعنی ہم نے ہی اس عظیم دستور کو نازل
کیا ہے اور ہم ہی اس کی ہر پہلو سے حفاظت
کرتے رہیں گے۔

قرآن کریم اور احادیث میں بعض
پیچیدگیاں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ
ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی مذہبی،
اخلاقی، سیاسی اور تمدنی حالت بہت گر جائے گی
اور وہ زمانہ اسلام کیلئے نہایت ہی تنزل اور

”ختم نبوت“ کے متعلق بعض ایمان انسروز واقعات

شیخ مجاہد احمد شامسٹری۔ ایڈیٹر بدر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچائے۔“

(الحکم قادیان 26 اگست 1903ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو جلسہ سالانہ برطانیہ اور جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء کے اختتامی خطابات میں نہایت ہی پُر شوکت الفاظ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

ہم تمام قارئین بدر کے لئے اور خصوصاً داعیان الی اللہ کے فائدہ کے لئے علمائے سلسلہ کے بعض دلچسپ تبلیغی واقعات شائع کر رہے ہیں جن سے نہ صرف مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے آگاہی ہوتی ہے بلکہ دلائل کو پیش کرنے کا اسلوب بھی عطا ہوتا ہے۔

(مدیر)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیر بدیع الزماں شاہ پونچھی سے مناظرہ بابت ہر نبوت:

حضرت مولوی محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب میری یادیں حصہ اول صفحہ 154 میں پیر بدیع الزماں شاہ پونچھی کے شوق مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے بعنوان ”ختم نبوت کے معنی“ تحریر کرتے ہیں

”دوسرے دن پیر جی بڑے طمطراق سے آئے۔ ہم پہلے ہی موجود تھے۔ کافی لوگ مناظرہ سننے کے لئے آکھٹے ہو گئے۔ ذیلدار نمبردار اور سپاہی بھی آگئے۔ آج دونوں مناظروں میں مدعی میں تھا۔ کافی آیات پڑھ کر سنائیں۔ پیر جی نے آیت خاتم النبیین پڑھی۔ میں نے کہا اب اس کے معنی ایسے کرنا جس کی قرآن پاک سے تائید ہوتی ہو۔ کہیں قرآن میں اختلاف نہ ثابت کر دینا ورنہ آریہ اور

عیسائی سچے ہو جائیں گے۔ اور لوجودوا فیہا اختلافاً کثیراً کے بھی خلاف ہو جائے گا۔ اس معاملہ میں بڑے ہوش کی ضرورت ہے۔ پیر صاحب کہنے لگے میں وہی معنی کروں گا جو حضرت مرزا صاحب نے کئے تھے۔

ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام اب اس ”ہر“ کا جواب دے دو، تو یہ میرے چار گھوڑے ہیں یہ چاروں آپ کو اسی مجلس میں بطور انعام دے دئے جائیں گے۔ اب ادھر ادھر کی باتوں سے ناٹالنا اور میرے ”میرے ہر نبوت را برو شد اختتام“ کا جواب دو۔ ہمارے احمدی دوست کچھ گھبرائے تو میں نے کہا پیر صاحب کلیہ تو یہی ہے نہ کہ اپنے کلام کے جو معنی خود متکلم کرے وہ صحیح ہوتے ہیں۔ پیر صاحب بولے بیشک ٹھیک ہے۔ میں نے کہا پیر صاحب آپ کو ”ہر“ کا جواب دو حرفوں میں دیتا ہوں۔ ذرہ وہی دشمن فاری پھر نکالیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے پیر صاحب فارسی کے مثنوی فاضل تھے۔ فوراً سمجھ گئے کہ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا دوستو پیر صاحب کے گھوڑے کھول کر ادھر لے آؤ۔ پیر صاحب کی ہوائیں اڑ گئیں اور مجلس میں شور مچ گیا کہ پیر صاحب ہار گئے۔ پیر صاحب میں مزید مناظرہ کرنے کی سکت کہاں باقی تھی! مجھ سے کہنے لگے میں پونچھ سے مولوی لا کر مناظرہ کراؤں گا۔ اب مناظرہ ختم ہے اور السلام علیکم کہہ کر چل دئے۔ میں پیر صاحب کو آوازیں دیتا رہا کہ پیر جی ابھی مناظرہ کا کافی وقت باقی ہے مگر ذیلدار، نمبردار اور سپاہی کہنے لگے کہ مولوی صاحب پیر صاحب کو جانے دیں۔ بعد میں واپس آئے اور منیں کرنے لگے کہ گھوڑے واپس کر دیں۔ میں نے کہا کہ پہلے مجھے یہ تحریر لکھ کر دیں کہ یہ قادیانی مولوی کے گھوڑے ہیں۔ کہنے لگا اچھا اب آپ مجھے معاف کر دیں۔ یہ آپ ہی کے گھوڑے ہیں۔ اس کی منیں دیکھ کر میں نے گھوڑے واپس کر دئے۔

اس مناظرہ کا تمام علاقہ میں بہت اچھا اثر ہوا وہ پیر جی جس طرف بھی دورہ پر گئے مشہور کرتے گئے کہ وہ قادیانی مولوی بڑا عالم ہے وہ میں ہی ہوں جس نے ان کے ساتھ جھڑپیں برداشت کر لیں اور کس کی طاقت ہے کہ اس کے ساتھ مناظرہ کر سکے۔ غرض کہ تمام علاقہ کے مولوی دب گئے اور میرا خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں بڑا رعب قائم ہو گیا۔“

(بحوالہ میری یادیں حصہ اول حضرت مولوی محمد حسین صاحب صفحہ 154-155 سن اشاعت طبع سوم 2008ء)

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب ”ولد شیخ مسیتا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد مبارک میں ہی تشریف فرما ہوئے تو ایک نئے دوست نے عرض کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب آئے اور رات کو کوٹھے پر کھڑا کر کے غیر احمدیوں نے اُن سے وعظ کرایا۔ ہم بھی گئے تو اُس مولوی نے لَاتِبَّیْ بَغْدَیْ والی حدیث پڑھ کر اُس میں لوگوں کو خوب جوش دلایا اور بار بار کہا دیکھو لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور مرزا صاحب قادیان والے کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور رسول ہوں۔ پھر پنجابی میں کہنے لگا ”دستواری کی کریئے“ تو کہتے ہیں کس طرح مرزا صاحب کو نبی رسول مان لیں؟ کہتے ہیں میں کھڑا ہو گیا اور اُس سے کہا مولوی صاحب! آپ یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے بارے میں بھی یہ فرمایا ہے کہ اس کے بعد کوئی مسجد نہیں ہوگی۔ اس کے کیا معنی کریں گے۔ جو معنی آپ اس مسجد والی حدیث کے کریں گے وہی معنی ہم لَاتِبَّیْ والی حدیث کے کریں گے اور آپ کو یہ بتلا دیں گے کہ جو نبی آپ کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو منسوخ کرے گا، وہ نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تو آخری شریعت ہے۔ اس لئے اس کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آ سکتا۔ خیر وہ مولوی صاحب کہتے ہیں اس بات پر بھونچکا سا ہو گیا اور گالیاں دینے لگ گیا۔ جب جواب نہ ہوتا ہی ہوتا ہے۔ پھر میں نے کہا مولوی صاحب! آپ کی گالیوں کا جواب ہم نہیں دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دوست کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئے اور بڑے مسکرائے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ ”غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 90-91 روایت حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب“)

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مارچ 2012ء اخبار بدر 10 مئی 2012)

حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب درود شریف کے حوالہ سے مسئلہ ختم نبوت کا فیصلہ

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

✽..... ایک اور واقعہ سنئے۔ سرگودھا کے ضلع میں مولوی محمد صاحب ساکن لنگر مخدوم سے دو دن میرا ختم نبوت پر مباحثہ ہوا۔ انہوں نے بھی اپنی طرف سے ایک ثالث مقرر کر رکھا تھا جو ایک تعلیم یافتہ غیر از جماعت نوجوان تھا۔ آخری ٹرن میں میں نے مولوی صاحب سے کہا۔ مولوی صاحب! عجیب بات ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے تو روزانہ یہ دعا مانگتے ہیں کہ خدایا نبی بھیج، خدایا نبی بھیج اور میرے ساتھ کل سے آپ بحث یہ کر رہے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس پر مولوی صاحب جھنجھلا کر بولے: کب یہ دعا مانگتا ہوں۔ میں نے کہا مولوی صاحب آپ پانچوں وقت نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں۔ ذرا درود شریف پڑھئے جو آپ نماز میں پڑھا کرتے ہیں۔ میں نے جب مولوی صاحب سے درود شریف پڑھوایا اور تمام مجمع کے سامنے

ترجمہ کروایا جویہ تھا:-

اے اللہ! محمد رسول اللہ اور آپ کی آل پر وہ رحمت بھیج جو تو نے حضرت ابراہیم اور اس کی آل پر بھیجی ہے۔ بیشک تو حمید مجید ہے۔ اور اے اللہ! تو رسول اللہ اور آپ کی آل کو وہ برکت دے جو تو نے ابراہیم اور ان کی آل کو دی ہے۔

ان کے یہ ترجمہ کرنے پر میں نے کہا مولوی صاحب اس رحمت اور برکت میں تو نبوت بھی داخل ہے کیونکہ آل ابراہیم میں نبی بھی آئے ہیں۔

میری یہ بات سن کر ثالث مباحثہ کہنے لگے آپ ذرا بیٹھ جائیں میں خود مولوی صاحب سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس پر میں بیٹھ گیا اور ثالث نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ: کیا اس رحمت و برکت سے حلوہ مانڈا مراد ہے یا کوئی روحانی رحمت اور برکت؟ مولوی صاحب نے کہا: روحانی رحمت برکت ہی مراد ہے۔

اس پر ثالث نے کہا: اس رحمت برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے اولیاء پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: الحمد للہ تو پھر اس دعا کے نتیجے میں آل محمد ﷺ میں بھی اولیاء پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

مولوی صاحب نے کہا: ہاں ہو سکتے ہیں۔

پھر ثالث نے پوچھا کہ کسی اور رحمت اور برکت کا نام لیجئے جو آل ابراہیم کو ملی تھی؟

مولوی صاحب نے کہا کہ آل ابراہیم میں بڑے بڑے مقربین بارگاہ الہی پیدا ہوئے۔

ثالث نے کہا: اچھا اس دعا سے آل محمد ﷺ میں بھی مقربین بارگاہ الہی پیدا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مولوی صاحب نے کہا ضرور پیدا ہو سکتے ہیں۔

اس پر ثالث نے کہا: اب ایک آخری بات بتائیے۔ کیا آل ابراہیم میں کوئی نبی بھی ہوا یا نہیں؟

اس پر مولوی صاحب نے کہا نبی بھی ہوئے ہیں۔ یہ جواب سنتے ہی ثالث نے کہا تو پھر میری ڈگری آپ کے خلاف ہے اور میں قاضی صاحب کے حق میں ڈگری دیتا ہوں کہ اس دعا کے نتیجے میں آل محمد ﷺ میں نبی بھی پیدا

ہو سکتے ہیں۔

اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ شخص قاضی محمد نذیر سے مل گیا ہے۔

میں نے کہا: مولوی صاحب نے سچ فرمایا ہے۔ کل یہ آپ کے ساتھ ملا ہوا تھا آج یہ میرے ساتھ مل گیا ہے اور میں نے دلائل کے زور سے آپ سب کے سامنے اسے اپنے ساتھ ملایا ہے، نہ رشوت دے کر۔ یہ ثالث خدا تعالیٰ کے فضل سے بعد میں احمدی ہو گیا۔ فالحمدا للہ۔ اس ثالث کا نام رائے خان محمد بھٹی تھا جو اب فوت ہو چکے ہیں۔

ایک شیعہ عالم سے

ختم نبوت کے موضوع پر گفتگو

..... مولوی محمد اسماعیل صاحب شیعہ مناظر سے میرا ایک تحریری تبادلہ خیالات ختم نبوت کے موضوع پر ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف اپنے تحریری پرچہ میں لکھا کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں اور خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہیں۔

میں نے انہیں جواباً لکھا کہ آپ کے بزرگ تو تسلیم کرتے ہیں کہ امام مہدی رسول ہیں۔ چنانچہ آیت **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ** (الصافات: 10) کے بارہ میں بحار الانوار جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 12 میں لکھا ہے:-

لَوَلَّتْ فِي الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ۔ یعنی یہ آیت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور نیز غایۃ المقصود جلد 2 صفحہ 123 میں لکھا ہے ”مراد از رسول در اینجا امام مہدی موعود است“۔ یعنی اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہے۔

اس پر مولوی محمد اسماعیل صاحب نے لکھا کہ ہمارے بزرگوں نے بیشک امام مہدی کو رسول لکھا ہے مگر امام مہدی رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول ہیں۔ اس پر میں نے انہیں لکھا کہ آپ نے امام مہدی کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم کر کے رسول قرار دیا ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعویٰ مہدی

موعود کا ہے۔ لہذا آپ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف نبوت کی بحث کر سکتے ہیں کہ وہ مہدی موعود کس طرح ہیں۔ ہم تو انکی نبوت کو ظنی مانتے ہیں اور ظل اصل سے الگ نہیں ہوتا۔ پس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ظنی نبوت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ضم ہے، الگ نہیں۔ اس پر مولوی محمد اسماعیل صاحب آج تک خاموش ہیں۔

ختم نبوت کی دو حصوں میں تقسیم جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی محمد اسماعیل کا ندھلوی صاحب سے مسئلہ ختم نبوت پر دلچسپ گفتگو

حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

..... ایک دفعہ مجھے مولوی محمد اسماعیل صاحب کا ندھلوی شیخ الحدیث جامع اشرفیہ سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کا موقع میسر آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ مولانا آپ نے اپنی کتاب **مِشْكُ الْحَقِّ فِي خَشْفِ الْعَمُوقِ** میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے ہیں۔ حالانکہ آخری نبی آپ حضرت عیسیٰ کو مانتے ہیں کیونکہ آپ ان کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں اور انہیں نبی مانتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کو آخری نبی پیدا ہونے کے لحاظ سے مانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ ﷺ پیدا ہونے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں ہیں اس لئے وہ رسول کریم ﷺ کے بعد آ سکتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا مولانا یہ عقیدہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا: اس میں کیا خطرہ ہے؟ میں نے کہا: جناب خطرہ یہ ہے کہ اس عقیدہ سے ختم نبوت دو نبیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آدھے آخری نبی آنحضرت ﷺ قرار پاتے ہیں اور آدھے حضرت عیسیٰ ﷺ قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ پیدا ہونے کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ آخری نبی ہوئے اور عیسیٰ عمر پانے اور نور نبوت سے سب سے آخر میں مستفیض کرنے کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ آخری نبی قرار پائے۔ پس آنحضرت ﷺ پورے آخری نبی تو نہ ہوئے اور خاتم النبیین مجھے آخری نبی کے وصف میں حضرت عیسیٰ ﷺ شریک ہو گئے۔ اس پر مولوی صاحب مہربان ہو گئے۔

لاہوری فریق اور ختم نبوت

..... آجکل احمدیوں کا لاہوری فریق یہ کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ان کے مرشد جنہیں یہ مسیح موعود اور مہدی موعود مانتے ہیں صاف فرما چکے ہیں:-

”مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتیٰی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی ﷺ اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتیٰی ہے۔“ (نہیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 355)

نیز لکھتے ہیں:-

”بجز اس (خاتم النبیین) کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی ٹہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتیٰی ہونا لازمی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30) لاہوری فریق کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب قادیان کے زمانہ میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مدعی نبوت ہی قرار دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی کرم دین صاحب جہلمی کے استغاثہ والے مقدمہ میں عدالت میں بطور گواہ پیش ہو کر مولوی صاحب نے یہ حلفیہ بیان دیا کہ:

”مکذّب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔“

(مشعل استغاثہ مولوی کرم دین جہلمی)

..... ایک دفعہ راولپنڈی میں لاہوری فریق کے مناظر میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کی اور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی قرار دیئے۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا۔ خاکسار نے اٹھ کر کہا: جناب میر صاحب نے تصویر کا صرف ایک رخ پیش کیا ہے۔ اب اس کا دوسرا

رخ میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے:-

”إِنِّي عَلَى مَقَامِ الْخُتْمِ مِنَ الْوَلَايَةِ كَمَا كَانَ سَيِّدِي الْمُصْطَفَى عَلَى مَقَامِ الْخُتْمِ مِنَ النَّبُوَّةِ“

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 69-70)

کہ میں اس طرح مقام ختم ولایت پر ہوں جس طرح میرے سردار مصطفیٰ ﷺ ختم نبوت کے مقام پر ہیں۔

یہ عبارت پڑھ کر میں نے سوال کیا کہ جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیتے ہیں۔ اب میر صاحب بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی ولی پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ کے فیض سے اگر ولی پیدا ہو سکتا ہے تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے آپ کے تابع نبی بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ میر صاحب نے جواب میں کہا اگر میں یہ کہہ دوں کہ حضرت مرزا صاحب کے بعد کوئی ولی پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر تم کیا کہو گے؟ اس پر میں نے کہا کہ آقا نے نبوت کی رحمت بند کر دی تو اس کے خاتم مسیح موعود نے ولایت کی نعمت بند کر دی اور اب دنیا میں تاریکی ہی تاریکی ہو گی۔ (نحوذ باللہ)۔ اور میر صاحب میں یہ کہوں گا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ:-

”ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفين اور خاتم النبیین ہے۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 227-228)

اشاعت ۲۰۰۳

پس اگر خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو خاتم العارفين کے یہ معنی ہونگے کہ اب آپ کے بعد کوئی شخص عرفان الہی حاصل نہیں کر سکتا اور خاتم المومنین کے معنی ہوں گے کہ اب آپ کے بعد کوئی مومن بھی نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ معنی درست ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر خاتم المومنین کے فیض سے مومن پیدا ہو سکتے ہیں اور خاتم العارفين کے فیض سے معرفت الہی رکھنے والے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں تو اسی طرح خاتم النبیین کے فیض سے آپ کا اُمّتی مقام نبوت بھی پاسکتا ہے۔

اس پر میر صاحب بالکل لا جواب ہو گئے

اور غیر مبائعین نے شور ڈال دیا کہ تحریری بحث ہوئی چاہئے۔ اس پر تحریری مباحثہ کی طرح پڑ گئی جو بعد میں راولپنڈی میں کئی دن تک ہوتا رہا اور مباحثہ راولپنڈی کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

ایک لطیف بات

مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنے رسالہ ختم نبوت میں لکھا تھا کہ خاتم کے معنی مہر کے ہیں اور یہ مہر ڈاکخانہ والی نہیں بلکہ یہ ایسی مہر ہے جو لفظانے کے اوپر لگائی جاتی ہے جس سے باہر کی چیز اندر نہیں جاسکتی اور اندر کی چیز باہر نہیں آسکتی۔ اس کے جواب میں میں نے اپنی کتاب ”علمی تبصرہ“ میں لکھا کہ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا کس طرح ماننے ہیں کیونکہ لغافہ انبیاء پر تو مہر لگ چکی ہے اور وہ اندر بند ہو چکے ہیں اور مہر توڑے بغیر نہیں آسکتے اور ختم نبوت کی مہر کا ٹوٹنا محال ہے۔ مودودی صاحب ابھی تک منقار زیر پر ہیں اور انشاء اللہ وہ منقار زیر پر ہی رہیں گے۔

سمبر یال کے ایک پیر صاحب سے ختم نبوت کے موضوع پر مباحثہ حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تحریر کرتے ہیں کہ:

✽..... ایک دفعہ میرا مباحثہ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے ایک گاؤں کو ردوال ضلع سیالکوٹ میں پیر نادار شاہ صاحب سے ہوا جو سمبر یال کے رہنے والے تھے۔ جب پیر صاحب بحث میں عاجز آ گئے تو انہوں نے ایک مولوی کو کھڑا کر دیا اور اسے کہا کہ تم کہو میں اسی طرح خدا کا نبی ہوں جس طرح مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور پیر صاحب نے کہا کہ اب اسے جھوٹا ثابت کرو۔ اس پر میں اٹھا اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا دوستو! خدا کا شکر ہے جو مسئلہ میرے اور پیر صاحب کے درمیان زیر بحث تھا وہ حل ہو گیا ہے۔ بحث یہ تھی کہ رسول کریم ﷺ کے بعد آپ کی امت میں نبی آ سکتا ہے یا نہیں۔ پیر صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ آ سکتا ہے جو یہ دیکھتے پیر صاحب کا نبی جو سامنے کھڑا ہے۔ آپ یہ مان گئے ہیں کہ نبی آ سکتا ہے تبھی تو انہوں نے آپ سب لوگوں کے سامنے مولوی صاحب سے نبوت کا دعویٰ کرایا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے جھوٹا ثابت کروں مگر مجھے اسے جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسے

اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا بلکہ پیر صاحب نے اس سے دعویٰ کروایا ہے اور خود پیر صاحب بھی اسے دعویٰ میں جھوٹا جانتے ہیں اور یہ شخص خود بھی اپنے آپ کو اس دعویٰ میں جھوٹا سمجھتا ہے۔ اور آپ سب لوگوں کے نزدیک اور میرے نزدیک یہ جھوٹا ہے۔ لہذا اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس پر پیر صاحب نے کہا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ جس آیت قرآنیہ سے تم اسے جھوٹا ثابت کرو گے اس آیت سے میں مرزا صاحب کو جھوٹا کر دوں گا۔ اس پر میں نے کہا لیجئے پیر صاحب میں ایک آیت پیش کرتا ہوں جو پیر صاحب کے پیش کردہ جھوٹے نبی کو جھوٹا ثابت کر دے گی اور حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ اس آیت کی رو سے سچے ثابت ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ ذَمُؤْلًا (بنی اسرائیل: 16) کہ ہم اس وقت تک عذاب بھیجنے والے نہیں یہاں تک کہ ہم کوئی رسول مبعوث کر لیں۔ اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول پہلے مبعوث ہوتا ہے عذاب اس کے بعد آتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ سے پہلے امن امان تھا۔ آپ کے دعویٰ کے بعد پے در پے عذابوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہیں طاعون کی صورت میں، کہیں زلزل کی صورت میں مگر پیر صاحب کا یہ جھوٹا مدعی نبوت عذابوں کے اس سلسلہ کے بعد دعویٰ کر رہا ہے۔ لہذا یہ آیت پیر صاحب کے مدعی کو جھوٹا ثابت کرتی ہے اور حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعویٰ میں سچا ثابت کر رہی ہے۔

میرے اس آیت کو پیش کرنے پر پیر صاحب مبہوت رہ گئے اور انہیں کوئی جواب نہ سوجھا۔ اس مجلس میں انہوں نے اپنے ایک غیر از جماعت دوست کو اپنی طرف سے ثالث بھی بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر گفتگو کا گہرا اثر ہوا اور وہ احمدیت میں داخل ہو گیا۔ فالحمد لله على ذالك۔

خالد احمدیت حضرت مولانا

ابوالعطاء صاحب جالندھری

مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اپنے حیفہ کا پیر کے تبلیغی واقعات کے ذکر میں

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند احباب گفتگو کیلئے مشن آئے ان میں سے ایک نے پوچھا: ”ہم نے سنا ہے کہ آپ لوگ بانی سلسلہ احمدیہ کو نبی مانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہم لوگ قرآن وحدیث کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو اُمّتی اور غیر تشریفی نبی مانتے ہیں۔ ایک استاد نے کہا کہ نبی تو سارے ارض مقدسہ فلسطین میں ہوئے ہیں کسی اور ملک میں نبی نہیں ہوا ہندوستان میں کیسے نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ کہ ہر قوم میں نبی گزرے ہیں آپ سب نبیوں کو ایک ہی ملک سے مخصوص کیوں قرار دیتے ہو؟ وہ اصرار کرنے لگے کہ نہیں ارض مقدس کے علاوہ اور کسی ملک میں نبی نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں؟ کہنے لگے کہ ہاں وہ نبی تھے۔ میں نے تقاسیر سے اسے دکھایا۔ إِنَّ أَدَمَ أَهْبَطَ بَارِئِضِ الْهَيْدِ کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے پہل ہندوستان میں ہی اترے تھے۔ میں نے کہا کہ جب پہلا نبی ہی ہندوستان میں ہوا ہے تو آپ صاحبوں کو آج ہندوستان میں نبی ہونے پر کیوں تعجب ہو رہا ہے؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

(واقفین زندگی کے ساتھ الہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات صفحہ 283 ناشر یونیٹک پبلیکیشنز قادیان)

مولانا عبدالرحمن مبشر صاحب

پٹی ہی کا واقعہ ہے کہ وہاں خاکسار کی کئی تقریریں ہوئیں بعض لوگوں نے وہاں کے ایک بڑے مولوی صاحب سے تبادلہ خیالات کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ مرزا محمد حسین صاحب اور خاکسار وقت مقررہ پر مولوی صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اور بھی کئی لوگ وہاں موجود تھے۔ گفتگو کا موضوع مسئلہ نبوت تھا۔ میں نے مولوی صاحب سے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف کی کوئی ایسی آیت بتائیں جس میں صراحت یہ ذکر موجود ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا؟

مولوی صاحب بار بار خاتم النبیین کی آیت پیش کرتے رہے جس سے میرا مطالبہ پورا نہیں ہوتا تھا۔ اس پر اس نے یہ مطالبہ

کیا کہ اچھا پھر آپ ہی کوئی ایسی آیت بتائیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں کوئی نبی اور رسول آئے گا۔ اس پر خاکسار نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْطِيَكَمُ الْغَنَىٰ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُوتُنِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ فَأَمِئُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (آل عمران: ۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ ایمان والوں کو ایسی (مخلوط) حالت پر چھوڑے رکھے جس پر تم ہو۔ یہاں تک کہ پاک اور پلید کو الگ الگ نہ کر دے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہیں کہ وہ تم میں سے ہر ایک کو امور غیبیہ پر اطلاع دے۔ لیکن امور غیبیہ پر اطلاع دینے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب کر لیتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہوگا۔

میں نے کہا۔ مولوی صاحب! دیکھیے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ پانچ باتیں بیان کی ہیں۔

اول یہ کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والوں میں کچھ لوگ پاک اور کچھ ناپاک ہوں گے اور آپس میں ملے جلے ہوں گے۔

دوم: اللہ تعالیٰ ناپاک لوگوں کو پاک لوگوں سے علیحدہ کر دے گا اور انہیں آپس میں ملا جلانے سے روکے گا۔

سوم: چونکہ پاک اور ناپاک کا پتہ چلانا بجز وحی الہیہ کے ممکن نہیں اس لئے ہر ایک کو تم میں سے وحی نہیں ہوگی۔

چہارم: ہاں اللہ تعالیٰ اپنا کوئی رسول اس کام کیلئے منتخب کرے گا۔ جسے غیب پر اطلاع دی جائے گی۔ پھر اس کے ذریعہ پاک عنصر سے ناپاک عنصر علیحدہ کر دیا جائے گا۔

پنجم: پس اُس رسول پر ایمان لانا اور اس کے بتائے ہوئے طریق پر چلنا تمہارے لئے ضروری ہوگا۔ اور جو اس ہدایت پر عمل کرے گا تو اُس کیلئے بہت بڑا ثواب ہوگا۔

مولوی صاحب! دیکھئے کتنی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آئندہ ہونے والے واقعات اور مومنوں میں پیدا ہونے والی خرابیوں اور پھر اُن کا سدباب بذریعہ رسول ذکر فرمایا ہے۔ میرے نزدیک یہ آیت اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والی خرابیوں کا سدباب بذریعہ رسول کرے گا۔ اب بتائیے آپکو اس بات پر کیا اعتراض ہے؟ کہنے لگے یہ تم نے اپنی طرف سے من گھڑت معنے کئے ہیں۔ یہ تو پچھلے لوگوں کے متعلق ذکر ہے نہ کہ آئندہ کسی رسول کو بھیج کر کسی خرابی کو دور کرنے کا ذکر ہے۔ میں تمہارے معنے اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک تم کسی پرانی تفسیر سے اپنے معانی کی تائید میں کوئی حوالہ نہ دکھاؤ۔

میں جب کبھی اپنے تبلیغی سفر پر روانہ ہوتا تھا تو اپنے ساتھ حوالہ جات کی بعض ضروری کتب بھی لے لیتا تھا۔ چنانچہ اُس وقت بھی میرے پاس علاوہ دوسری کتب کے تفسیر جلالین بھی تھی۔ میں نے جہت تفسیر جلالین نکال کر اُس کو اسی آیت کی تفسیر میں مندرجہ ذیل الفاظ سنائے۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمِيزُ بَيْنَ الَّذِينَ يَحْتَسِبُونَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُفْطِنُ الْعَالِيَ عَن غَيْبِهِ كَمَا أُطْلِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَىٰ حَالِ الْمُنَافِقِينَ۔ (ترجمہ) اور لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے گا منتخب کرے گا تو اُسے بھی غیب پر اطلاع دے گا اُسی طرح جس طرح اُس نے منافقین کی حالت کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی ہے۔

علامہ جلال الدین کی یہ تفسیر سن کر مولوی صاحب سخت حیران اور ششدر رہ گئے۔ یہ بات ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ اُن کی مسلمہ اور تداولہ تفسیر میں ایسی وضاحت موجود ہوگی اور الامام العظامہ المحقق المدقق جلال الدین محمد ابن احمد سن ۹۱۷ ہجری اور سن وفات ۸۶۳ھ یعنی پانچ سو برس قبل قرآن مجید کی اس آیت کی ایسی تفسیر لکھ جائیں گے جو احمدیہ عقائد کے عین مطابق ہوگی۔ اُس وقت اُن کا اضطراب اور پریشانی قابل دید تھی۔ تھوڑی دیر سرنگوں ہونے کے بعد یکایک انہوں نے سر اٹھایا اور کہا یہ تفسیر ضرور قادیان میں چھپی ہوگی۔ میں نے کہا نہیں حضرت یہ تو دہلی میں چھپی ہے اور اسے نانٹیل بیچ کھول

کر دکھایا۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے اور بحث ختم ہو گئی۔ اور ہم لوگ اٹھ کر چلے آئے۔ خاکسار نے اس حوالہ کو تفسیر جلالین کی اس تفسیر کے ساتھ جہاں کہیں بھی پیش کیا ہے وہاں اُسے بہت ہی موثر پایا ہے اور ہر مخالف کو لا جواب اور مبہوت دیکھا ہے۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبدالرحمن مبشر فاضل صفحہ ۱۵۹-۱۶۱ طبع ۱۹۶۷ء)

ریل گاڑی میں سفر کا ایک عجیب واقعہ اکتوبر ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے کہ خاکسار ملتان سے بذریعہ کوئٹہ سسٹمر لاہور جا رہا تھا۔ اوپر پھنے پر بستر لگا کر سو گیا۔ جب گاڑی خانی وال پنٹنی تو ایک شخص جو غالباً ریلوے کا کوئی ریٹائرڈ گاڑی معلوم ہوتا تھا ہاتھ میں تھیلے لئے ہمارے ڈبہ میں آگیا۔ آتے ہی اُس نے احمدیت کے خلاف تقریر شروع کر دی اور کہا کہ میں نے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اپنا یہ مشن بنالیا ہے کہ مرزائیت کے پول کھولوں گا۔ اور اُسے شکست خوردہ ثابت کروں گا۔ میں ہمیشہ مرزائیوں سے دو سوال کرتا رہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں اور قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور آئندہ زمانہ میں نازل نہیں ہوں گے بلکہ میں ان کی زندگی کے متعلق ایسا سوال کرتا ہوں جن کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں بلکہ میرا سامنا کرنے سے بھی گھبراتے ہیں دوسرا سوال اُن سے یہ کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کو وہ نبی مانتے ہیں اور کہتے ہیں آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا درجہ کسی اور کو بھی مل سکتا ہے میں اُن کے جواب میں یہ آیت پیش کیا کرتا ہوں۔

لَا يَسْتَوِي مَنُكُم مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَتْلُوا ۚ وَكُلًّا وََعَدَ اللَّهُ الْخُسْفَىٰ ۚ وَاللَّهُ يَمُنَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۚ (الحديد: ۱۱)

یعنی تم میں سے کوئی اُس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جس نے فتح مکہ سے پہلے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور لڑائی کی۔ یہ لوگ اُن لوگوں سے زیادہ درجہ رکھتے ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور لڑائی کی۔ اور ہر ایک سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ بڑے سے بڑا درجہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور لڑنے والوں کو مل چکا۔ بعد میں آنے والوں کو نہیں ملے گا۔ تو جب بعد میں آنے والے صحابہ کو بڑے سے بڑا درجہ نہیں مل سکتا تو مرزا صاحب کو اتنا بڑا درجہ کس طرح مل سکتا ہے۔

اس پر اُس نے فخریہ انداز میں کہا کہ اول تو کوئی مرزائی میرے سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اگر کرے بھی تو اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔ آپ لوگ بھی میرے اس سوال کو یاد کریں اور مرزائیوں سے پوچھیں وہ کبھی اس کا جواب نہیں دے سکیں گے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس ڈبہ میں بھی کوئی مرزائی ہے تو میرے سامنے آکر جواب دے۔

اتفاق سے اُس وقت ڈبہ میں میرے علاوہ ایک دو اور احمدی دوست بھی موجود تھے۔ جن میں جناب مبارک اسماعیل صاحب مرحوم بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ خاکسار اپنی سیٹ پر لیٹے ہوئے اُس کی یہ باتیں سن رہا تھا۔ جب وہ اپنا چیلنج سنا چکا تو میں نے کہا مولوی صاحب! میں احمدی ہوں اور آپ کی ہر بات کا جواب دے سکتا ہوں۔

ڈبہ میں بیٹھے ہوئے تمام لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر میری طرف دیکھنے لگے۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے فخریہ انداز میں کہا کہ لوجی میرا شکار میرے قابو میں آگیا۔ اب میں تماشا دکھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا نیچے اتر آؤ۔ لو میرے سوالوں کا جواب دو۔ میں فوراً نیچے کود گیا۔ سب بیٹھی ہوئی سواریوں نے ہم دونوں کو آمنے سامنے بیٹھنے کیلئے جگہ دے دی۔ اب تمام لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے۔ بڑا کھلا اور فراخ ڈبہ تھا۔ ۷/۵ کے قریب سواریاں ہوں گی۔

میں نے کہا سنیئے مولوی صاحب! سب سے پہلے میں آپ کے دوسرے اعتراض کا جواب دیتا ہوں۔ پہلا جواب یہ ہے کہ اعظم درجہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے صرف اُن دو گروہوں سے تعلق رکھتا ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ فتح مکہ تک جہاد کیا اور دوسرا گروہ جو فتح مکہ کے بعد اسلام لا کر جہاد میں شامل ہوا اور پہلے آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتا رہا۔ یہ تقابل صرف انہی دو گروہوں تک محدود ہے اور قیامت تک کیلئے نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر آپ اسے

قیامت تک آنے والوں کیلئے مائیں تو پھر آپ کو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بنی اسرائیل کے متعلق جو آتا ہے کہ انی فضلتکم علی العالمین میں بنی اسرائیل کو جو تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی وہ بھی قیامت تک کیلئے ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ ایک مختص زمانہ کیلئے ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ ابو ہیکر افضل هذه الامم الا ان یکون نبی (کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلق صفحہ ۱۳ اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۷۶-۱۳) کہ حضرت ابو ہیکرؓ اس امت کے افضل ترین فرد ہیں۔ ہاں اگر کوئی نبی ہو تو پھر وہ افضل ہوگا۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ سید الاولین و الآخرین آنحضرت ﷺ کی اتباع میں خود دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے چار درجات عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشَّاهِدَةِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النساء: ۷۰)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگ ان لوگوں میں سے ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں میں سے صدیقیوں میں سے شہداء اور صالحین میں سے اور یہ کیا ہی اچھے ہیں رفاقت کے لحاظ سے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کافی ہے جاننے کے لحاظ سے۔

میں نے حاضرین سے کہا کہ اس امت میں نیک لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چار درجات دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اول صالحیت کا درجہ اس سے بڑھ کر شہادت کا درجہ اور پھر صدیقیت کا درجہ اور پھر سب سے بڑھ کر نبوت کا درجہ۔ قرآن مجید کی ہر آیت کا مطلب نکالنے وقت یہ امر ضروری ہے کہ ایسا مطلب نہ نکالیں جو قرآن مجید کی دوسری کسی آیت سے ٹکراتا ہو اور خلاف پڑتا ہو۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۱۹۰ تا ۱۹۳ طبع ۱۹۶۷ء)

مولانا بشارت احمد امروہی صاحب ”سنگاپور سے آئے ہوئے ایک غیر از

جماعت دوست نے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو بند رکھنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مرزا صاحب (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام) نبوت کا دعویٰ کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ نبوت تو کسی قسم کی بھی اب باقی نہیں رہی۔ نبی تو جو بھی ہوگا وہ کتاب ہی لے کر آئے گا۔ قرآن کریم کے بعد اب کون سی کتاب نازل ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

اس پر جب خاکسار نے دریافت کیا کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ سے آپ یہ استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی بھی نہیں ہو سکتا اور کہ نبی تو جو بھی ہوگا وہ کتاب لے کر آئے گا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جو صاحب شریعت نبی تھے حضرت ہارون علیہ السلام بھی کوئی کتاب لے کر نازل ہوئے تھے؟ کیا حضرت ہارون علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی نہیں کرتے تھے؟ پس قرآن شریف کی رو سے تو ہر نبی کیلئے شریعت لازمی اور ضروری نہ ہوئی۔ اگر موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اتباع میں چودہ سو سال تک انبیاء مبعوث کئے جاسکتے ہیں جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا دائرہ صرف یہود تک محدود تھا تو کیا آپ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کسی ایسے شخص کی ضرورت نہ رہ گئی جو قرآن کریم پر عمل کرے اور کرائے۔

اسلام ہی اس کا مذہب ہو اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے والا ہو۔ اور حضور علیہ السلام ہی کے مشن کے قیام و اشاعت اور غلبہ کیلئے آپ کے نائب کی صورت میں کام کرے جبکہ آنحضرت ﷺ کا دعویٰ تمام اقوام کو اسلام کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہو۔ کیا آنحضرت ﷺ کے وقت میں ساری دنیا نے اسلام قبول کر لیا تھا؟ اگر نہیں تو کیا آج کے مسلمان اور مسلمان علماء اور مسلمان حکومتیں یہ کام کر رہی ہیں؟ آخر دنیا میں مختلف ممالک میں بسنے والی مختلف اقوام جو غیر مسلم ہیں کس طرح اسلام کی طرف آئیں گی۔ اسلام کا علم انہیں کیونکر ہوگا اور اسلام کی عالمگیر حیثیت کو کیونکر پہنچائیں گی؟ کھیانے سے ہو کر فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ایسی ہی ہوگی۔ اور اس کے بعد سردرد کا بہانہ کر کے مجلس چھوڑ کر

تشریف لے گئے۔“

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴ طبع ۱۹۶۷ء)

مولانا دوست محمد شاہد صاحب ؎..... ”عرصہ ہوا بعض سعید الفطرت نوجوان ربوہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ حضرات اپنے گھر جائیں اور آپ سے کوئی رشتہ دار بات ہی نہ کرے تو آپ کیا سمجھیں گے۔ کہنے لگے یہی کہ وہ ناراض ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا اب آپ غور فرمائیں کہ چودہ سو سال سے خدائے عزوجل صلوات امت کو مکالمہ مخاطبہ اور الہامات سے نوازتا آرہا ہے۔ مگر آج سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی ان کو جاری نہیں مانتا اور پوری دنیا نے اسلام کے مذہبی لیڈر بھی اس نعت الہی سے محروم ہیں۔ ثابت ہوا کہ خالق کائنات ان سے ناراض ہے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ خدا قیامت کے دن مجرموں سے ہرگز کلام نہیں کرے گا اور انہیں عذاب الیم میں داخل کرے گا۔ (البقرة: 174)

پرویزی مسلک اور ختم نبوت ؎..... ”ایک بار حضرت غلیفہ اسحاق الثالث بیت الفضل اسلام آباد کی بالائی منزل میں قیام فرما تھے اور خاکسار نیچے کمرہ میں۔ پرویزی مسلک کے ایک نوجوان پیغام لائے کہ آپ کے مرزا صاحب نے مجھے آپ کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد مجدد، ولی، نبی اور وحی و الہام بلکہ سچی خواب کا دعویٰ ختم نبوت کے منافی ہے۔ اب ہمارے لئے قیامت تک قرآن کافی ہے۔ (یاد رہے کہ یہی نظریہ ملک محمد جعفر خان وزیر مملکت مذہبی امور کا تھا اور اسی کے مطابق انہوں نے 7 ستمبر کی قرارداد کا مسودہ لکھا۔ شاید) میں نے ان کا پر تپاک استقبال کیا اور عرض کیا کہ اس میں مسلمانوں کو کلام نہیں کہ قرآن مجید مکمل دستور ہے مگر قیامت کا عالم یہ ہے کہ مسلم دنیا کے تمام 72 فریقے اسی کامل قانون کے الگ الگ اور متضاد معنی کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر ایک قرآن کی 72 تفسیریں ہیں۔ قرآن میں یہ بھی پیٹنگوئی ہے کہ دین کامل کو ساری دنیا پر غلبہ نصیب ہوگا۔

مگر سوال یہ ہے کہ دستور قرآنی کی 72 تفسیروں میں سے کس کو مستند

(Authority) قرار دے تا اس پر خود عمل کرے اور غیر مسلموں کو بھی دعوت قرآن دے۔ علماء خواہ لاکھوں ہوں وہ صرف اپنے فرقہ کے وکیل ہیں اور فیصلہ وکیل نہیں کر سکتے حکومت کا مقرر کردہ جج ہی کر سکتا ہے۔

اس دستوری نکتہ کو پیش کرنے کے بعد میں نے ان سے دریافت کیا کہ قرآن عظیم نے عادی ارم، اصحاب الاخدود، اصحاب الحجر، قوم تبع اور فراعنہ مصر کا ذکر کیا ہے جن میں بعض کی آبادی متحدہ پاکستان سے بھی کم تھی۔ اگر آپ واقعی قرآن مجید کو کامل سمجھتے ہیں تو بتائیے آج پوری امت مسلمہ (جو کروڑوں پر محیط ہے) کی اس عالمی مصیبت اور اس کے علاج کا ذکر بھی اس میں لکھا ہے۔ میرے اس سوال پر وہ سخت پریشان ہو کر فرمانے لگے کہ میں نے کبھی اس پہلو سے قرآن پڑھا ہی نہیں، آپ بتائیے۔

اس پر میں نے کہا جماعت احمدیہ کا یقین ہے کہ بلاشبہ کتاب اللہ مکمل شریعت ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے عہد حاضر کے مسلمانوں کی کیفیت کا نقشہ ہی نہیں کھینچا، اس کا علاج بھی بتا دیا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران کی آیت 180 میں صاف پیٹنگوئی موجود ہے کہ ایک وقت امت پر ایسا آئے گا جبکہ خبیث اور طیب یعنی قرآن کے غلط اور صحیح معانی آپس میں مخلوط ہو جائیں گے مگر خدا تعالیٰ جس نے اس آفاقی قانون کو اتارا ہے اس صورت حال پر معاذ اللہ خاموش قمر شانی نہیں بنارہے گا۔ نہ وہ ہر ایک مسلمان کو اصل معنی سے باخبر فرمائے گا بلکہ جسے وہ چاہے گا اسے رسول کے طور پر چین لے گا۔ اس وقت تمہارا فرض ہوگا کہ دستور قرآنی کی اس تشریح کو قبول کرو جو اس آسمانی جج کی طرف سے کی جائے اور گواہی میں مشکلات بے انداز ہوں گی لیکن اگر ایمان لاؤ گے اور تقویٰ پر بھی قدم مارو گے تو تمہیں اجر عظیم سے نوازا جائے گا۔ یہ قرآنی فیصلہ انہوں نے گہری دلچسپی سے سنا اور اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔

دین کامل ہونے کے باوجود نبی کی ضرورت ؎..... زیارت ربوہ کے لئے آنے والے وفد میں شامل ایک سنجیدہ نوجوان نے دریافت کیا کہ جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی نبی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں نے اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

(المائدہ:4) کی مکمل آیت پڑھی اور بتایا کہ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ اس نے چودہ سو سال قبل اکمال دین کی خوشخبری دیتے ہوئے ساتھ یہ خبر بھی دی تھی کہ ہم نے اُمت پر ”اتمامِ نعمت“ بھی فرمادی ہے جس کے معنی سورۃ یوسف کی ابتدائی آیت کے مطابق فیضانِ نبوت کے عطا کئے جانے کے ہیں۔ چنانچہ ان آیات میں ہے کہ ہم نے حضرت یوسف، آل یوسف، آل یعقوب اور ابراہیم واسحاق پر بھی اتمامِ نعمت فرمائی۔ یعنی ان کو نعمتِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ انہیں از حد حیرت ہوئی کہ واقعی یہ الفاظ کلام اللہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ سورۃ المائدہ اور سورۃ یوسف کی معین آیات ملاحظہ کر کے وہ مطمئن ہو گئے۔

دوران گفتگو ان کی خدمت میں یہ نکتہ بھی پیش کرنے کی توفیق ملی کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ کتابیں چار تازل ہوئیں اور نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار آئے۔ دوسرے الفاظ میں مذہب کی پانچ ہزار سالہ تاریخ میں صرف چار شرعی نبی مبعوث ہوئے اور باقی سب کا مشن پہلی شریعت ہی کا احیا اور اس کو قیام تھا۔ اس اعتبار سے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدہ:4) کے فقط یہی معنی متعین ہوتے ہیں کہ قرآن شریف قیامت تک کے لئے مکمل کتاب ہے۔ اب کوئی شخص کسی نئی شریعت کا حامل نہیں ہو سکتا اور اس عقیدہ پر احمدیت کا مکمل ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باہیت و بہایت کے خلاف شروع سے لسانی و قلمی جہاد کر رہے ہیں۔

دوسری طرف مخالف احمدیت علماء جو ”ختم نبوت“ کے محافظ بنے پھرتے ہیں ان دجالی تحریکوں کے پشت پناہ بنے ہوئے ہیں جس سے آنحضرتؐ کی پُرانور ذات اقدس سے ان کی پوشیدہ عداوت اور دشمنی کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ یہ گروہ قرآنی روح سے بیگانہ محض طبقہ رسول اور نبی میں امتیاز کرتا ہے۔ اس کے عقیدہ کے مطابق رسول نئی شریعت لاتا ہے جبکہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں۔ قرآن سے باغی بھائی فرقہ کی بنیاد بالکل یہی ہے اور ان کا استدلال یہ ہے کہ قرآن نے آنحضرتؐ کو ”خاتم النبیین“ کا خطاب دیا ہے خاتم الرسل کا نہیں۔ ثابت ہوا کہ نئی شریعت آسکتی ہے اور یہی دعویٰ باب اور بہاء اللہ کا تھا۔ فرمایئے مفسر

علماء پر کیوں سکوت مرگ طاری ہے اور وہ کیوں اس کا جواب نہیں دیتے۔

احمدی چونکہ عاشقِ قرآن ہیں اس لئے وہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس شرمناک عقیدہ کو گوارا نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بیک وقت رسول و نبی دونوں القاب سے یاد فرمایا ہے (سورۃ مریم:55) اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ابراہیمی شریعت کے تالغ تھے۔ ہرگز کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے۔

در اصل رسول و نبی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ اس پہلو سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی رہنمائی کے لئے اس کو مامور کیا جاتا ہے وہ رسول کہلاتا ہے اور کثرتِ مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کے باعث اس کا نام نبی رکھا جاتا ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب اور عقیدہ ختم نبوت

..... سیدنا محمود حضرت مصلح موعودؑ کے عہد مبارک کے آخری دور کا واقعہ ہے جبکہ حضرت سیدی مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مجھے جلسہ سالانہ کے لئے پرانی فراہم کرنے کی غرض سے تحصیل حافظ آباد بھجوا دیا۔ میں شام کو حافظ آباد سے بذریعہ ٹانگہ کو لو تارڑ پہنچا۔ جہاں قصبہ کے رئیس اعظم چوہدری محمد فیروز صاحب تارڑ جماعت کے پرنسپل بنٹ تھے۔ اگرچہ آپ اس وقت بستی میں نہ تھے مگر ان کی حویلی میں ان کے بعض عزیز مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ وہیں ایک اہل حدیث عالم جناب مولوی عبدالقادر صاحب بھی موجود تھے۔ جو نبی میں نے سلام کیا انہوں نے فرمایا معلوم ہوتا ہے آپ ربوہ سے آرہے ہیں۔ آپ لوگ بہت اچھے ہیں۔ اے کاش آپ کا ختم نبوت پر بھی ایمان ہوتا۔ میں نے یہ سنا ختم نبوت پر بھی ایمان ہوتا۔ میں صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں جس کا ایک فیصلہ کن ثبوت یہ ہے کہ دیوبندی عالم دین شبیر احمد عثمانی صاحب نے اپنے رسالہ ”الشہاب“ میں اگرچہ ہمیں کافر اور واجب القتل تک لکھا ہے مگر آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر کرنے پر وہ بھی مجبور ہیں کہ:

”جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات

کا سلسلہ بھی روح محمدی صلعم پر ختم ہوتا ہے۔ بدین لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ربی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔“

(ترجمہ قرآن مجید حاشیہ بر آیت خاتم النبیین) میری زبان سے یہ الفاظ سننے ہی جناب ”مولانا“ صاحب سخت مشتعل ہو گئے اور تھدی کے ساتھ کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ میرے پاس علامہ عثمانی کا ترجمہ موجود ہے جس میں ہرگز یہ ترجمہ موجود نہیں۔ یہ کہہ کر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے گھر گئے اور ترجمہ لے آئے اور چیلنج کیا کہ یہ عبارت اس میں سے نکال کر دکھاؤ ورنہ افترا پرداز کی کا اقرار کرو۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تفریح آیت خاتم النبیین کے ترجمہ کے دوسرے صفحہ پر ہے۔ میں نے اطمینان سے آیت کے ترجمہ کا صفحہ الٹ کر دوسرے صفحہ پر موجود یہ پوری عبارت ان کے سامنے رکھ دی۔ مولوی صاحب یہ دیکھ کر ہٹا ہٹا رہ گئے اور ساتھ ہی مجلس میں موجود احمدیوں میں خوشی کی زبردست لہر دوڑ گئی۔ میں نے پُر زور الفاظ میں کہا کہ اس تفسیر سے صاف ثابت ہوا کہ ”خاتم“ کے معنی مہر کے اور خاتم النبیین کے معنی نبی بنانے والی مہر کے ہیں جس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو اپنی مہر سے نبوت بخشی۔ عہد حاضر کے تمام مکفر علماء فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی مہر اب نبی نہیں بنا سکتی۔ لیکن احمدی ڈنگے کی چوٹ پر ایک صدی سے اعلان عام کر رہے ہیں کہ مہر محمدی ازلی اور ابدی ہے اور آج بھی نبی بنا سکتی ہے۔ لہذا صرف اور صرف احمدی ہی ختم نبوت کے قائل ہیں اور انہی ہاتھوں میں ہی اللہ جل شانہ نے ختم نبوت کا پرچم تھمایا ہے۔ یہ سنتے ہی مولوی عبدالقادر صاحب نے بھی خدا ترسی کا ثبوت دیتے ہوئے بھری مجلس میں اقرار کیا کہ بلاشبہ تمام مسلمانوں میں احمدی ہی خاتم النبیین کو صحیح معنوں میں تسلیم کرتے ہیں۔

نبوت اور صدیقیت

اگرچہ سورہ نساء میں اطاعت رسول عربی کی برکت سے نبی، صدیق، شہید اور صالح کے درجات کی خوشخبری دی گئی ہے۔ ایک عالم دین نے بوقت ملاقات یہ عجیب بات کی کہ ان چار درجات میں سے نبی کا ذکر میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ آپ صرف باقی درجوں کی

نسبت کچھ روشنی ڈالئے۔

میں نے دریافت کیا کہ ”صدیق“ آسکتے ہیں؟ جواب دیا: ہاں۔ اب میرا سوال یہ تھا کہ صدیق کی اصطلاحی تعریف بتلائیے۔ ان کی زبان سے بے ساختہ نکلا جو خدا کے نبی کا پاک چہرہ دیکھتے ہی اول نمبر پر ایمان لے آئے صدیق کہلاتا ہے۔ میں نے ان کی معلومات کو سراہتے ہوئے کہا کہ آپ نے صدیق کی بالکل ٹھیک تعریف کی ہے اور حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی نے حجتہ البالغۃ میں، حضرت علامہ سیوطی نے تفسیر در منثور میں، حضرت خواجہ میر درد دہلوی نے ملفوظات میں، حضرت علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں اور چشتی بزرگ حضرت نظام الدین بدایونی نے ہشت بہشت میں بالکل یہی تعریف ”صدیق“ کی بیان فرمائی ہے۔

اب میں آپ سے بعد ادب پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر فیضانِ کوثر نبوی کی بدولت باب نبوت بند ہے تو کسی امتی کو مرتبہ صدیقیت کیسے مل سکے گا؟ یہ بزرگ عالم آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ خدا شاہد ہے کہ اس طرف نہ کسی نے توجہ دلائی نہ خود مجھے ہی خیال آیا۔ یہاں میں یہ تصریح کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ خاکسار نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات میں یہ تعریف دیکھی تھی جس کی سحر آفرینی کا مشاہدہ اس دن ہوا۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2010)

محمد بن عبدالوہاب صاحب اور

عقیدہ ختم نبوت

7 ستمبر کے بدنام زمانہ فیصلہ کے چند ماہ بعد جدہ سے ایک عرب بزرگ سیالکوٹ کے ایک احمدی دوست کے ہمراہ دفتر شعبہ تاریخ تشریف لائے۔ فرمانے لگے مختصر وقت میں مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ آسبلی نے آپ لوگوں کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟ میں نے از خود جواب دینے کی بجائے سعودی عرب کے مسلمہ مجدد حضرت محمد بن عبدالوہاب (التوفی 1206ھ مطابق 1792ء) کی ”مختصر سیرت الرسول“ مطبوعہ بیروت کا صفحہ 172-173 ان کے سامنے رکھا جس میں لکھا تھا کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق اور تمام ائمہ مسلمہ جن مرتدوں کے خلاف سر بکف ہوئی ان کا عقیدہ تھا

”الْقَضِيَةُ الْفُلَانِيَّةُ فَلَا تُطَيَّبُ أَحَدًا بِهَذِهِ“ یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا غیر مشروط اور قطعی طور پر خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ کے بعد ہم کسی اور کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے اور بالکل نہیں کریں گے۔

میں نے دیارِ حرم کے اس معزز مہمان سے پوچھا کہ عہدِ صدیقی کے ان مرتدوں اور اسبلی کی موجودہ قرارداد میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔ وہ پکاراٹھا ”واللہ لا فرقی بینہما الا ان عقیدۃ المرتدین طمعت فی اللسان العربیہ ونص البار لہما فی الاریدیۃ“۔ یعنی خدا کی قسم دونوں میں صرف یہ فرق ہے کہ مرتدوں کا عقیدہ عربی زبان میں ہے اور پاکستان پارلیمنٹ کی قرارداد اردو میں ہے۔

اس کے بعد میں نے کتاب کے صفحات 13، 12، 196، 197 بھی دکھائے جن میں حضرت علامہ محمد بن عبدالوہاب نے لکھا ہے کہ آج اصل اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ فیصلہ رسول کے مطابق تہتر فرقوں میں سے صرف ایک کو ناجی کہا جائے۔ جو شخص اس کی معرفت رکھتا ہے وہی فقیہ ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہے وہی مسلمان ہے۔ نیز یہ کہ صحابی رسول حضرت جارد و بن معلیٰ نے آنحضرتؐ کے وصال پر مرتد ہونے والے قبیلہ عبدالقیس میں یہ باطل شکن بیان دیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ اسی طرح وفات پا گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔ یہ سنتے ہی پورا قبیلہ ازسرنو حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

ممتاز صوفی حضرت شیخ محمد الحکیم

الترمذی کا عقیدہ بابت ختمِ نبوت

2002ء میں یورپ کے سفروں کے دوران یہ خاکسار فرانس بھی پہنچا۔ اثنائے قیام میں نے پیرس مسجد کے قریب ایک لبنانی کتب خانہ سے عربی لٹریچر خریدا جس میں ایک ہزار برس قبل کے شہرہ آفاق صوفی اور عارف باللہ حضرت شیخ محمد الحکیم الترمذی کی ”کتاب ختم الاولیاء“ بھی تھی۔ اس کتاب کی مجھے مدت سے تلاش تھی۔ امارات متحدہ کے کتب خانوں سے بھی دستیاب نہ ہو سکی تھی۔ میں نے صاحبِ مکتبہ کا از حد شکریہ ادا کر کے اس کا ہدیہ پیش کیا اور پھر محابہ کتاب کا صفحہ 341 ملاحظہ کرنے کی

درخواست کی جس میں لکھا تھا کہ وہ شخص جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتا ہے وہ اندھا ہے۔ اس میں بھلا آنحضرت ﷺ کی کیا منقبت (خوبی) ہے۔ یہ تاویلیں تو پاگلوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔ علم نواز لبنانی بزرگ یہ عبارت پڑھ کر دنگ رہ گئے۔ میں نے ان سے یہ کہہ کر اجازت مانگی کہ السیدی بعینہم یہی عقیدہ جماعت احمدیہ کا ہے۔ (حوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۹ جنوری ۲۰۱۰ء)

خاتم النبیین کے لغوی معنی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعی کے زمانہ خلافت کے پہلے سال کا واقعہ ہے کہ انھوں نے محترم جناب شیخ محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ امیر جماعت احمدیہ کو سید کی درخواست پر حضور نے مجھے کو سید بھجوا دیا جہاں خدا کے فضل و کرم سے کئی روز تک دعوت حق کا سلسلہ کامیابی سے جاری رہا۔ ایک ضیافت میں کو سید کے ایک وکیل بھی تشریف لائے اور ”خاتم النبیین“ کا لغوی معنی دریافت کیا۔ عاجز نے بتلایا کہ عربی زبان میں زیر اور زبر کے فرق سے مفہوم ہی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً عالم جہان کو کہتے ہیں مگر عالم کا مطلب ہے علم رکھنے والا۔ اسی طرح اہل عرب کے یہاں ختم کرنے کے لیے خاتم کا لفظ مستعمل ہے۔ اس کے برعکس وہ ہمیشہ خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ اور کالجوں اور مدرسوں کے سرٹیفکیٹوں پر خاتم الکلیہ یا خاتم المدرسہ ضرور لکھا ہوتا ہے۔ خود ہماری ہائی کورٹوں بلکہ سپریم کورٹ تک بعض اوقات اپنے فیصلہ کے بعد میں اس عبارت کا اضافہ کرتی ہیں۔ ”مہر عدالت سے جاری ہوا“

کبھی سیشن کورٹ، ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے کسی فیصلہ میں آپ نے یہ الفاظ بھی پڑھے ہیں کہ: ”مہر عدالت سے بند ہوا“ جناب وکیل کہنے لگے بس میں سمجھ گیا کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ ایسی مہر جس سے فیضانِ نبوت بند نہیں ہوتا بلکہ جاری ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا اب آنجناب بآسانی اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں کہ آج احمدی ہی ہیں جو خاتمیت محمدی پر دلی ایمان رکھتے ہیں۔

(واقفینِ زندگی کے ساتھ الہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات صفحہ 462 ناشر یونیٹک پبلیکیشنز قادیان)

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم
مجاہد تحریک شدھی

ایک جگہ میرا لیکچر صداقتِ مسیح موعود پر ہوا۔ پبلک نے اسے بہت پسند کیا۔ دوسرے دن صبح ہی چند معزز مسلمان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپ کی تقریر تو بہت اچھی تھی مگر ہمیں ایک سوال کا جواب عنایت فرمادیں کہ کیا آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں یہ تو ہمارے شرائطِ بیعت میں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد مرزا صاحب نبی بن کر آگئے۔ میں نے کہا۔ کیا خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا؟

کہنے لگے ہرگز نہیں۔ میں نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے کہ ”میں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ آدم کی مٹی ابھی گوندھی جاری تھی۔“ مگر آپ لوگ خاتم النبیین کے بعد ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کا آنا مانتے ہیں اور سب پر ایمان لاتے ہیں اب یا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلائیں اور سب نبیوں کا انکار کریں یا یہ تسلیم کریں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی آ سکتے۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

(واقفینِ زندگی کے ساتھ الہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 315 ناشر یونیٹک پبلیکیشنز قادیان)

مولانا محمد صادق صاحب ساثری

کی ایک عالم سے گفتگو

ایک دفعہ مجھے اچانک ایک جگہ بلایا گیا۔ معلوم نہ تھا کہ کسی عالم سے گفتگو ہوگی۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو ایک عرب شیخ بیٹھے تھے۔ اُن کے ساتھ چند اور دوست بھی تھے۔ گفتگو شروع ہوئی تو کہنے لگے۔ کیا تم مانتے ہو کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

میں نے کہا ہاں! میں ایمان لاتا ہوں کہ صرف اور صرف محمد ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں۔ اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

کہنے لگا خاتم کے کیا معنی ہیں؟

میں نے کہا۔ آپ عرب ہیں۔ خوب جانتے ہیں۔ پوچھنے کا کیا مطلب؟

کہنے لگا ہم خاتم کے معنی ”ختم کرنے والا“ ”بند کرنے والا“ جانتے ہیں۔

میں نے کہا۔ پھر خاتم النبیین کے کیا معنی ہوئے؟

کہنے لگا۔ سب انبیاء کو ”ختم کرنے والا“ سب کو ”بند کرنے والا“

میں نے کہا۔ آپ مانتے ہیں کہ تمام انبیاء وفات پا کر ختم ہو چکے۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے وہ تو ختم نہ کئے جاسکے اور نہ بند کئے جاسکے۔ کیونکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق وہ آئندہ زمانہ میں نازل ہوں گے۔ پھر خاتم النبیین بننے کا کیا فائدہ؟

کہنے لگا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام نبیوں کو بند کرنے والا۔ آئندہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ میں نے کہا۔ یہ بھی مطلب غلط ہے۔ کیونکہ نبی بھیجتا یا نبی بھیجنے بند کر دینا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ نہ کہ نبی کریم ﷺ کا۔

کہنے لگا اس کے معنی ہیں ”آخری نبی“ میں نے کہا۔ آپ کے کہنے کے مطابق آخری نبی تو عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے کیونکہ آخری زمانہ میں وہ آئے گا۔

میں نے کہا اپنے خیالات کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو کتنی تاویلیں کرنی پڑی ہیں اور وہ بھی غلط۔ عربی محاورہ میں خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ ”سب انبیاء سے افضل نبی“ اس محاورہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں لیکن آپ کے معنی صحیح ثابت کرنے کے لئے ایک بھی مثال موجود نہیں۔ نفس کی پیروی نہ کریں تا ہدایت پائیں۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

(واقفینِ زندگی کے ساتھ الہی تائیدات و نصرت کے ایمان افروز واقعات۔ صفحہ 305 ناشر یونیٹک پبلیکیشنز قادیان)

مولوی عزیز الرحمن صاحب

فاضلِ منزلہ

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ ساری اُمت کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تم نے باوجود عالم فاضل ہونے کے مرزا صاحب کو نبی کیسے مان لیا؟

خاکسار نے جواباً کہا کہ اے بھائی! ساری اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک امتی نبی آئے گا۔ لہذا میں

نے حضرت مرزا صاحب کو امتی نبی مان لیا۔ وہ کہنے لگے۔ کہاں لکھا ہے؟ میں نے یہ تین حوالے پیش کئے۔

(۱) صحیح مسلم شریف میں لکھا ہے:-

يُخَصِّرُ نَبِيَّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابَهُ.....

فَيَرْغَبُ نَبِيَّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابَهُ...

يَهَيِّطُ نَبِيَّ اللَّهِ وَأَصْحَابَهُ.....

فَيَرْغَبُ نَبِيَّ اللَّهِ وَأَصْحَابَهُ..

(صحیح مسلم)

یعنی جب مسیح موعود یا جوج ماجوج کے غلبہ کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی دشمن کے زمرہ میں محصور ہوں گے..... تو پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابہ خدا تعالیٰ کے حضور رجوع کریں گے مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی ایک جگہ پر اتریں گے..... پھر مسیح نبی اللہ اور اس کے صحابی خدا تعالیٰ کے حضور تضرع کے ساتھ رجوع کریں گے۔ میں نے کہا

- اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے نبی اللہ کی خبر دی گئی ہے۔ (۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَيَذَرُهُمُ الْعَامَّةُ أَنَّهُ إِذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِنَ الْأُمَمِ - كَلَّا بَلْ هُوَ شَرِّهِمْ لِإِلَاسِهِمُ الْجَامِعِ الْمُخْتَلِفِ وَنُسَخُهُ مُنْسَخَةٌ مِنْهُ فَشَتَاتٍ بَيِّنَةٌ وَتَكُنْ أَحَدٌ مِنَ الْأُمَمِ.

(خیر کثیر صفحہ ۸۰ طبع بخجور)

یعنی عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح جب آئیں گے تو وہ محض امتی ہوں گے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ اسم جامع محمد کی پوری شرح ہوں گے اور اسم محمد کا دوسرا نسخہ ہوں گے۔ کہاں ان کا مقام اور کہاں محض ایک امتی کا مقام۔

۳۔ امام ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اقول لا منافاة بين ان يكون نبيا وان يكون تابعاً لنبينا صلي الله عليه وسلم - کہ میں کہتا ہوں کہ ایک شخص کے نبی اور امتی ہونے میں کوئی منافات یا مخالفت نہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۳)

یہ دلائل منکر وہ لا جواب ہو گئے۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر

فاضل صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۵ طبع ۱۹۶۷)

مولانا عبد الرحمن انور صاحب

دیگر مسلمان خاتم النبیین کے یہی معنی

کرتے اور فریہ بیان کرتے ہیں کہ گنگوٹ

خَاتَمَهُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ أَحَدَهُ بَيْنَ الْمَاءِ

وَالظِّلِّينَ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اور پچھلے

سب انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں جو معنی ہم

کرتے ہیں اس کے لحاظ سے تو یہ امر درست

ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب گذشتہ انبیاء

کے سچے ہونے کی تصدیق نہ فرماتے تو وہ سچے

نبی بھی ثابت نہ ہو سکتے کیونکہ ان کے ماننے

والوں نے تو جو باتیں ان کی طرف منسوب کی

ہیں وہ ان کو سچا ثابت نہیں کرتیں۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل

صفحہ ۳۳۳ تا ۲۲۴ طبع ۱۹۶۷)

مولانا محمد اسد اللہ قریشی کا شمیری صاحب

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب سے جو

جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں امکان

نبوت کے مسئلہ پر گفتگو ہوئی کہنے لگے کہ کیا کوئی

ایسی آیت ہے جس سے نبوت کا تاقیامت

جاری رہنا ثابت ہوتا ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں۔

يَبْقَى أَحَدُهُ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

مِّنْكُمْ يَقْضُونَ عَلَيْكُمْ أَلْحَقٌ قَمَن

أَتَقْبَلُوا وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا

هُمْ يَخْزَوْنَ (اعراف: ۳۶)

یعنی اے بنی آدم جب بھی تمہارے

پاس تم ہی میں سے رسول آجائیں جو تم پر میری

آیات پڑھیں پس جو خدا ترسی اختیار کرے

اور اپنی اصلاح کرے ان پر کوئی خوف نہیں

اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مولوی صاحب کہنے لگے یہاں بنی آدم

سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے بنی

آدم مراد ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ ذرا

سوچیں کہ کیا اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

قبل ان بنی آدم کو جو وفات پا چکے تھے فرماتا

ہے کہ اگر تم میں سے کبھی نبی آجائیں تو ان کو

مان لینا اور اپنی اصلاح کر لینا۔ کیا وفات یافتہ

بنی آدم سے رسول مبعوث ہوتے تھے۔ اس پر

مولوی صاحب تازہ گئے کہ یہ معنی تو کسی طرح صحیح

نہیں بیٹھتے۔ کافی لے دے کر کے کہنے لگے

میں نے آج تک اس آیت پر غور ہی نہیں کیا

تھا۔ اب میں ضرور اس پر غور کروں گا۔ کیونکہ

اس آیت سے تو واقعی تاقیامت نبوت جاری

رہنا ثابت ہوتا ہے۔

بعض غیر از جماعت دوست اعتراض

کرتے ہیں کہ آپ نے مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کو کیسے امتی نبی تسلیم کیا ہے ان میں

نبیوں کے اوصاف موجود تھے اور وہ اپنے دعویٰ

میں سچے تھے مگر آپ نے ابھی تک ان کو نہیں

پرکھا اور نہ ہی شناخت کیا ہے۔ اگر آپ ان کو

پرکھیں اور شناخت کر لیں تو ان کو میری طرح سچا

مان لیں گے اس پر معترضین خاموش ہو جاتے

ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب

کی کتابیں پڑھیں۔ مگر ہمارے شکوک رفع

نہیں ہوئے۔ میں جواب دیا کرتا ہوں کہ آپ

اب اپنے خدا سے بذریعہ استخارہ چالیس دن

متواتر دعا کر کے رہنمائی طلب کریں کیونکہ اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ جَاهَلُوا فِينَا

لَقَدْ هَدَيْنَاهُمْ سُبُلَنَا - یعنی جو لوگ ہمارے

بارے میں ہم سے راستہ طلب کرتے ہیں ہم

انہیں ضرور اپنا راستہ بتلا دیتے ہیں۔ اگر مرزا

صاحب سچے ہوئے تو خود اللہ تعالیٰ ان کی سچائی

کے طالب پر بذریعہ خواب یا کشف یا الہام

ان کی سچائی ظاہر کر دے گا کیونکہ خدا اپنے

صادق بندے کی دعا ضرور مستجاب ہے اور اس کی

صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اس جواب پر رسائل

خاموش اور مطمئن ہو جاتے ہیں اور تسلیم کرتے

ہیں کہ واقعی یہی واحد طریق ہے جو کسی طالب

صادق کی رہنمائی کیلئے شافی و کافی اور اطمینان

بخش ثابت ہو سکتا ہے۔

(برہان ہدایت مؤلفہ عبد الرحمن مبشر فاضل

صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۵ طبع ۱۹۶۷)

مولانا محمد عمر صاحب

نائب ناظر اعلیٰ قادیان

سرور کائنات و فرج موجودات رحمة

للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

میں سب سے اہم مسئلہ توحید کا تھا۔ کفار و

مشرکین یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے کہ

خدا ایک ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا

ہے أَجْعَلُ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا

لَشَيْءٌ عَجَبٌ عجائب (ص: ۶) کیا اس (محمد

صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی

معبود بنالیا؟ یقیناً یہ بات تو سخت عجیب و غریب

ہے۔ گویا کہ فنا فی اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

زمانہ کے مشرکین یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار

نہیں تھے کہ خدا ایک ہے۔ اسی طرح اس زمانہ

میں عاشق رسول حضرت مسیح موعود جو فنا فی

الرسول تھے اکثر مسلمان یہ ماننے کے لئے ہرگز

تیار نہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

کسی قسم کا نبی آ سکتا ہے۔ ان کے نزدیک

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام آپ

کے آخری نبی ہونے کا ہے جو آپ کے مقام کو

گرادینے کے مترادف ہے۔

اس موضوع پر خاکسار کے آئے دن غیر

احمدی ملاؤں کے ساتھ بہت سارے بحث و

مباحثات ہوتے رہے۔ چنانچہ صوبہ تاملناڈو

کے شہر کویمبٹور میں اس موضوع پر 1994ء

ماہ نومبر میں مسلسل نو دن تک مناظرہ ہوا

روزانہ آٹھ گھنٹے یہ مناظرہ ہوتا رہا۔ ختم نبوت

کے موضوع پر تین دن چوبیس گھنٹے مناظرہ ہوا

اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

میں صرف ایک واقعہ کا یہاں پر ذکر کرنا

مناسب سمجھتا ہوں۔ خاکسار جب چینی (تامل

ناڈو) میں مبلغ انچارج تھا تو وہاں کے ایک

محلہ PUDUPPET کی جامع مسجد کے

پیش امام مولانا عبد الرحمن صاحب کے ساتھ

اسی موضوع پر دو گھنٹے بحث ہوتی رہی۔ اس کا

مختصر خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مولوی عبد الرحمن صاحب: آپ لوگ

یعنی احمدی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین

نہیں مانتے جب کہ قرآن کریم میں واضح رنگ

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین لقب دیا ہے۔

خاکسار: یہ ہم پر الزام اور افتراء عظیم

ہے کہ ہم احمدی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

خاتم النبیین نہیں مانتے ہیں۔ خاکسار نے

حضرت مسیح موعود کا حوالہ پیش کرتے ہوئے

وضاحت کی کہ جس یقین کا مل کے ساتھ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو احمدی خاتم النبیین مانتے ہیں اس کا

عشر عشر بھی غیر احمدی نہیں مانتے۔

مولوی عبد الرحمن صاحب: خاتم النبیین

کے معنی آخری نبی کے ہیں اس صورت میں

آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی کیوں مانتے

ہیں؟

خاکسار: یہاں صرف لفظی نزاع ہے خاتم

النبیین کے معنی ہرگز آخری نبی کے نہیں۔ یہ

آپ کے بلند مقام کو گرانے والی بات ہے۔

خاکسار نے مولانا صاحب سے پوچھا

کہ نبوت ایک نعمت خداوندی ہے یا نعوذ باللہ لعنت ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نبوت نعمت ہے۔ خاکسار نے کہا اگر نبوت نعمت ہے تو رحمتہ للعالمین ﷺ نے آکر اس نعمت کو کیسے بند کیا؟ آپ ﷺ اس نعمت کو ختم کرنے کے لئے نہیں آئے۔ قرآن کریم نہایت واضح رنگ میں فرماتا ہے لَمْ يَكُ مُفَتِّيًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُعَذِّبُوا مَا بَأْسُ أَنْفُسِهِمْ (انفال: 54) کہ اللہ تعالیٰ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہے یہاں تک کہ وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔ اسی طرح فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ (ال عمران: 165) یعنی یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا ہے جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا:

مولانا صاحب: اگر یہ بات ہے تو خاتم النبیین کے کیا معنی ہوئے؟

خاکسار نے انہیں بتایا آپ اپنی گفتگو میں خاتم النبیین کی جگہ خاتم النبیین کہتے رہے ہیں جو یہودیوں کا طرز عمل ہے قرآن کریم میں لفظ ”خاتم“ کی زبردستی ساتھ آیا ہے نہ کہ زیر کے ساتھ۔ خاتم کے زیر کے ساتھ کے معنی ختم کرنے والا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ اسم فاعل نہیں بلکہ اسم آلہ ہے جس طرح عالمہ اسم آلہ ہے عالمہ ما یعلمہ بہ یعنی جس سے علم حاصل ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی معلوم ہوا اور عالمہ اسم فاعل ہے یعنی علم والا۔

اسی طرح خاتم ہے جس کے معنی ما یختم بہہ یعنی جس سے مہر لگائی جائے۔ پس خاتم کا ترجمہ ختم کرنے والا نہیں ہو سکتا۔ اسم فاعل میں عین کلمہ کا کمزور ہونا ضروری ہے جیسے قاتل، ناصر، فاعل وغیرہ۔ مگر خاتم میں عین کلمہ یعنی ت کمزور نہیں بلکہ مفتوح ہے۔ عربی زبان میں خاتم بفتح تاء جب کسی جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو جیسا کہ خاتم الشعراء، خاتم الاولیاء، خاتم المہاجرین وغیرہ۔ اس کے معنی ہمیشہ بعد میں آنے والوں سے افضل کے ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ کے علاوہ کیا آپ کوئی اور قاعدہ پیش کر سکتے ہیں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

مولانا صاحب: اگر یہ بات ہے تو حضرت رسول کریم ﷺ نے اپنے متعلق

واضح رنگ میں فرمایا کہ ”لا نبی بعدی“ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس واضح ارشاد کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح مان سکتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے؟

خاکسار: آنحضرت ﷺ کے ارشادات اپنے اندر گہرے معنی اور مطلب رکھتے ہیں مثلاً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نہایت واضح رنگ میں فرمایا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة۔ جو بھی لا الہ الا اللہ کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ آپ یہ بتائیں اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص جو شرابی، زانی، بدکردار ہو اور اسلامی احکام پر عمل کرنے والا نہ ہو اگر وہ صرف لا الہ الا اللہ کہے تو وہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا مطلب ہے ایک شخص جس کی زندگی کا مطمحہ نظر خدا تعالیٰ کو پانا ہو اور اس کے مطابق زندگی گزارتا ہو جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قُلْ إِنِّ صَلَّاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (انعام: 163) تو کہہ دے کہ میری نمازیں میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت رب العلمین خدا تعالیٰ کی خاطر ہے۔

پس من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة کے یہی معنی ہیں۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے معنی میرے بعد کوئی مقابل اور میری مخالفت میں کوئی نبی نہیں آ سکتا یہاں ”بعد“ کے معنی مخالف اور مد مقابل کے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (الحاشیہ: 7) خدا تعالیٰ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کس بات پر وہ لوگ ایمان لائیں گے۔ یہاں ہرگز یہ معنی نہیں کہ خدا کے بعد اور اس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے خدا کے بعد کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا اس آیت کے معنی خدا کے بالمقابل اور اس کو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائیں گے کے ہیں۔

یہاں ایک مثال کے ذریعہ بات سمجھانا چاہتا ہوں۔

ایک شخص اپنے لئے ایک مکان تعمیر کرتا ہے اس مکان کے باہر دیوار پر No admission کا بورڈ آویزاں کرتا ہے اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ اس گھر کے اندر رہنے

والے اس کے ساکنین پر یہ حکم ہے۔ بلکہ باہر رہنے والوں کے لئے ہے۔ اسی طرح حضرت رسول کریم ﷺ نے باذن الہی

الیوم اکملت لکم دینکم کے اعلان کے ذریعہ ایک مکمل شریعت دنیا کے سامنے پیش فرما کر فرمایا ”لا نبی بعدی“ (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس شریعت کے مد مقابل کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا البتہ آپ کی شریعت کے ماتحت آپ کی اطاعت میں نبی آ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالضَّالِّينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النساء: ۷۰)

یعنی جو اللہ اور اس کے اس رسول (محمد ﷺ) کی اطاعت کریں گے وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ میں تحصیل نعمت کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے ایک انسان صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخشا مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔

اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہیں پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“ (حجلیات الہیہ)

نیز فرماتے ہیں کہ ”یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔

میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے مگر خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت ﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری نبوت آنحضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔“

(حقیقت الہی حاشیہ صفحہ: 150) یہاں پر ایک بات واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا:

قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا الا نبی بعدہ یعنی یہ تو کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ کبھی نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اس قول کی تشریح کرتے ہوئے آگے لکھا ہے۔ و لهذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لآلہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ۔ (مکملہ مجمع بحار انوار صفحہ 55) یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث لا نبی بعدی کے مخالف نہیں ہے کیونکہ لا نبی بعدی سے مراد تو آنحضرت ﷺ کی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت منسوخ کر سکے۔ اس میں یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس کی تشریح میں خاکسار نے سلف الصالحین اور بزرگان امت کے کئی حوالہ جات پیش کئے۔

آنحضرت ﷺ کی ایک اور حدیث لا نبی بعدی کی وضاحت کرتی ہے یعنی کَانَ ذَیْئُؤُاِ سِرٍّ اَیْئِیْلَ تَسْوُسُھُمْ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا هَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہُ نَبِیٌّ وَاِنَّہُ لَا یَبْقٰی بَعْدِیْ وَسَیَکُونُ خُلَفَآءُ

(بخاری کتاب المناقب) یعنی بنی اسرائیل میں انبیاء ہی حکومت کیا کرتے تھے جب کبھی کوئی نبی فوت ہو جاتا اس کے بعد آنے والا بھی نبی ہوتا میرے بعد نبی نہیں خلفا ہوں گے۔

یہاں مذکور سکون خلفاء کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ اس میں آنحضرت ﷺ نے

اپنے بعد قریب کا زمانہ مراد لیا ہے جیسا کہ لفظ ”س“ سے ظاہر ہے جو مستقبل قریب کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی میرے معا بعد آنے والے خلفاء ہونگے اور معا بعد نبی کوئی نہیں ہوگا چنانچہ آپ کے معا بعد جو خلفاء ہوئے یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ ان میں سے کوئی نبی نہیں بلکہ سب کے سب خلیفہ تھے۔ یہ حدیث صرف آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے درمیانی زمانہ کے لئے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”لیس بینی و بیعہ نبی (ابو داؤد کتاب الملاحم) یعنی میرے اور نازل ہونے والے مسیح موعودؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ایک سوال انہوں نے یہ اٹھایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”لو کان بعدی نبی لکان عمر“ (ترمذی کتاب المناقب جلد 2 صفحہ 169) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا ہوتا تو عمر ہوتے۔

خاکسار نے بتایا اس حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ ”لو لہد ابعث لبعثت یا عمر“ (مرقات شرح مشکوٰۃ) یعنی میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر آپ مبعوث ہوتے۔

گویا کہ پہلی حدیث کی وضاحت یہ حدیث کرتی ہے۔ اس کے بعد بھی کئی امور پر بحث ہوتی رہی۔ ہر بات پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس گفتگو کے موقع پر جماعت احمدیہ چٹائی (مدراں) کے صدر جناب محی الدین علی صاحب اور مبلغ مولوی محمد علی صاحب بھی موجود تھے۔

مولانا ظہیر احمد خادم صاحب
ناظر دعوت الی اللہ بھارت

مسلمانوں میں عام طور پر یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد آپ کے کمالات نبوت ختم ہو گئے اب آپ کے فیض و غلامی سے قیامت تک امت میں آپ کا کوئی امتی نہیں پیدا ہو سکتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن مجید اور احادیث اور بزرگان سلف کے اقوال کے لحاظ سے صریحاً بے بنیاد اور غلط ہے۔ خاکسار کو 35 سال سے زائد عرصہ ہندوستان میں تبلیغ کرنے کی

سعادت حاصل ہوئی اس عرصہ میں عام مسلمانوں اور علماء سے بھی ختم نبوت کے عنوان پر بات کرنے کا موقع ملتا رہا ہے اس موقع پر اخبار بدر کے خصوصی ”فیضان ختم نبوت نمبر“ کے لئے بعض واقعات پیش خدمت ہیں تاکہ ان کے لئے از یاد ایمان کا موجب بنیں۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرٹھ شہر کہ ایک نوجوان مکرم ریاض احمد صاحب جو دیوبندی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے جو بعد میں احمدیت قبول کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے کی مجھ سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی علاوہ دیگر دلائل کے خاکسار نے انہیں ختم نبوت کا صحیح مفہوم سمجھاتے ہوئے بتایا کہ مقام خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کی روحانی رفعتوں کے انتہائی اعلیٰ درجہ کا نام ہے اور آپ کا روحانی فیض قیامت تک جاری و ساری ہے اور تا قیامت نوع انسان آپ کے ہر قسم کے روحانی فیض و انعامات سے فیض پاتی رہے گی کسی فیض کے بند یا ختم ہو جانے سے اس ذات کی کوئی بڑائی نہیں بلکہ اس کے فیض سے اگر کوئی تمتع ہوتا ہے تو اس کبرائی ہے؟ جیسے اگر کوئی چشمہ جاری ہے تو اسے اچھا سمجھا جاتا ہے اور بند چشمہ کی کوئی وقعت نہیں ہوتی دوران گفتگو خاکسار نے ان سے پوچھا کہ ہم جو درود پڑھتے ہیں اور ساری امت آج تک پڑھ رہی ہے اس میں ہر مسلمان اللہ سے یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی آل پر وہی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما جو برکتیں تو نے (ابو الانبیا) ابراہیم اور آپ کی آل پر نازل فرمائی ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی آل پر کون سی برکتیں نازل ہوئیں۔ ہر مسلمان اس امر سے واقف ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے مولیٰ میری آل پر بکثرت انعام نبوت نازل فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری دعا اس شرط کے ساتھ قبول کرتا ہوں کہ لا ینال عہدی الظالمین کہ جو ظالم ہوں گے انہیں یہ انعام نہیں ملے گا۔ کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ درود ابراہیمی میں اللہ کے حضور آنحضرت ﷺ کی گئی دعا نعوذ باللہ قبول نہیں ہوئی۔ اگر ہوئی ہے تو پھر جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل میں یہ درپہ نبی پیدا ہوئے آنحضرت ﷺ کی آل میں سے

کسی نہ کسی کو بھی بننا چاہیے تھا ورنہ یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے بعد اب یہ انعام بند کر دیا ہے یہ کہنے کے مترادف ہے کہ درود ابراہیمی میں کی جانے والی دعا کرنے کا جسے اللہ نے قبول ہی نہیں کرنا کوئی فائدہ نہیں پس اس دلیل نے مکرم ریاض احمد مرحوم کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ وہ بھڑک اٹھے اور کہنے لگے کہ یہی مسئلہ تھا جو اٹکا ہوا تھا وہ آج حل ہو گیا ہے۔ اب میرا دل مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود کی بیعت کرنے پر مطمئن ہے چنانچہ موصوف نے بیعت کی کے فضل سے تازہ زندگی اس عہد بیعت پر قائم رہے اور ابھی دو تین سال پہلے موصوف کی وفات ہوئی ہے۔

اسی طرح لکھنؤ کے ایک عالم دین مولوی عظیم احمد صاحب سے ختم نبوت کے موضوع پر بحث ہوئی تو خاکسار نے اُسے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کا مقام خاتم النبیین آپ کی نبوت کے ختم کرنے کے معنوں میں نہیں بلکہ آپ کا مقام خاتم النبیین آپ کی اعلیٰ درجہ کی روحانی رفعتوں کے مقام کے اظہار کیلئے ہے جو کسی کو عطا نہیں ہوئیں خاکسار نے برسمیل تذکرہ انہیں بتایا کہ آج کل علماء کی طرف سے تحفظ ختم نبوت جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں کیا یہ لفظ تحفظ خود اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کے دل اجراء نبوت کے قائل ہیں مگر محض مامور زمانہ کی مخالفت کی وجہ سے نبوت کے ختم ہونے پر زور دے جا رہے ہیں کیونکہ حفاظت تو اس چیز کی کی جاتی ہے جس کا وجود ہو اور وہ موجود ہو لیکن جو چیز ہے ہی نہیں اور ختم ہے اس کی حفاظت کا کیا سوال ہے پھر یہ کمیٹی اس لحاظ سے مضحکہ خیز ہے کہ ختم نبوت کا تاج آقا نامدار کو اللہ تعالیٰ نے پہنایا ہے اس کی حفاظت بھی اُسی نے کرنی ہے کوئی کمیٹی یا کوئی ملاں اس کی کیا حفاظت کرے گا۔ قرآن مجید بتاتا ہے کہ جب بھی کوئی نبی دنیا میں آیا اُس کے ماننے والوں نے یہی کہا کہ اب اس کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ بہر حال آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کو سمجھنے کی ضرورت ہے ساری امت مسلمہ ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے روحانی انعامات کا مطالبہ تو کرتی ہے لیکن ان انعامات

میں سے پہلے انعام نبوت کا انکار کرتی ہے اللہ مسلمانوں کو اس کی سمجھ عطا کرے۔

مولانا محمد حمید کوثر صاحب
پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان
اپریل 1984ء میں پاکستان کے ایک آمر نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک فرعونی آرڈیننس 298.C, 298B جاری کیا جس کے نتیجہ میں پاکستان کی جماعت پر انتہائی ظالمانہ پابندی عائد کر دی گئی۔ اس آرڈیننس کی گونج دنیا کے کونے کونے میں سنائی دینے لگی۔ خاکسار ان دنوں بمبئی میں بطور مبلغ مہاراشٹر و گجرات خدمت بجالا رہا تھا۔ بمبئی ہمیشہ ہی صحافت کا مرکز رہا ہے۔ اس آرڈیننس کے بعد وہاں کے ذرائع ابلاغ سے منسلک لوگ احمدیہ مسجد آتے اور قسم قسم کے سوالات کرتے۔ اس دوران مولانا محمد حبیب صاحب نام کے ایک عالم اپنے ساتھ سات آٹھ آدمیوں سمیت مسجد میں آئے اور کہنے لگے کہ میں نے مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اور میں ختم نبوت کے حوالہ سے آپ سے سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ ظاہر یہی کرتے رہے کہ ہم یہ معلومات ذاتی تحقیقات اور علم کے لئے کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو سوالات کئے اور خاکسار نے جو جوابات دئے وہ انتہائی اختصار کے ساتھ تحریر ہیں اس موقع پر خاکسار کے ساتھ مکرم محمود احمد رانچوری صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی اور مکرم عبد الغفور صاحب تھے۔

سوال: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (الاحزاب: ۴۰)

ترجمہ: لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید کی سات قراۃ میں سے بعض میں ”خاتم“ ”تا“ کی زیر کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی ختم کرنے کے ہیں پس جب آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت کا کہاں تک جواز ثابت ہے؟

جواب: آپ کے نزدیک خاتم کے معنی ختم کرنے کے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ اب جب کہ آپ

برادران! اس آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ جب اعدائے اسلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر (العیاذ باللہ) اتریت کا الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ یہ تو درست ہے کہ محمد (ﷺ) کسی مرد کے باپ

نہیں (اس میں ایک حکمت ہے) لیکن (یہ کوئی الزام لگانے کی بات نہیں) وہ اللہ کے رسول ہونے کی وجہ سے تمام نبیوں کے روحانی باپ اور نبی ہیں۔ اور اسی لئے قرآن شریف کی سورہ الاحزاب کی (جس میں آیت خاتم النبیین ہے) آیت نمبر چھ میں یہ ذکر کرتا ہے کہ محمد ﷺ کی ازواج مطہرات (وَأَزْوَاجُهُ أَهْلُ بَيْتِهِ) مومنوں کی مائیں ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ روحانی اور دینی لحاظ سے نہ صرف مومنوں کے باپ ہوئے بلکہ نبیوں کی مہر یعنی آئندہ آنے والے نبیوں کے بھی روحانی و دینی اعتبار سے باپ ہوں گے۔ آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ صرف مومنوں تک محدود نہ رہے گا بلکہ صدیق شہید صالح کے علاوہ ایک وہ امتی بھی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مقام نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔

عربی قواعد کے مطابق ”لکن“ استدراک کے لئے آتا ہے کَفَعُ تَوْهُمُ نَاشٍ عَنْ كَلَامٍ سَابِقٍ یعنی گذشتہ کلام کے پڑھنے یا سننے سے جو شک پیدا ہوتا ہے لکن لا کر اس کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ جیسے ہم اردو میں بھی کہتے ہیں کہ ”زید پیار ہے لیکن کمزور نہیں ہے۔ پہلے جملے پیار نے یہ شک پیدا کیا تھا کہ کہیں وہ کمزوری محسوس نہ کر رہا ہو۔“ لیکن ”لا کر اس شک کو دور کیا کہ نہیں وہ کمزور نہیں ہے۔ کفار و منافقین کا لازم یہ تھا اس کی جسمانی اولاد نہیں اس شک کا ازالہ ”لیکن“ لا کر کیا گیا کہ اس کے روحانی فیض سے نہ صرف مومن بلکہ صدیق اور شہید صالحین اور نبی بھی ہوں گے۔ تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بڑے بڑے دشمنوں کی اولاد کو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق دی۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کی روحانی اولاد بن گئی۔ دشمنوں کا نام لینے والا کوئی بھی نہیں رہا۔

(گفتگو جب یہاں تک پہنچی تو مولانا حبیب صاحب اپنے ساتھیوں سمیت جانے کی تیاری کرنے لگے اس تہدی کے ساتھ کہ اگلے اتوار کے روز بہتر تیاری کر کے آئیں گے) چلتے چلتے خاکسار نے ان کو کہا کہ آیت ”خاتم النبیین“ کی ایک قرآۃ کی آپ نے بات کی تھی اس کے جواب میں عرض ہے کہ

”درمنثور“ میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر کے تحت درج ہے کہ ابو عبد الرحمن بن سلمیٰ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور ابو عبد الرحمن بن سلمیٰ کو فرمایا۔ اقرعہما و خاتم النبیین بفتح التاء، دیکھو انہیں خاتم النبیین کا حرف ”ت“ کی فتح کے ساتھ پڑھانا۔

پس حضرت علیؓ کے اس فرمان کے بعد خاتم النبیین ”ت“ کی زیر کے ساتھ پڑھنے کا جواز ختم ہو جاتا ہے۔ خاکسار نے چلتے چلتے کہا مولانا! اگر خاتم کے معنی آخری نبی کے ہی کرنے ہیں تو آپ کے عقیدہ کے مطابق جب حضرت عیسیٰؑ آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے تو اس روئے زمین پر آخری نبی کون ہوگا۔ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یا حضرت عیسیٰؑ؟ اگر یہ کہیں کہ وہ بغیر منصب نبوت کے آئیں گے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارہ میں فرمان ہے وَجَعَلْنِي نَبِيًّا (مریم: 31) وَادَّ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَنْبِيَّ اِنْ شَاءَ رَبِّي لَآتِيَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ (الصف: 7) کیا خدا نخواستہ قرآن مجید میں نبی در رسول کو بھی حذف کرنے کی جسارت کی جائے گی۔

مولانا حبیب صاحب نے فرمایا کہ اگلی ملاقات میں ان موضوعات پر تفصیل سے بات ہوگی۔ یہ گفتگو مئی 1984ء میں ہوئی تھی خاکسار اپریل 1985ء تک مبنی میں رہا اگلے اتوار کو واپس آنے کا وعدہ کرنے والے پھر بھی نہیں آئے۔؟؟

مولانا غلام نبی نیاز صاحب

مرتب سلسلہ

دامی کی حیثیت سے میرا سفر زندگی اور کچھ

دلچسپ واقعات

دامی الی اللہ کی حیثیت سے میرا سفر زندگی اگست ۱۹۶۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس دوران بہت سارے مدوجزر اور تلخ و خوش حالات سے گذرنا پڑا۔ جو ہر ایسے راہی کا جزو لاینفک ہے لیکن قربان جائیں اپنے رب کریم کے جس کی نصرت و رحمت ہمہ وقت دستگیری فرماتی ہے۔ احقر کا یہ سفر جب تک مولانا کریم کی

مرضی ہوگی جاری رہے گا۔ رفتہ رفتہ عرصہ بہت سارے دلچسپ واقعات کا مرقع ہے۔ صرف دو تین دلچسپ واقعات مضمون بالا کے ضمن میں عرض ہیں۔

ستمبر ۱۹۷۰ء میں خاکسار بطور خادم سلسلہ سرینگر منتقل ہوا۔ کچھ عرصہ بیتنے کے بعد ایک دن خاکسار کو کشمیر یونیورسٹی جانا پڑا۔ لال چوک سرینگر سے بس پر سوار ہوا۔ تلخ کا جوش تھا بس میں ہی مختلف لوگوں سے گفتگو ہوئی بہت کچھ سنا اور سہنا پڑا۔ آخر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ جو پیشہ سے یونیورسٹی میں ہی بطور لیکچرار کام کرتا تھا نے سوال کیا کہ ہر عارف باللہ کا کوئی نہ کوئی رہبر ہوا کرتا ہے۔ مرزا صاحب کا رہبر اور پیر کون تھا؟ خاکسار نے فوراً کہا

وگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دستان محمدؐ
اس کے ساتھ ہی بات اختتام کو پہنچی۔

ایک دلچسپ گفتگو:

دوران قیام سرینگر ایک دفعہ کتب المحدث سے تعلق رکھنے والے دوست کرم غلام رسول صاحب ایم اے پولیٹیکل سائنس اور ایم اے اسلامیات سے وفات مسیح و ختم نبوت پر بات ہوئی۔ واضح رہے کہ موصوف بہت ہی ملنسار، خوش اخلاق، خوش پوش تھے اللہ تعالیٰ نے ظاہری حسن سے بھی نوازا تھا۔ دینی اور دنیوی طور پر چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے لہذا کلام تہذیب کے دائرے میں ہی کرتے تھے۔ خاکسار نے ان سے پوچھا کہ کتب اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے دوست غلام محمد۔

غلام رسول یا اس طرح کے نام رکھنے سے احتراز کرتے ہیں۔ آپ نے اپنا نام غلام رسول کیوں رکھا ہے؟ موصوف نے غالباً اس کا جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس کو زیادہ اہمیت ہی دی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معبود نے غلامان مصطفیٰ ﷺ بننے کو فخر سمجھا ہے آپ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی غلامی ہفت اقلیم کی بادشاہت سے زیادہ باعث افتخار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں خاک پائے احمد مختار بننے کی توفیق عطا کرے۔

ختم نبوت کے موضوع پر مولانا غلام رسول صاحب سے لمبی گفتگو ہوئی موصوف کی

دلیل تھی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے ”لوکان بعدی ندیباً لکان عمر“ اگر میرے بعد نبی ہوتے تو حضرت عمر ہوتے۔ خاکسار نے اولاً ان کو بتایا کہ ”صاحب ترمذی“ نے اس حدیث کو غریب بتایا ہے (بدا حدیث غریب) جب یہ بات ہے تو یہ ناقابل اعتبار ہے۔ نیز یہ بات بھی ہمیشہ زیر نظر رکھنی چاہئے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بھی فرمایا ہے کہ وہ امت میں سے سب سے افضل ترین وجود ہیں فرمایا ابو بکر افضل هذه الامۃ الا ان یکون نبی کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق“ خاکسار نے ان کو یہ بھی بتایا کہ یہ حدیث امکان نبوت پر بھی زبردست دلیل ہے کیونکہ اس میں یکنون مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو حال اور مستقبل پر دلالت ہے۔ حضور انور ﷺ کے مخاطب صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم تھے۔ ان کی معرفت ہمیں ان احادیث کا علم ملتا ہے۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کا حضرت عمرؓ کے بارہ میں یہ بتانا کہ وہ نبی ہوتے اور دوسری طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمانا کہ امت کے افضل ترین یا بہترین وجود ہیں۔ کیا دونوں احادیث متضاد اور متضاد نظر نہیں آتیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے کلام پاک میں اس قسم کا تضاد کسی بھی صورت میں ممکن نہیں وہ تو بہت ہی مصطفیٰ اور مقفیٰ کلام ہوتا ہے۔ بات لمبی ہوتی گئی خاکسار نے موصوف کے ایک سوال کے جواب میں یہ بھی عرض کیا کہ حضور پاک صلعم کی امت سب امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور علماء کے بارہ میں یعنی علمائے ربانی کے بارہ میں آپؐ نے فرمایا ہے ”علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہیں۔ اس پر جرح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ہاں ”کار نبوت“ ان کے ذمہ ہو گیا ہے۔ نہ کہ ان کو نبوت دی گئی ہے چونکہ گفتگو دلچسپ تھی خاکسار نے ان سے علماء کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔ وہ عام علماء ہیں یا خاص۔ ظاہر ہے کہ عام علماء مراد نہیں ہیں۔ خاص علماء ہی ہیں جو علماء ربانی کہلاتے ہیں۔ اس سے مولانا صاحب کا اتفاق تھا۔ خاکسار نے پھر پوچھا جن علماء ربانی

کی بات حدیث مبارک میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمائی ہے اُن کے بارہ میں پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ آیا وہ علماء انبیاء بنی اسرائیل کے برابر ہیں یا اوپر ہیں یا کم تر ہیں۔ وہ کہنے لگے اوپر کا درجہ تو اُن کو دیا نہیں جاسکتا اور نہ ہی ارشاد حضور انور صلعم کے ہوتے کم۔ کہا جانا مناسب ہے۔ برابر ہی کیا جاسکتا ہے۔ خاکسار نے کہا کہ یہی بات آپ سے سنا چاہتا تھا اور یہی جواب ہر انصاف پسند کو دینا زیب دیتا رہے گا۔ انبیاء بنو اسرائیل براہ راست اللہ تعالیٰ کے منتخب نبی تھے جبکہ آنحضرت ﷺ کے غلام علماء آپ کے فیض رساں حسب مراتب بنتے ہیں اور یہ سلسلہ ناختم ہونے والا ہے۔ جہاں تک مسیح موعود و مہدی معہود کا سوال ہے اُن کو تو خود آقا نامدار سید ولد آدم حضرت خاتم النبیین ﷺ نے نبی کہہ کر پکارا ہے چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا آنحضرت صلعم کی غلامی میں ملا ہے اور یہی آپ کا دعویٰ ہے کہ ”مہمیت نبیاً من اللہ علی طریق ہجاز“ جس کو ظلی اور بروزی نبوت کہا جاتا ہے۔ اس دلچسپ گفتگو کے بعد مولانا بایں وعدہ رخصت ہوئے کہ پھر کبھی ملیں گے اور مزید گفتگو کریں گے افسوس مولانا جوان سالی میں ہی وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے جدھر ”سَمِیْکُوْنُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ کَلْدَابُوْنَ“ فرمایا ہے اُدھر اُمت کو مسیح موعود و مہدی معہود کی نوید روح پرور بھی عنائی ہے اور واضح اور غیر مبہم الفاظ میں آپ کو ”نبی“ کے خطاب سے یاد فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا ”لیس ببینی وبینہ نبی وانه لئازل“ کہ میرے اور اُس کے درمیان کوئی نبی نہیں اور وہ یقیناً نازل ہوں گے۔ یعنی ایک میں نبی ہوں

اور ایک وہ نبی ہوں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”لَوْلَہٗ اَبْعَثْتُ لِبَعِثْتَ یَا عَمْرُ“ کہ اے عمر اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تو مبعوث ہوتا۔ پس آنحضرت ﷺ کے اس قول مبارک کے ہوتے ہوئے ”لو کان بعدی نبیاً لکان عمر“ کی حقیقت کو سمجھنا چنداں مشکل نہیں رہتا۔

مولانا مقصود احمد بھٹی صاحب
زوئل امیر آگرہ یوپی

مکرم ایڈیٹر صاحب نے خاکسار سے تبلیغی میدان میں ختم نبوت کے موضوع پر ہونے والے واقعات کو قلمبند کرنے کا ارشاد فرمایا ہے خاکسار نے ۲۲ سالہ میدان تبلیغ میں اس موضوع پر غیر احمدی علماء کے علاوہ عام مسلمانوں کے ساتھ بے شمار مزاکرات اور بحث مباحثے ہوئے ہیں۔ جن کا یہاں ذکر کرنا مشکل ہے۔ تاحدیث نعت کے طور پر چند واقعات کا ذکر کر دیتا ہوں۔

(۱) ایک واقعہ بنگلور میں خدمت بجا لانے کے دوران تبلیغی دورہ کے موقع پر پیش آیا بنگلور سے تقریباً ۱۰۰ کلومیٹر دور بمقام گئی بنگلور کے احمدی دوستوں کے ساتھ تبلیغی وفد کی شکل میں گئے جہاں پر ہمارے ایک احمدی دوست مکرم کلیم اللہ صاحب کے رشتہ دار رہتے ہیں کسی دور میں وہاں پر باقاعدہ جماعت تھی مخالفت اور دوسرے حالات کی وجہ سے بعض احمدی شیوہ گرد اور بعض بنگلور ہجرت کر گئے وہاں اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ تبلیغی گفتگو کیلئے آتے جاتے تھے۔ ایک دن وہاں گئے تو مخالفین نے پہلے سے پلان بنایا ہوا تھا کہ جب بھی یہ لوگ آئیں تو کسی طرح ان کو مسجد میں لیکر آجاؤ وہاں بیٹھ کر بات ہوگی جب کلیم اللہ صاحب کے ایک رشتہ دار کے گھر گئے تو وہاں ایک نوجوان نے کہا کہ ہمارے مولانا صاحب

بہت نیک اور سمجھدار ہیں اُن کی خواہش ہے کہ اُن کو بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا جائے۔ ہم نے منع کیا کہ مولوی فتنہ پرداز ہوتے ہیں ہم وہاں نہیں جائیں گے لیکن اُس نے کہا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی آپ کو آف تک نہیں کہے گا۔ خیر ہمارا وفد مسجد کے اندر گیا جو قلعہ نما مسجد تھی تعمیری کام بھی چل رہا تھا۔ تبلیغی گفتگو شروع ہوئی۔ عقیدہ ختم نبوت اجرائے نبوت اور دیگر موضوعات پر بات چل ہی رہی تھی کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بحیثیت امتی نبی کے وحی والہام پر بات شروع ہوئی تو اُس مولوی نے خاکسار کے منہ پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ جس پر ہمارے دوستوں نے روکا کہ زبان سے بات کریں یہ کیا طریق ہے آپ کے بلانے پر آپ کے پاس آئے ہیں۔ پلان کے مطابق بہت سے لوگ اکٹھے ہو چکے تھے۔ مولوی اور دیگر لوگ مشتعل ہو گئے۔ قلعہ نما مسجد کے گیٹ بند کر دیئے گئے ڈنڈے نکل آئے حالات کافی کشیدہ ہو گئے۔ کسی طرح ہمارا ایک نوجوان گیٹ سے باہر نکل کر گیا اور سامنے ہندو دوکانداروں کو کہا کہ ایسے حالات ہو گئے ہیں کیا کیا جائے ہندو دوکانداروں نے فوری پولیس کو فون کیا اور فوری پولیس بھی پہنچ گئی ہم کو حالات کے پیش نظر پولیس سٹیشن لے گئے وہاں پولیس انسپکٹر بھی مسلمان تھا جب سارے حالات بتائے گئے تو انسپکٹر نے کہا آپ یہاں آئے کیوں۔ جب بتایا گیا کہ ہم کو تو مسجد میں ان لوگوں نے بلایا تھا۔ اور ہمارا معقت یہ ہے تب انسپکٹر نے اُن کو کہا کہ آپ کو اگر اتفاق نہیں ہے ہندوستانی قانون کے مطابق اپنی بات سب کو بتانے اور کہنے کا حق ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے بدسلوکی کر کے غلطی کی ہے۔ بہر کیف اللہ نے وہاں سے بھی معجزانہ طور پر مخالفین احمدیت سے بچایا۔ یہ بھی محض نبوت کے نام پر مخالفین نے ہمارے ساتھ سلوک کیا۔

(۲) خاکسار ۲۰۰۹ سے صوبہ یوپی

میں بحیثیت مبلغ انچارج آیا تو دیکھا کہ آئے دن مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جلسوں کے ذریعہ جماعت کے خلاف عالمائے پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور چونکہ دیوبندی عقیدہ کے لوگ اُردو اخبارات پر قابض ہیں اخبارات میں بھی گند اُچھالا جا رہا ہے خاص کر راشٹریہ سہارا اُردو لکھنؤ بار بار مخالفین کے مضامین شائع کر رہا ہے۔ ایک دن خاکسار راشٹریہ سہارا اخبار کے دفتر گیا اور کہا کہ دیکھو آپ جماعت کے خلاف مخالفین احمدیت کے مضامین اور خبریں شائع کر رہے ہیں جو کہ بالکل بے بنیاد ہیں اوّل تو یہ شائع نہ کریں اگر کر رہے ہیں تو ہماری تردید وضاحت بھی شائع کریں۔ وہاں دیوبندی مسلک کا آدمی بیٹھا تھا اُس نے صاف انکار کر دیا کہ آپ عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں آپ کی وضاحت بالکل شائع نہیں کی جائے گی۔ بڑی فکر ہوئی بالآخر ایک اخبار اودھ نامہ جو کہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا ہے رابطہ کیا گیا ایک تفصیلی مضمون ”عقیدہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ“ لیکر گیا ایڈیٹر نے دیکھتے ہی کہا اس کو شائع کر کے میں اپنی پریس کو آگ لگوا دوں۔ میں نے اُن کو سمجھایا کہ آزاد صحافت کے پیش نظر آپ ہمارے موقف کو شائع کر دیں تو مہربانی ہوگی۔ اُس نے کہا ایک صورت ہو سکتی ہے کہ مضمون تو اتنا بڑا ہے اگر اس کو اشتہار کے نام سے شائع کیا جائے تو تقریباً ایک لاکھ روپے تک خرچ آئیں گے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اپنے بچاؤ کیلئے برائے نام رقم لیکر بطور اشتہار اس کو مضمون کو شائع کر سکتا ہوں خیر آخر بہت ہی کم قیمت جو کہ نہ کے برابر تھی دیکر تقریباً ایک صفحہ سے کم حصہ پر تفصیلی مضمون شائع کر دیا۔ میرے خیال میں لکھنؤ کی کسی اخبار میں اتنا تفصیلی مضمون پہلی مرتبہ شائع ہوا ہوگا یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بعد میں ایڈیٹر نے بتایا کہ مجھے مولویوں کے فون آ رہے ہیں۔



Tanveer Akhtar

08010090714

Rahmat Eilahi

09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI

House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266,

9437032266, 9438332026, 943738063

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام نبوت اور غیر مبائعین کا موقف

تنویر احمد ناصر۔ نائب ایڈیٹر بدرقادیان

نبوت اللہ تعالیٰ کی ایک وہی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبوت کے انعام سے سرفراز فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (انج آیت ۷۴) یعنی اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے (اور آئندہ بھی کرتا رہے گا) اور اسی طرح انسانوں میں سے بھی۔ اس آیت کریمہ سے جہاں ایک طرف یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا انعام فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے جب چاہتا ہے عطا کرتا ہے وہیں مکرین فیضانِ نبوت کی تردید کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول دنیا کی اصلاح کیلئے آتے رہیں گے۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی آپ کی پیروی میں نبوت جاری ہے چنانچہ آج سے چودہ سو سال قبل آپؑ نے امت محمدیہ کے ایک عظیم الشان مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کی خوشخبری دی تھی جس نے حکم و عدل بن کر مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کا حل کرنا تھا اور اسلام کو دیگر ادیان کے حلوں سے بچا کر ان پر غالب کرنا تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔

”آنحضرتؐ نے اس آنے والے کے لئے صحیح مسلم کی حدیث میں ۴ مرتبہ نبی کا لفظ استعمال فرمایا۔ اسی طرح ابو داؤد کی حدیث میں فرمایا کہ لیس بیینی و بینہ نبی یعنی اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اسی طرح کنوز الحقائق میں روایت آتی ہے کہ ابوبکر افضل هذه الامة الا ان يكون نبی یعنی ابوبکر اس امت کے سب سے افضل فرد ہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو چنانچہ آپؑ کی پیگوئیوں کے عین مطابق وہ مبارک ساعت آئی اور وہ پاک وجود قادیان کی مقدس بستی میں دنیا کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوا جس کی بعثت اور نزول کے انتظار میں ہزار ہا صلحائے امت گذر گئے یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاک مکالمہ میں نبی و رسول کے ناموں سے مخاطب کیا اور مسلسل ۲۳ سال تک

یعنی آپؑ کی وفات تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپؑ کے بعد جماعت احمدیہ میں دوسری قدرت کا قیام عمل میں آیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نور الدین صاحب خلیفہ اول منتخب ہوئے اور ساری جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر آپؑ کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اور جانشین تسلیم کیا۔ آپؑ کی وفات ۱۹۱۳ء میں ہوئی آپ کی وفات پر جماعت کے چند لوگوں نے جناب مولوی محمد علی صاحب کی سرکردگی میں خلافت سے روگردانی کرتے ہوئے الگ پارٹی بنائی۔ جناب مولوی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے جماعت کے ابتدائی ایام میں مقدمات کے سلسلہ میں بہت خدمت کی۔ مجلس معتدین کے معرض وجود میں آنے پر دونوں لائف ممبر مقرر ہوئے اور اول الذکر سیکرٹری مقرر ہوئے۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی ادارت بھی مولوی محمد علی صاحب کے سپرد ہوئی۔ انگریزی تعلیم کے ماحول، انجمن کے انتظامی کاموں اور مقدمات وغیرہ میں خدمات بجالانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ جماعت احمدیہ کا آئندہ نظم و نسق دنیوی جماعتوں کے نظم و نسق کی طرح ہوگا۔ انبیاء کی جماعتوں کی مانند اس جگہ نظام خلافت جاری نہ ہوگا بلکہ انجمن اور اس کے کرتا دھرتا نگلی طور پر اقتدار کے مالک ہوں گے۔

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔ ”میرا مذہب تو شروع سے یہی ہے کہ انتظام سلسلہ میں جبر انجمن کسی اور شخص کو دخل نہیں۔“ (رسالہ پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۱۳ء) مولوی محمد علی صاحب انہی خیالات میں تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوگئی۔ ساری جماعت نے بالاتفاق حضرت مولانا نور الدین صاحب کو خلیفہ مان لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مولوی محمد علی صاحب نے بیعت کرنے کے متعلق کہا۔

”اس کی کیا ضرورت ہے جو لوگ نئے سلسلہ میں داخل ہوں گے انہیں بیعت کی ضرورت ہوگی“ (حقیقت اختلاف صفحہ ۲۹) لیکن بعد ازاں کسی خیال سے بیعت کر لی۔ بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء اور الحکم ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء کی

اشاعتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب امروہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مسیح موعودؑ کی جانشینی کیلئے موزوں خیال فرماتے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول سخت بیمار ہوئے اور مولوی محمد علی صاحب کیلئے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اب آئندہ خلیفہ کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور وہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہوئے کیونکہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کی وصیت اور فاضل امروہی صاحب کا اعلان بھی ان کی تائید میں ہے۔ تب مولوی صاحب نے ایسا راستہ اختیار کیا جس سے وہ غیر احمدیوں کے ہاں بہت مقبول ہوئے۔ اور یہی وہ چاہتے بھی تھے۔ حضرت خلیفہ اول کی زندگی کے آخری ایام میں مولوی محمد علی صاحب کی پارٹی غیر احمدیوں کے متعلق جو رجحان رکھتی تھی وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

”ہماری اس وقت پہلی دوڑ کیا ہے۔ ایک دوسرے سے متفق ہو جانا باوجود بعض اختلافات کے بھی دو جان ایک قالب ہو کر دکھانا۔“ (پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۱۳ء)

جماعت احمدیہ میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب میں سے کسی کے بھی خلیفہ بننے کا امکان نہیں تھا۔ انہیں بھی اس طرف سے مایوسی تھی۔ مولوی محمد علی صاحب اپنے سواسی اور کو خلیفہ ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ اور غیر احمدیوں میں مولوی صاحب کی اشاعت اسلام کا چرچا تھا اور وہ آؤ بگٹ کیلئے تیار نظر آتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء کو خلیفہ اول کا انتقال ہوا تو مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ”دور“ شروع کی اور پہلا قدم یہ اٹھایا کہ اگر کوئی خلیفہ ہو تو وہ انجمن کے تابع ہو۔ انجمن کے ممبروں وغیرہ سے بیعت نہ لے۔ جب یہ میلہ کارگر نہ ہوا تو مولوی صاحب کے سامنے صرف یہ صورت تھی کہ یا خلیفہ دوم کی بیعت کریں یا غیر احمدیوں سے ملنے کیلئے مرکز سے علیحدہ ہو جائیں۔ تب مولوی صاحب نے خلافت کا سرے سے انکار کر دیا۔ اور غیر احمدیوں کے ساتھ دو جان ایک قالب ہونے اور اپنے خود ساختہ اعتقادات کو تقویت دینے کیلئے

نبوت حضرت مسیح موعودؑ کا بھی انکار کر دیا۔ اس مختصر تمہید کے بعد خاکسار اس امر کی وضاحت کرے گا کہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کا موقف کیا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب کا موقف کیا تھا اور بعد میں انہوں نے کیا موقف اختیار کیا اور اس انکار نبوت کی وجہ سے وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

اب اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے بعد ہر قسم کی نبوت پر روک لگا دی تھی تو آنحضرتؐ کے آنے والے کو نبی کے لفظ سے یاد کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ یہ تو نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی ہوگی کہ آپؐ کلام الہی کو سمجھ نہ سکے۔ ایک سچا مسلمان آپ کے متعلق ایک لمحے کیلئے بھی یہ خیال اپنے دل میں نہیں لاسکتا کیونکہ آپؐ سے بڑھ کر کلام الہی کو سمجھنے والا آج تک نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی نبوت کے متعلق واضح موقف

آپ کو درج ذیل الہام ہوئے
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۳ براہین احمدیہ) یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ پھر اسی کتاب میں وحی الہی درج ہے کہ جَعَزِي اللَّهُ فِي حُلْكِ الْأَنْبِيَاءِ (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۱ براہین احمدیہ) یعنی اللہ کا پہلوان نبیوں کے لبادہ میں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا۔ يَا أَيُّهَا اللَّهُ كُنْتُ لَا أَعْرِفُكَ (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۴ حقیقتہ الوحی) یعنی زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی! میں تجھے شناخت نہیں کرتی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہام فرمایا يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ أَطِيعُوا أَمْرًا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَكِرَ (تذکرہ صفحہ ۶۰۹) اسی طرح فرمایا ”دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا“ (مکتوب مندرجہ ۷ رگست ۱۸۹۹ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ صفحہ ۶)

اسی طرح فرمایا ”دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اس کی دوسری قرأت ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔“ (استہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۸ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۷) بحوالہ تذکرہ صفحہ ۸۱ ایڈیشن دسمبر ۲۰۰۶ مطبوعہ قادیان) پس متواتر ۲۳ سال تک اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک وحی میں آپ کو نبی اور رسول اور مرسل کہہ کر خطاب فرمایا اور آخری دس سالوں میں تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف پایا اور خدا کے کلام میں جب بار بار آپ کو نبی، رسول اور مرسل کہہ کر پکارا گیا تو اوائل میں مسلمانوں کے عام مشہور عقیدہ اور ایک ہزار سال سے مروجہ اصطلاحات اور نبوت کی تعریف کی بنا پر حضور علیہ السلام نے ان کو ظاہر پر محمول کرنے کی بجائے ان کی تاویلات پیش فرمائیں اور نبی اور رسول اور مرسل کے الہامی الفاظ کو بمعنی محدث قرار دیا کیونکہ اس وقت تک مسلمانوں میں نبوت کی تعریف کے ارکان ضروریہ یہ تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو کامل شریعت لائے اور سابقہ شریعت کو منسوخ کرے وہ کسی سابقہ نبی کا امتی نہ ہو بلکہ مستقل نبی ہو چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

”چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔“

(مکتوب مندرجہ ۷ راجست ۱۸۹۹ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۹۹ صفحہ ۶)

نبوت کی مذکورہ تعریف کی رو سے جو مسلمانوں میں رائج تھی حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو کسی صورت میں نبی اور رسول قرار نہیں دے سکتے تھے اور قند سے بچنے کیلئے حضور ان الفاظ کا استعمال اپنے لئے بہت کم کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں آپ کو نبی کہا جاتا تو آپ اس پرانے عقیدہ کی بنا پر جو اس وقت مسلمانوں میں رائج تھا اپنے آپ کو نبی کہنے کی بجائے ان الہامات کے یہ تاویلی معنی کر لیتے تھے کہ نبی سے مراد صرف جزئی نبوت کا حامل نبی بمعنی محدث ہے۔ پھر جس جگہ آپ نے الہام ”دنیا

میں ایک نبی آیا“ میں نے اس کو قبول نہ کیا“ درج کیا ہے وہاں آپ نے یہ نوٹ بھی دیا ہے کہ ”ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہین میں درج ہے اور قند سے بچنے کیلئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی۔“ (ایضاً)

”اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور یحییٰ انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بہ آواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۶۰ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

گویا شروع میں آپ نبی کے لفظ کی تاویل کر کے اُسے بمعنی محدث لیتے تھے مگر چونکہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی تھے اور بار بار خدا تعالیٰ متواتر بارش کی طرح اپنی وحی میں آپ کو نبی اور رسول کے الفاظ سے مخاطب فرماتا تھا۔ اس لئے اس وحی الہی نے آپ کو اپنے پہلے خیال پر قائم نہ رہنے دیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”بعد میں جو بارش کی طرح وحی میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

حضرت اقدسؑ کے نزدیک نبوت و رسالت کی حقیقت

فرمایا:- ”نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدامرتبہ استعمال کیا ہے مگر اس لفظ سے وہ مکالمات و مخاطبات الہیہ مراد ہیں جو بکثرت ہیں اور غیب پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن ان یصطلح - سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا“

(روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۱ چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

پھر فرماتے ہیں ”صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمات و مخاطبات الہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی، یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں وَلَیَحِلَّ اَنْ یَصْطَلَحَ“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۵۰۳ تنہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پھر فرمایا ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو، جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔“

پھر آپ فرماتے ہیں ”جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرور اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا“

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۸ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲)

پھر فرمایا ”خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاک جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں، مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔“

(تقریر حجۃ اللہ مندرجہ الحکم مئی ۱۹۰۸ء) ”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا، تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے؟ اگر کوہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے“

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵)

ایک مقام پر فرمایا: ”میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاک بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔“

(مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء) نیز فرمایا:- ”جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے زو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم

ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۱۱ الوصیت صفحہ ۱۳)

مروجہ تعریف نبوت میں اس تبدیلی (جو کہ دراصل تبدیلی نہیں اصل تعریف تھی) کے بعد یعنی قریباً ۱۹۰۱ء سے لیکر وفات تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برملا اور کثرت کے ساتھ اور پوری تصریح کے ساتھ اپنی ذات پر نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ کا اطلاق فرمایا۔ لیکن حضورؑ کو ہمیشہ یہ احتیاط مد نظر تھی کہ کہیں عوام الناس التباس کا شکار نہ ہو جائیں۔ اس لئے حضورؑ ہمیشہ جب بھی اپنے لئے نبی یا رسول کے الفاظ استعمال فرماتے تو حضورؑ ضرور یہ وضاحت فرماتے کہ نبوت سے میری مراد وہ معروف نبوت نہیں جس کیلئے شریعت جدیدہ لانا ضروری ہے اور جس کیلئے استقلال کی شرط ہے۔ حضورؑ ہمیشہ اس امر کی وضاحت فرماتے کہ میں رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں اور مجھے جو کچھ ملا ہے حضورؑ کے فیض سے ملا ہے۔ اور میری نبوت حضورؑ کے مرتبہ ختم نبوت کے قطعاً منافی نہیں اور ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”میں رسول اور نبی نہیں ہوں باعتبار نبی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔“

(روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱ نزول المسیح صفحہ ۵ حاشیہ)

پھر آپ فرماتے ہیں:- ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے، صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۰-۲۱۱ ایک غلطی کا

ازالہ صفحہ ۷۶۔

پھر آپ فرماتے ہیں:-

ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے کسی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۱ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۶)

پھر مارچ ۱۹۰۸ء میں اپنے دعوے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریف نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے“

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) اسی طرح حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ پر فرمایا:-

”یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے، لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ پیش کیا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۵۴ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

قارئین کرام! مذکورہ بالا وضاحتوں کے بعد چند ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پوری صراحت کے ساتھ اور علی الاطلاق تدریجاً نبوت و

رسالت کا اعلان فرمایا۔

۱۹۰۱ء: ”پس جب کہ میں اس مدت تک ڈھیلھ سو پیٹھگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاک چشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی اور رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کروں۔ یا کیوں کر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۱۰ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷۶)

۱۹۰۲ء: ”ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۲۲۶ نزول المسیح صفحہ ۳۸)

۱۹۰۵ء: فرمایا:- ”یہ عیسیٰ جو امتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی کہلاتا ہے۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۱ صفحہ ۳۵۲ برائین احمد یہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۲)

۱۹۰۶ء: (۱) فرمایا ”پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھارہی ہے اور دوسری طرف بیتناک زلزلے پھینچا نہیں چھوڑتے؟ اے خالقو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۴۰۱ تجلیات الہیہ صفحہ ۹)

۱۹۰۷ء: آیت دفع فی الصور کی تشریح میں فرماتے ہیں:-

”اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اُس کی صورت میں ہیں۔ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۸۵ چشمہ معرفت صفحہ ۷۷)

۱۹۰۸ء: ”اب اس فیصلہ کے کرنے کیلئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکنے گا وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۳۴ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۸)

۱۔ ایک نواب ریاست کے سوال پر کہ کیا مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں ایک احمدی نے آپ کا یہ شعر:

”من قسم رسول و نیا در وہ ام کتاب“

پڑھ دیا حضورؐ نے فرمایا:-

”اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور ساوی ہوتے ہیں اُن کے بیان میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔“ فرماتے ہیں:-

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔“ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

ب۔ ”سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں“

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار عام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور مکتوبات سے حضورؐ کے متواتر اور بار بار دعویٰ نبوت و رسالت ثابت کرنے کے بعد اب یہ امر تشریح طلب رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفات کے وہ حوالہ جات جن میں حضورؐ نے مسلمانوں میں مروجہ اصطلاح اور تعریف کی رو سے نبوت و رسالت سے انکار فرمایا ہے احتیاطاً یا التباس سے بچنے کیلئے یا کسی اور وجہ سے ان کے کیا معنی ہیں سو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود صراحت سے واضح فیصلہ فرما چکے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اتنی اہمیت دی ہے کہ حضورؐ نے اس مقصد کیلئے بطور خاص ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور اس کا نام ”ایک غلطی کا ازالہ“ رکھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں:-

”چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ۔“

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۱۱۰ ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲)

اور ایسا ہی ۱۷ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسہ دعوت میں جو تقریر حضرت اقدسؒ نے فرمائی تھی اس تقریر کی بنا پر یہ غلط خبر پرچہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپؐ نے اس جلسہ دعوت میں دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے، تو اُسی روز حضورؐ نے ایڈیٹر اخبار مذکور کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس غلط خبر کی تردید کی۔ چنانچہ حضرت اقدسؒ فرماتے ہیں:-

”میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۹۶-۵۹۷) یہ خط حضرت اقدسؒ نے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا جو اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں آپؐ کی وفات کے روز شائع ہوا اور یہ آپؐ کا آخری مکتوب تھا۔ ان چند حوالیات سے حضرت اقدسؒ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا موقف اپنے نبی ہونے کے متعلق ظاہر و باہر ہے اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپؐ کو مطلقاً دعویٰ نبوت نہیں تھا اور آپؐ دوسرے مجددین امت اور محدثین کی طرح محض ایک مجدد اور محدث تھے، اس سے زیادہ اور کوئی منکر حقیقت نہیں ہو سکتا۔

یہی موقف آپؐ کے دونوں خلفاء حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہما کا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ رضی اللہ عنہ کا موقف

ایڈیٹر صاحب اخبار ”بدر“ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ رضی اللہ عنہ کے کلمات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:-

”ذکر تھا کہ مولوی محمد حسین نے لکھا ہے کہ اگر احمدی مرزا صاحب کو نبی کہنا چھوڑ دیں تو ہم کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے۔“

فرمایا: ”ہمیں ان کے فتوؤں کی کیا پروا ہے اور وہ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ جب سے مولوی محمد حسین نے فتویٰ دیا ہے وہ دیکھے کہ اس کے بعد اُس کی عزت کہاں تک پہنچ گئی ہے اور مرزا صاحب کی عزت نے کس قدر ترقی کی ہے“ (بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا موقف

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۲۶ دسمبر ۱۹۱۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضرین جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا:

”دنیا کو کھول کر سناؤ کہ وہ نبی قادیان میں ہے اس کا نام مرزا غلام احمد تھا اسے اتباع قرآن سے آنحضرت ﷺ کی غلامی میں احمد کا درجہ دیا گیا، اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔“ (بدر ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

نیز فرمایا: ”تعب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعود کو نبی مانتے ہیں تو پھر کیونکر آپ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں۔ (مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے) (الحکم ۱۳ مئی ۱۹۱۱ء)

ایک فیصلہ کن بحث نبوت حضرت مسیح موعود کے متعلق

۱۹۱۴ء تک جماعت احمدیہ کا مذہب غیر مبائعین ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرکز سلسلہ قادیان سے علیحدہ ہوئے کیونکہ انہوں نے خلیفہ ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہ کی۔ اس وقت تک جماعت احمدیہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ رکھتی تھی۔ وہ ذیل کے حوالجات سے عیاں ہے۔

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار ”مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہئے مانگئے والا..... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔ پاکیزگی کی روح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔“

(تقریر مولوی محمد علی صاحب احمدیہ بلڈنگس مندرج الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا اہل بٹالہ سے خطاب

محترم ایڈیٹر صاحب! حکم تحریر فرماتے ہیں:- ”بنالوی (محمد حسین بنالوی۔ ناقل) نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بنالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا۔ تم خواہ مانو یا نہ مانو۔“ (الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳)

ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیان ”اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ وہ خدا کی بات (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیگمٹوئی غلبت الروم) آج پوری ہوئی ہے۔ دنیا پر ثابت کرتی ہے کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے جو کہ اس کا لانے والا تھا۔ وہ اللہ کا سچا مرسل ہے۔ اللہ نے اپنی حجت تمام کر دی۔“ (ضمیمہ پیغام صلح، ۷ جولائی ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا عقیدہ ”حاصل کلام یہ کہ نبی اور رسول ہوں گے مگر ساتھ ہی امتی بھی ہوں گے کیونکہ اس طرح بسبب امتی ہونے کے ان کی رسالت و نبوت ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی“ (رسالہ پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا بیان

”لا نبی بعدی کے معنی کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ ہر عہد میں بار بار لانی بعدی کہہ کر حضرت مسیح موعود کے دعویٰ نبوت کو کفر اور دجالیہ قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہودی طرح ہوگئی ہے..... آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحب شریعت جدید ہو یا نبوت تشریف کا مدعی ہو اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت ﷺ ہی کا غلام ہو“ (رسالہ پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا عقیدہ

”یہ اس (اللہ) کا فضل ہے کہ ہم موٹی سمجھ کے انسانوں کیلئے اس نے ہر زمانہ میں انبیاء اولیاء صلحاء کے وجود کو پیدا کیا“

(ضمیمہ رسالہ پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۳ء)

جملہ ”پیغامیوں“ کا مشترکہ حلفیہ بیان ”معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے

ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلا نا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں“

(رسالہ پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

جماعت احمدیہ کا جماعتی عقیدہ ”سنو! ہر ایک احمدی اس عقیدہ پر قائم ہے کہ مبارک و مطہر و مقدس وجود جسے لوگ مرزا قادیانی کہتے تھے خدا کا برگزیدہ نبی ہے“

(اخبار بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱)

تیسرے سو سال کے بعد ایک نئی جناب مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں:-

”بیارے بھائیو! میرا خط کیا ہے ایک دلی درد کا اظہار ہے تیسرے سو سال کے بعد خدا کا ایک نبی دنیا میں آیا۔ وہ آیا اور دنیا میں رہا اور دنیا سے چلا بھی گیا۔ پر ہنوز کثیر حصہ مخلوقات کا وہ ہے جس نے اس کو نہ پہچانا اور نہ مانا“

(بدر ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

مرزا صاحب پر ایمان دراصل ان کی نبوت پر ایمان ہے

جناب ایڈیٹر صاحب! حکم لکھتے ہیں ”مرزا صاحب پر جو ہم ایمان لائے ہیں۔ تو انکی نبوت، رسالت اور مسیحیت و مہدویت پر ایمان ہے“ (الحکم ۳۱ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

مسیح موعود تمام اہل اسلام کے

نزدیک نبی ہے

”یہ بھی خیال رہے کہ مسیح موعود کا انکار فردی اختلافات ہرگز نہیں بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا اصول اسلام میں سے ہے اور مسیح موعود جو آنے والا ہے تمام اہل اسلام میں مسلم ہے کہ نبی ہے چنانچہ کتاب مسلم میں بھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہے۔ پس یہ اختلاف ہمارا فردی نہیں اصولی ہے“

(بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۸ کالم اول)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان

”حضرت نے قلم لیکر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھا کہ میں وہی ہوں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ (اگرچہ میں آپ کی اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرت آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں۔ لیکن اس تحریر کو پڑھ کر ایک حالت وجد مجھ پر تھی۔“ (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱)

معزز قارئین ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ۱۹۱۴ء تک کل جماعت احمدیہ بشمول لاہوری صاحبان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی اور رسول مانتی تھی۔

حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کے متفقہ عقیدہ کو پیش کرنے کے بعد اب بعض ایسے حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں جن میں مولوی محمد علی صاحب نے خود حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کیا ہے جس سے بعد میں انہوں نے روگردانی اختیار کی۔ حوالہ جات تو بہت ہیں لیکن چند ایک پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

مسئلہ نبوت کے متعلق مولوی محمد علی

صاحب کے ۱۹۰۶ء کے حوالہ جات رسالہ ریویو آف ریجنل آرڈر کے پرچہ بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء میں جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے قلم سے مندرجہ ذیل عبارتیں لکھ کر شائع کی تھیں۔

”یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا۔ آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے مگر آپ کے تبعین کامل کیلئے جو آپ کے رنگ میں رنگیں ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کیلئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے۔ جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے“ (صفحہ ۱۸۶)

پھر لکھتے ہیں ”اگر کسی مذہبی مصلح کی ضرورت ہے تو اسی وقت ہے جبکہ فتن کا میل ہر طرف سے جوش میں ہے خدا کے نبی ہمیشہ سخت ضرورت کے وقت آتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کی ضرورت مصلح کو چاہتی ہے“ (صفحہ ۱۸۲)

نیز لکھا ”بانی سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کیلئے اسی قسم کی مخالفت کی گئی جیسی ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی مخالفت ہوتی رہی ہے مگر یہ مخالفت سلسلہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکی۔“ (صفحہ ۶۵)

مولوی محمد علی صاحب کا عدالت میں حلفیہ بیان

”مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب طرم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں“ (حلفیہ شہادت بعدالذکر ڈسٹرکٹ ججسٹریٹ گورداسپور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء)

مولوی محمد علی صاحب کے ان بیانات سے واضح ہے کہ وہ شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ہی مانتے تھے مگر جب انہوں نے خلافت سے روگردانی کی تو ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے بھی انکار کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنے گزشتہ بیانات کی نہایت بودی تاویلات کرنے لگے۔ مثلاً یہ کہنے لگ گئے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں اپنی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہیں تھا۔ جبکہ شرائط بیعت میں اس ذکر کے نہ ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی بیعت کی شرائط یہ بیان فرمائیں کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُغَيِّرْنَ مَا لِلَّهِ شَيْئًا وَلَا يُسْرِقْنَ وَلَا يَكْذِبْنَ وَلَا يُفْتَلِنَ أُولَٰئِكَ هُنَّ حَالَتُهُنَّ وَلَا يَتَغَيِّرْنَ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأُذُنِيهِنَّ وَلَا يُغَيِّرْنَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (الممتحنہ ۱۳)

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان تراشی سے اجتناب اور طاعت در معروف کو شرائط بیعت قرار دیا ہے۔ اب کیا یہ نتیجہ نکالنا درست ہے کہ آنحضرتؐ نبی نہ تھے یا حضور کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا۔ بیعت دراصل اقرار طاعت کیلئے ہوتی ہے اور بیعت کرنے کیلئے وہی آتا ہے جو پہلے دعویٰ اور مقام کو مان لیتا ہے۔ جیسا کہ خود مولوی محمد علی صاحب کا اقرار موجود ہے کہ

”ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ

صادق خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا پاکیزگی کی روح اس میں اپنے کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ (اخبار الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء) قارئین کرام! اس اقرار کے بعد مولوی صاحب نے ۱۹۱۳ء میں جماعت احمدیہ مسلمہ سے الگ ہو کر جماعت احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق اپنے زعم میں جو ”خوش کلامیاں“ کہیں ان کا بھی جائزہ لیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

”قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں۔ جس کا تعلق اب دنیا میں پھیل رہا ہے اور حقیر یہ خود ان کے اپنے دماغ اس تعلق کو برداشت نہیں کر سکیں گے“ (پیغام صلح ۵ مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۶)

پھر لکھتے ہیں:- ”کہاں یہ رسالت اور کہاں وہ نبوت جو کاغذوں کے چند چھتروں میں قصر خلافت میں چھپا کر رکھی ہوئی ہے جو حضرت مرزا صاحب کی طرف جھوٹ منسوب کی جاتی ہے“ (پیغام صلح ۱۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء)

مولوی صاحب کے ان بیانات سے واضح ہو جاتا ہے کہ انہوں نے شروع میں حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر کے اقرار نبوت و رسالت کر کے پھر انکار کیا۔ اس جگہ مولوی صاحب کے گزشتہ حوالہ کی کچھ وضاحت پیش کی جا رہی ہے۔ جس سے عیاں ہو جائے گا کہ خود مولوی صاحب کے قول کے مطابق مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔

چنانچہ جب کرم دین والے معاملہ میں نومبر ۱۹۰۳ء میں کرم دین اور ثناء اللہ امرتسری وغیرہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق عدالت میں یہ بیان دیئے کہ ہم مرزا صاحب کی رسالت کے قائل نہیں۔ ان کا دعویٰ ہمارے نزدیک درست نہیں۔ تو دونوں قاضی وکلاء یعنی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے علماء سلف کی مختلف کتابیں پیش کر کے ثابت کیا کہ تشریفی نبوت بند ہے اور غیر تشریفی نبوت جاری ہے۔

اس کے بعد ۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو مولوی کرم دین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کو استغاثہ کا گواہ پیش کیا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں یہ کہنے کے بعد کہ میں مرزا صاحب طرم کا مرید ہوں، حلفیہ بیان میں کہا کہ ”مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب طرم مدعی نبوت ہے۔ اس کے مرید اس

کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔“

مولوی صاحب کا یہ بیان دربارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ نہایت واضح تھا۔ اس بیان سے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت قرار دیکر مولوی کرم دین کا کذاب ہونا ثابت کیا۔ اب ظاہر ہے کہ جب خود انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کیا تو اپنے خود کے بیان کے مطابق وہ کذاب ٹھہرے۔

اسی پر بس نہیں مولوی صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی رسالت و نبوت کا انکار کر کے ضالین کے زمرے میں بھی شامل ہو گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ سے ظاہر ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی دینی سلسلہ دنیا میں قائم کیا جاتا ہے تو تین قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے وہ لوگ جو خدا کے کلام کو مانتے ہیں اور اپنا جان و مال صرف کرتے اور اس کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے ہیں ان کا نام قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے منعمہ علیہم رکھا۔ یعنی جن پر انعام ہوا۔

دوسرے وہ لوگ جو صداقت کے منکر و مخالف ہو جاتے ہیں ان کا نام خدا تعالیٰ نے مغضوب علیہم رکھا۔ جیسے یہود۔

تیسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو صداقت کو مان لینے کے بعد اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اس کا انکار کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کا نام ضالین رکھا۔ جیسے عیسائی۔

اس زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سلسلہ نبوت و رسالت کا قیام کر کے ایک دینی نظام جاری کیا تو جس طرح اگلے زمانوں میں ہوا، اس زمانہ میں بھی وہ تین گروہ پیدا ہو گئے۔ چنانچہ ایک تو وہ لوگ ہیں جو مسیح موعودؑ کو مان کر آپ کے مرید بن کر آپ کے مشن کو دنیا بھر میں قائم کرنے والے ہیں اور جان و مال کی قربانی دیکر آپ کے تبلیغی کاموں میں مصروف ہیں۔

دوسرے وہ جنہوں نے اس سلسلہ کا سرے سے انکار کیا اور خدا کے غضب کے مورد ہوئے۔

تیسرے وہ جو مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد مرکز سلسلہ کو ترک کر کے اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق الگ انجمن بنا بیٹھے۔ یعنی مولوی محمد

علی صاحب اور ان کے ہم خیال احباب۔

مولوی صاحب کے متعلق

حضرت مسیح موعودؑ کا رویا

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنے اس مرید کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے پہلے ہی سے خبر مل چکی تھی کہ یہ سب سے کچا مولوی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا۔

”سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا“ (تذکرہ صفحہ ۷۶-۳)

چنانچہ اکثر اوقات جب حضرت مسیح موعودؑ اپنے الہامات کا ذکر کرتے تو مولوی صاحب ان کو قبول کرنے میں ہچکچاتے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ نے اسلامی اصول کی فلاسفی مضمون مکمل کر لیا تو الہام ہوا کہ مضمون کے بالا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مضمون کے سب سے بالا رہنے کے متعلق پیشگوئیاں کیں۔ آپ نے ایک اشتہار لکھ کر لاہور روانہ کیا اور مولوی محمد علی صاحب کو کہا کہ یہ اشتہار لاہور کے خاص خاص مقامات پر چسپاں کیا جائے لیکن مولوی صاحب موصوف نے لوگوں کے ذر سے اس اشتہار کو اجلاس سے محض ایک دو دن قبل چسپاں کیا اور ایسی جگہوں پر چسپاں کیا جہاں عام لوگوں کی نظر نہ پہنچ سکے۔

پھر طاعون کے زمانے میں بھی جب مولوی صاحب کو بخار ہو گیا اور گلی نکل آئی تو اس وقت بھی الہام الہی الی احافظ کل من فی الدار پر ایمان میں سستی دکھائی اور انہیں غم ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور اپنی وصیت کر دی اور حضرت مسیح موعودؑ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فوراً تشریف لائے اور مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کہاں ہے بخار۔ اور بڑے جلالی انداز میں فرمایا کہ مولوی صاحب اگر آپ کو طاعون ہوگئی تو میں اپنے دعویٰ میں جھوٹا ٹھہروں گا۔

اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رویا بھی درج کیا جاتا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں دیکھا۔ آپ بھی صالح تھے نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔“

(الہد رجلد ۳ نمبر ۲۹-۱۹۰۴ء) چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت و نبوت کا انکار کر کے جب مولوی صاحب لاہور چلے گئے تو یہ رویا ان کے متعلق حرف بہ حرف پورا ہوا۔

آخر حاصل کیا ہوا؟

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ غیر مبائعین نے خلافت و نبوت حضرت مسیح موعود سے روگردانی کر کے کیا کھویا۔ چنانچہ خلافت و نبوت سے روگردانی کرنے کے نتیجہ میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقا کو مستقل طور پر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان سے جدا ہونا پڑا اور اس طرح ہمیشہ کیلئے الوصیت کے پیغام کو پس پشت ڈال کر خدا تعالیٰ کے غضب کے مورد ہوئے۔ غیر مبائعین جنہوں نے نبوت حضرت مسیح موعود کا انکار کرنے سے قبل بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کی غرض سے وصیتیں کروائی ہوئی تھیں انہیں منسوخ کرا لیا اور بہشتی مقبرہ جیسی پاک آرام گاہ سے محروم ہو گئے۔

اسی طرح قادیان کی مساجد یعنی مسجد اقصیٰ مسجد مبارک جو کہ شعائر اللہ میں سے ہیں سے بھی دائمی محروم ہو گئے۔ منارۃ المسیح، بیت الدعا، بیت الفکر، سرخی کے چھینٹوں کے نشان والا کمرہ غرض یہ کہ قادیان کی وہ مقدس بستی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان وعدے ہیں، کو چھوڑ کر لاہور میں پارٹی بنا کر ہمیشہ کیلئے خدا تعالیٰ کے افضال، انعام و اکرام سے محروم ہو گئے اور سب سے بڑھ کر جماعت احمدیہ کو جو خلافت کے وجود سے ایک مرکزیت اور اتحاد کی صورت حاصل تھی اور ہے اس سے محروم ہو گئے۔ آج غیر مبائعین کا شیرازہ بالکل بکھر چکا ہے اور صرف چند لوگ اس پارٹی میں باقی ہیں جو افعال و اعتقادات میں غیر احمدیوں سے کچھ کم نہیں چنانچہ ختم نبوت کے متعلق یحیٰ بنہدی عقیدہ اختیار کرنا جو غیر احمدیوں اور نام نہاد محافظین ختم نبوت کا ہے اس بات کا بین ثبوت ہے۔ اس کے بالقابل جماعت احمدیہ آج حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ایمان رکھ کر خلافت کے تابع چار دانگ عالم میں پھیل چکی ہے۔ دنیا کے دو صد سے زائد ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے موجود ہیں۔ آج جماعت احمدیہ کو خلافت کی برکت سے اتحاد و اتفاق کی جو دولت حاصل ہے وہ دنیا میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔

منکرین نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہے وہ غیر احمدی ہوں یا غیر مبائعین کبھی بھی حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف رہ کر خدا تعالیٰ کی وہ تائید حاصل نہیں کر سکتے جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے خاتم النبیین کی جو اعلیٰ اور پر معارف تعریف کی اس سے روگردانی کر کے اور غیر احمدیوں اور بہائیوں والے معانی اختیار کر کے غیر مبائعین نے اپنے زعم میں عام مسلمانوں کے ساتھ الحاق کو ہی اپنی فلاح و بہبود کا ذریعہ سمجھا۔ لیکن درحقیقت ایسا کر کے وہ نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے۔ آج دنیا میں جدھر دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان جانثاروں کا چہ چاہے جنہوں نے آپ کو نبی مان کر دوسری قدرت کو بھی مانا اور آج وہ اتحاد کی اس لڑی میں پروئے گئے ہیں جسے اللہ نے جبل اللہ قرار دیا آج غیر مبائعین اس جبل اللہ سے محروم ہیں۔

فیصلہ کا آسان طریق

دلائل اور بحث کے میدان میں تو لفظی نزاع اور معنوی موٹا گائیوں کی بڑی گنجائش ہوتی ہے، لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق کے سامنے فیصلہ کا ایک ایسا طریق بھی پیش فرمایا تھا جس سے انسان صحیح نتیجہ پر بڑی آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔ حضور نے ۱۹۱۵ء میں مؤکد بعد اب قسم کھا کر فرمایا:

”میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے وہ خدا جو زندہ، قادر اور سزا دہ جزا دینے والا ہے، وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحبؒ کو اس وقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ زندہ تھے اس قسم کا نبی ماننا تھا جس طرح کاب مانا ہوں۔ میں اس بات کیلئے بھی قسم کھاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے رو یا میں مجھے منور نہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعودؑ نبی تھے میں یہ نہیں کہتا کہ غیر مبائعین سب کے سب عملی لحاظ سے بڑے ہیں اور ہماری جماعت کے سارے کے سارے لوگ عمل میں اچھے ہیں، مگر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جن عقائد پر ہم ہیں وہ سچے ہیں۔“ (الفضل ۲۳ ستمبر ۱۹۱۵ء)

لیکن مولوی محمد علی صاحب کبھی بھی اپنے عقائد پر اس یقین اور خلوص کے ساتھ مؤکد بعد اب قسم کھا نہیں سکے اور نہ ہی لاہوری جماعت کا کوئی اور ممبر۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۲۸ء میں فیصلہ کا ایک اور طریق یہ بیان فرمایا:

”نبوت کے متعلق جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اختلاف سے پہلے کی ہیں ایک جگہ جمع کر دی جائیں تو میں ان پر دستخط کر دوں گا۔ اور اعلان کر دوں گا کہ میرا بھی یہی عقیدہ ہے“ (الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء) حضورؑ کی طرف سے یہ پیشکش مولوی محمد علی صاحب کے بدلے ہوئے عقائد پر ایک قطعی فیصلہ تھا جس کا جواب مولوی صاحب اپنی وفات تک نہ دے سکے۔ پھر ۱۹۳۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لاہوری فریق پر آخری دفعہ اتمام حجت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کو ایک مرتبہ اور عقائد کے متعلق دعوت مباہلہ دی اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی صاحب ہرگز قسم نہیں کھائیں گے۔

(رسالہ فرمان قادیان ماہ جون ۱۹۳۲ء) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ بالا حلف اور دونوں طریق فیصلہ اس امر کا بین اور قطعی ثبوت ہیں کہ آپؑ کا موقف مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اختلاف سے پہلے اور بعد میں ایک ہی رہا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور دراصل خود غیر مبائعین نے مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اختلاف کے بعد اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔ نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق ان کی اختلاف سے پہلے کی تحریروں سے ان کا موقف وہی ثابت ہوتا ہے جو مبائعین کا ہے لیکن اختلاف کے بعد سرگروہ غیر مبائعین مولوی محمد علی صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

”ان معنوں میں نبی اور رسول تھے جن معنوں میں امت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں“ (ٹریکٹ ”میرے عقائد“ صفحہ ۶) پھر فرماتے ہیں:-

”اس امت میں جس قسم کی نبوت مل سکتی ہے وہ حضرت علیؑ کو ضرور ملی ہے۔“ (النہیۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)

ان کا بعد از اختلاف یہ عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح اور بین تحریرات کے صریح مخالف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں:- ”غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی

مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور یہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۳۰۷ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اسی طرح حضرت اقدس فرماتے ہیں:- ”اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۳۰۲ حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۳۰)

پھر عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں:-

”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۳۲ چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

نشان تو اتنے کہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ غیر مبائعین کے نزدیک ان نشانوں سے حضورؑ کی اپنی نبوت ثابت نہیں ہوئی اور ان کے نزدیک آپؑ غیر نبی تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک

اب اہل فکر و دانش فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اختلاف کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واضح تحریروں کے خلاف نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے تبعین نے تبدیلی عقیدہ کی تھی یا غیر مبائعین حضرات اور ان کے سرگروہ مولوی محمد علی صاحب نے اور پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ جماعت احمدیہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر دل و جان سے ایمان رکھ کر باوجود شدید مخالفت کے دنیا کے کونے کونے میں آنحضرتؐ اور اسلام کے پر امن پیغام کو پہنچا رہی ہے اور اسلام کے غلبے کے سامان کر رہی ہے لیکن غیر مبائعین! آہ! ہم سے بچھڑے ہوئے یہ بھائی اپنے ہی محدود دائرے میں دن بدن سینٹے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارے یہ بھائی بھی اپنے ایمان و اعتقاد کی اصلاح کر کے ہم سے آلیں کیونکہ گلے سے لگی ہوئی چاہے ایک ہی بھیڑ کیوں نہ ہو، امن میں نہیں۔ اُسے تو ایک طاقت ور عقاب بھی اپنے پنجوں میں دبوچ سکتا ہے۔ اللہ ہمارے ان بھائیوں کو ہدایت دے (آمین) ❀❀❀

نام نہاد ”تحفظ مجلس ختم نبوت“ شریعت اسلامیہ سے ایک مذاق

(محمد عظیم اللہ تشریشی - بنگلور)

برادران ملت سرور کائنات فخر موجودات سید الانبیاء و امام الاقنیاء سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خاتم النبیین ہونے کا مرتبہ اور شان اسلام کی جان اور احمدیت کی روح رواں ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کا یہ مقام اور مرتبہ تمام عالم اور کائنات کے ظہور کی علت غائیہ ہے۔

بانی جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مجہود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بد قسمت وہ لوگ ہیں جو..... آنحضرت ﷺ کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موتی ”نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صد ہا نبی چراغ ہو گئے اور مسیح“ اس کی پیروی تیس برس تک کر کے اور توریت کے احکام کو بجالا کر اور موتی کی شریعت کا جو اپنی گردن پر لیکر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی پیروی کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسب آیت ماکان محمد اباً احد من رجالکم اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی اور خدا تعالیٰ کا یہ قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بے معنی رہا۔

ظاہر ہے کہ زبان عرب میں لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی جو امر حاصل نہیں ہو سکا اُس کے حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کے رو سے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر روحانی طور پر آپ کی اولاد بہت ہوگی۔ اور آپ نبیوں کیلئے مہر ٹھہرائے گئے ہیں یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز آپ

کی پیروی کی مہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنی تھے جن کو الٹا کر نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا حالانکہ اس انکار میں آنحضرت ﷺ کی سراسر مذمت اور منقصت ہے کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے۔ اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلا دے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت ﷺ کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنادیتا ہے اور اگر نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ میں فیض روحانی نہیں تو پھر دنیا میں آپ کا مبعوث ہونا ہی عبث ہوا اور دوسری طرف خدا تعالیٰ بھی دھوکا دینے والا ٹھہرا جس نے دعا تو یہ سکھائی کہ تم تمام نبیوں کے کمالات طلب کرو مگر دل میں ہرگز ارادہ نہیں تھا کہ یہ کمالات دیئے جائیں بلکہ یہ ارادہ تھا کہ ہمیشہ کیلئے اندھا رکھا جائے گا۔

لیکن اے مسلمانو! ہشیار ہو جاؤ کہ ایسا خیال سراسر جہالت اور نادانی ہے اگر اسلام ایسا ہی مردہ مذہب ہے تو کس قوم کو تم اُس کی طرف دعوت کر سکتے ہو۔ کیا اس مذہب کی لاش جاپان لے جاؤ گے۔ یا یورپ کے سامنے پیش کر دے گے اور ایسا کون بے وقوف ہے جو ایسے مردہ مذہب پر عاشق ہو جائے گا جو بمقابلہ گزشتہ مذہبوں کے ہر ایک برکت اور روحانیت سے بے نصیب ہے گزشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا جیسا کہ موتی کی ماں اور مریم کو۔ مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں بلکہ اے نادانو اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کے رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ

ایک حد تک آ کر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔“

(چشمہ مسیحی صفحہ ۷۲ تا ۷۵)

بانی جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ ہی امام مہدی و مسیح موعود کے منتظر علماء کا انتظار بھی ختم ہو گیا تھا ان کی شدید خواہش تھی کہ ان کے مدرسوں یا برادری میں سے کوئی اٹھے اور امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہی کسی لیڈر یا بڑے مولوی کو امام مہدی و مسیح موعود بنا دے گا۔ یا بنی اسرائیل کے رسول و نبی حضرت عیسیٰ مرحوم کو دو ہزار سال یا سو دو سو سال کم کی مدت کے بعد ان کے مدرسوں میں اتار لے آئے گا۔

مگر افسوس ان کی امید یا خواہش پوری نہ ہوئی۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کے ظہور کے زمانہ میں عیسائیوں کو پوری پوری امید تھی کہ موعود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور انہیں میں ہوگا۔ مگر ہوا ظہور عربوں میں اسی لئے عیسائی قوم کی اکثریت رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتی ہے۔

چونکہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام اہل فارس میں سے تھے اور ملاؤں کی برادری میں سے نہ تھے اس لئے ان علمائے اسلام کہلانے والوں کی اکثریت نے یہود و نصاریٰ کا رنگ پکڑ کر مخالفت پر ہی نہیں دشمنی پر کمر کس لی اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد باب نبوت بند ہو گیا ہے نبوت کا مدعی کا فر مرتد واجب القتل ہے۔ ہفتہ وار صدقہ جدید لکھنؤ ۶ اگست ۱۹۶۵ء میں ایک مراسلہ ”قادیانی اور باب کعبہ“ (ایک سائل کے قلم سے) کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس کا ایک اقتباس بڑا دلچسپ ہے ملاحظہ کیجئے۔

”مولوی خود مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بحالت نبوت آئیں گے (ینزل عیسیٰ نبی اللہ۔

مسلم شریف) یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان پر وحی بھی نازل ہوگی (حدیث مسلم از نواس بن سمعان) اور یہ بھی کہ وحی لانے والے حضرت جبرائیل ہوں گے (حج انکرامنی آثار قیامت از نواب والا جاہ صدیق خان مرحوم) اور یہ بھی کہ جب حضرت مسیح آئیں گے ان کا انکار کرنے والے کافر ہوں گے۔ لہذا ہم تو ان تمام باتوں سے توبہ کرتے ہیں کیونکہ حضرت مسیح اپنی ان خصوصیات کے ساتھ آگئے تو باب نبوت مفتوح ہو جائے گا۔

اب ان مولوی صاحبان سے بھی توبہ کرانی چاہیے کہ وہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تسلیم کر کے اور اُن کو نبی مان کر اور ان پر بذریعہ جبرائیل وحی نازل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام۔ ناقل) کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ یہی وہ مولوی صاحبان ہیں کہ بام رسالت پر چڑھانے (مولوی کون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے رسالت عطا فرمائی ہے۔ ناقل) کے لئے غلام احمد علیہ السلام کے لئے سیرھی میا کی اور جب وہ چڑھ گئے تو کہنے لگے کہ اس نے نبوت کا دروازہ چو پٹ کھول دیا۔

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود ختم نبوت کے منکر ہیں ان ہی کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء کو رشک ہے کہ مرزا قادیانی تو بازی لے گیا اور اس نے مسلمانوں کا انتظار ختم کر دیا اور ہم جو نزول مسیح کو عقیدہ میں شامل کرتے رہے ہیں خالی ہاتھ رہ گئے۔ قادیانیوں کا مسیح موعود آگیا اور ہم ٹکٹ لگا کر آسمان ہی کو دیکھ رہے ہیں کہ کب حضرت مسیح تشریف لائیں اور کب ہم ان کے منکروں کو کافر قرار دیں۔

یہ قادیانی اور ان کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اختلاف صرف شخصیت میں ہے علماء کہتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے ان پر وحی بھی نازل ہوگی وحی لانے والے حضرت جبرائیل ہوں گے مگر نازل

ہونے والے مسیح غلام احمد قادیانی نہیں ہیں وہ تو آئیں گے۔ گویا فرق یہ ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے مولوی کہتے ہیں کہ نہیں وہ ابھی نہیں آئے مگر آئیں گے ضرور۔ پھر قادیانیوں اور ان کے مخالف مولویوں میں فرق کیا رہا اصول میں متفق ہیں۔ مابہ النزاع صرف شخصیت ہے حیرت ہے کہ ان پرانے قادیانیوں کو کوئی بھی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتا۔ یہ نئے قادیانی تو ان ہی مولویوں کے شاگرد ہیں بس غضب یہ ہوا کہ سیدھی مولویوں نے مہیا کی اور چڑھ گئے بام رسالت پر غلام احمد قادیانی محنت کس نے کی اور پھل کس نے کھایا۔“ (صدق جدید لکھنؤ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

احرار یوں اور دیوبندیوں

کافن کذب طرازی

قارئین! احرار یوں اور دیوبندی علماء کے بعض اکابر نے یہ نظریہ قائم کر کے فن کذب طرازی کی شرعی بنیاد رکھ دی ہے کہ بعض اوقات کذب صریح واجب ہو جاتا ہے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی جنہیں حضرت قطب العالم، ختم الاولیاء والحمد للہین، فخر الفقہاء والمشاہخ حضرت عالی ماوائے جہاں مخدوم الکل مطاع العالم قرار دیا جاتا ہے حسب ذیل فتویٰ دیا۔

”احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تا امکان تعریض سے کام لیوے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ کامل)

اسی طرح دیوبندی علماء کے شیخ الاسلام جناب مولوی حسین احمد صاحب مدنی کی رائے میں جھوٹ بعض اوقات میں فرض اور واجب ہو جاتا ہے۔ (نقش حیات)

ان فتاویٰ کے مطابق مخالف احمدیت علماء مدت سے جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ بہتان طرازی اور افتراء پر دازی کا بازار گرم کئے ہوا تھا۔ حتیٰ کہ تصویر سازی کو ناجائز سمجھنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے اپنے ہاتھوں پوسٹ فوٹو بنانے اور کھلے بندوں شائع کرنے شروع کر دیئے اور یہ سب ختم نبوت کے مقدس

نام کی آڑ میں کیا جا رہا ہے۔

ان نام نہاد محافظین ختم نبوت کی ساری سرگرمیاں صرف حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو گالیاں دینے اور احمدیوں کے خلاف فتنہ برپا کرنے کیلئے وقف تھیں اور وہ اس کو ”جہاد“ کا نام دیتے تھے اب بھی دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کے حقیقی چہرہ سے نقاب اُتارنے کیلئے یہ سامان فرمایا کہ بریلوی علماء غم ٹھونک کر ان کے خلاف میدان میں آگئے اور انہیں للکارا کہ دیوبندی کانگریس اور برطانیہ دونوں کے خود کاشتہ پودا اور تنخواہ دار ایجنٹ رہے ہیں اور انہوں نے دیوبندی لٹریچر سے ہی ثابت کر دکھایا کہ ان کی تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء اسلام انگریز کے ایما سے قائم ہوئی تھی۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں۔ کتاب دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ از مولوی غلام مہر علی صاحب گولڑوی)

سرحد کے ایک احرار یوں رہنما جناب سید عبداللہ شاہ صاحب مدبر روزنامہ الفلاح پشاور کی چشم دید شہادت ہے کہ ”مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات پہلی دفعہ ۱۹۳۷ء میں ہوئی مولانا غلام غوث ہزاروی کے دورِ رخ تھے ایک طرف وہ مجلس احرار سرحد کے صدر تھے اور مجلس احرار کو ہندوؤں سے باقاعدہ روپیہ ملتا تھا کیونکہ کانگریس کی حمایت کرتے تھے۔ دوسری طرف ان کا تعلق سنٹرل انڈیائی جنس سے تھا وہ کانگریس کے خلاف رپورٹیں دیا کرتے تھے مگر بظاہر وہ ایک دینی عالم تھے بہترین مبلغ اور انگریز کے خلاف بے خوفی سے تقریر کرتے تھے۔ دراصل انگریز میں ایک کمال تھا کہ وہ اپنے لوگوں سے ایسا کام لیتا تھا۔ لوگوں کے سامنے اُسے گالیاں دو تا کہ لوگ اسے حکومت کے خلاف سمجھیں اور اس کے سامنے کھل کر بات کریں اس وجہ سے مولانا کو کانگریس کا وظیفہ الگ اور انڈیائی جنس کا وظیفہ الگ ملتا تھا۔“ (میری زندگی کی یادداشتوں کا چوتھا حصہ صفحہ ۳۸ مؤلفہ سید عبداللہ شاہ۔ مدیر روزنامہ الفلاح)

مجلس احرار کا قیام

اور ان کے کارنامے

ایک کتاب

Freedom Movement in Kashmir ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا

نام غلام حسن خان ہے ہندوستان سے لائٹ اینڈ لائف پبلشر نیو دہلی نے ۱۹۸۰ء میں شائع کی ہے اس میں ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء تک کے عرصہ میں تحریک کشمیر کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے مصنف نے مجلس احرار کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”مجلس احرار کانگریس کے سٹیج پر کانگریس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر معرض وجود میں آئی اس کے پہلے صدر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری منتخب ہوئے اور ان کا نام مجلس احرار اسلام ہند تجویز ہوا۔“

اس کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے جسٹس منیر صاحب لکھتے ہیں یہ جسٹس منیر صاحب حکومت پاکستان کے ۱۹۵۳ء میں اینٹی احمدیہ تحریک پر قائم شدہ انکوائری کمیشن کے جسٹس تھے۔ آپ ایک بہت اعلیٰ پائے کے قانون دان کے طور پر معروف ہیں اور ایک جسٹس کیانی تھے آپ دونوں ممبر تھے آپ نے اپنی رپورٹ میں یہ الفاظ درج کئے۔

”احرار کے رویے کے متعلق ہم نرم الفاظ استعمال کرنے سے قاصر ہیں ان کا طرز عمل بطور خاص کردہ اور قابل نفیس تھا اس لئے کہ انہوں نے ایک دنیاوی مقصد کیلئے ایک مذہبی مسئلہ کو استعمال کر کے اس مسئلہ کی توہین کی۔“ (انکوائری رپورٹ صفحہ ۷۸-۷۳)

اسی طرح لکھا ہے:-

”اسلام ان کیلئے ایک حربہ کی حیثیت رکھتا تھا جسے وہ کسی سیاسی مخالف کو پریشان کرنے کیلئے جب چاہتے بالائے طاق رکھ دیتے اور جب چاہتے اٹھا لیتے کانگریس کے ساتھ سابقہ پڑھنے کی صورت میں تو ان کے نزدیک مذہب ایک فنی معاملہ تھا اور وہ نظریہ قومیت کے پابند تھے لیکن جب وہ لیگ کے خلاف صف آراء ہوئے تو ان کی واحد مصلحت اسلام تھی جس کا اجارہ انہیں خدا کی طرف سے ملا ہوا تھا۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۷-۲)

احرار کے بارہ میں اکابرین علماء کے بعض حوالہ جات پیش ہیں:

”مجلس احرار جھگڑوں کی ٹولی اور چوروں کی جمعیت ہے“

(اخبار احسان لاہور ۵-۲-۱۹۳۶ء)

”احرار کے نام سے کسی کو منسوب کرنا

ذلت اور تحقیر کے مترادف ہے“

(اخبار نوجوان افغان ہری پور ہزارہ ۱۷-۳-۳۷)

خود مفکر احرار چودھری افضل حق کہتے ہیں: ”ہاسی کڑھی کے اُبال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں“ (زمزم لاہور ۱۵-۷-۳۱)

مولانا ظفر علی خان صاحب نے احرار کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا کہ

”کیا کہوں آپ سے کیا ہیں احرار کوئی لچا ہے اور کوئی لٹھا۔“

(چمنستان منظومات ظفر علی خاں صفحہ ۱۶۵)

اسی طرح لکھتے ہیں:

گالیاں دے جھوٹ بول احرار کی ٹولی میں مل نکتہ یوں ہی ہو سکے گا حل سیاسیات کا (ایضاً صفحہ ۹۲)

آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و رذیل تو یہ سب ذلت اسی طبقہ نمدار سے ہے (ایضاً صفحہ ۴)

مل رہے ہیں اُن کے چندوں پر مگر احرار ہند پھر ہوں کیوں وہ اپنے ہی پروردگاروں کے خلاف (۲۳۲)

نرالی وضع کا مومن ہے طبقہ احرار کہ سر جھکا ہوا مشرک کے آستان پر ہے (ایضاً صفحہ ۱۶۸)

احرار یوں و دیوبندیوں کے

مدعیان خدا و رسول

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کے بعد نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کی تقدیر تاریکی میں تھی جب انسان ایک نور کا دشمن بنتا ہے تو تاریکی میں غوطے کھاتا چلا جاتا ہے۔ احرار یوں نے ختم نبوت کے بند دروازے کا قفل توڑ کر خود ساختہ رسول و نبی اور آئندہ کا امام بلکہ خدا کو پیش کر دیا۔

دیوبندی مولوی رشید گنگوہی کو ”خدا“ مری خلاق کہتے ہیں۔

(مرثیہ رشیدیہ صفحہ ۱۲)

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا امام رشید گنگوہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور انہیں موت بھی دیتا ہے۔ (مرثیہ رشیدیہ صفحہ ۳۳)

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کا دعویٰ پیغمبری ”سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان

سے نکلتا ہے اور تقسیم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔“

(تذکرہ الرشید جلد 2 صفحہ 17)
دیوبندی کہتے ہیں ”کلمہ طیبہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے حتیٰ کہ صحابہؓ سے بھی، اس لئے اُن کا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ ہے“

(کلمہ طیبہ ص ۱۶ حوالہ رسالہ امدادیہ ص ۲۴)
دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کی توہین جائز ہے وہ رشید گنگوہی کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے مقام پر سمجھتے ہیں

(مرثیہ رشیدیہ ص ۱۶)
دیوبندیوں کے نزدیک رشید گنگوہی بانی اسلام کا ثانی ہے (مرثیہ ص ۶) اشرف علی تھانوی حضور کی شکل، قد، رنگت حضور کی تھی (اصدق الروایہ ص ۵، ۳، ۲۵) بانی اسلام کا ثانی رشید گنگوہی ہے اور اس کا کالا غلام یوسف ثانی (مرثیہ رشیدیہ ص ۱۱) دیوبندیوں کا فتویٰ ہے کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رحمۃ للعالمین کی صفت مخصوص نہیں۔ دیوبندی عالموں کو رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔“

(فتویٰ رشیدیہ حصہ سوم)
دیوبندیوں کے نزدیک درود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نہیں بلکہ اشرف علی تھانوی رسول اللہ پر ہے۔ (العیاذ باللہ)
(رسالہ امدادیہ ص ۳۴)
دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ رشید احمد گنگوہی حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر ہیں وہ مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔

(مرثیہ رشیدیہ ص ۳۳)
بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس کی شخصیت کے تعارف میں تحریر ہے:-

”مولانا موصوف کے بچپن میں ان کے ساتھ صحابہ کرام کی سی صورتیں چلتی پھرتی تھیں۔ جوانی میں ذکر کرتے وقت ان کے دل پر فیضانِ نبوت سے بوجھ سا محسوس ہوتا تھا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی کے وقت ہوا کرتا تھا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے انہیں بھی ”رویائے صادقہ“ یعنی سچے خواب ہونے لگے جس میں علوم صحیحہ کا لقاء ہوتا تھا خواب ہی میں انہیں تبلیغ کا یہ طریقہ مکشف ہوا اور یہ بھی مکشف ہوا کہ آیت کریمہ کفتم خیر امۃ

اخیر جنت للناس ان کی شان میں ہے اور اس کی تفسیر بھی القاء ہوئی کہ ”تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں پر ظاہر کئے گئے ہو“ (تبلیغی جماعت اور اس کا نصاب، مرتبہ الحاج مولانا منشی خطیب عبد الرحمن عمری ص ۳۱-۳۲)

نبی و رسول اور ائمہ کے امام یعنی امام کون؟؟

دیوبندیوں کے اکابرین نے پنڈت جواہر لال صاحب کو رسول السلام کے القاب سے نوازا۔ اور گاندھی جی کو نبی بالقوت کا لقب عطا فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

پنڈت جواہر لال نہرو ”رسول السلام“ (دیوبندی مذہب صفحہ ۳۵-۳۱)

مہاتما گاندھی جی ”نبی بالقوت“ اخبار ذوالفقار ۱۱ اپریل ۱۹۲۱ء نے لکھا کہ عطاء اللہ بخاری نے ۲۵ اپریل کی تقریر میں جو مسجد خیر الدین میں کی بیان کیا کہ میں مسٹر گاندھی کو نبی بالقوت مانتا ہوں۔“

آئمہ کا امام (مراد امام مہدی) کون؟
”جج سے پہلے آئمہ کل ہند تنظیم کے وفد وزیراعظم (شری پی وی نرسمہا راؤ جی جنہوں نے بی جے پی سے مل کر بابر مسجد کو ڈھایا تھا) سے ملاقات کی اور امام حضرات نے وزیراعظم کو آئمہ کا امام قرار دیا تو تنظیم کے سربراہ مولانا الیاسی کوچ پر خیر سگالی وفد میں شامل کر لیا گیا سینکڑوں علماء اپنے کندھے پر عربی رومال رکھے اور آنکھوں میں سرمہ لگائے کتنی محبت و عقیدت سے وزیراعظم کے ساتھ بات چیت کرتے رہے یہ خصوصی پروگرام بہت دیر تک ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔“

(روزنامہ مشرق کلکتہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۹۳)
اسی طرح آزاد ہند کلکتہ نے لکھا:-

”آل انڈیا تنظیم آئمہ کی طرف سے کئی مرتبہ وزیراعظم کے دستار فضیلت باندھی گئی اور دور درشن پر اس کی زوردار پبلیٹی بھی ہوئی۔ مئی ۱۹۹۳ میں سپریم کورٹ نے اماموں کی تنخواہیں وقف بورڈوں سے مقرر کرنے کیلئے اپنا فیصلہ صادر کیا تھا تب بھی تنظیم آئمہ نے وزیراعظم کی دیوبندی حاضر ہو کر مقدمہ میں کامیابی پر وزیراعظم کا شکریہ ادا کیا تھا۔ اوقاف کی بدحالی

دیکھتے ہوئے یہ سوال کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے تقریباً تین لاکھ امام کو تنخواہیں کہاں سے اور کیسے دی جائیں گی۔“ (۲۰ جون ۱۹۹۵)

قرآن مجید و انبیاء کرام کی تحقیق کے انداز

تذکرۃ الائمہ صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے:
”حضرت علیؓ خدا ہیں۔ ایک کتاب مناقب مرتضوی حیات القلوب ہے۔“

اس کی دوسری جلد باب ۴۹ میں لکھا ہے:- ”حضرت علیؓ خدا ہیں اور محمد اس کے بندے ہیں۔“

رسالہ نورتن کے صفحہ ۳۶ پر درج ہے حضرت علیؓ فرزند خدا ہیں۔ اصل قرآن مفقود ہے۔ موجود سے دس پارے غائب ہیں۔ بعض آیات میں تحریف و تغیر ہے۔“ (تفسیر صافی) تفہیم القرآن جلد صفحہ ۲۷۱ پر مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

”ایک نعمت کے طور پر جو ان اور حسین و جمیل عورتوں کی شکل دے کر جنتیوں کو عطا کر دے گا تا کہ وہ ان کی محبت سے لطف اندوز ہوں لیکن بہر حال یہ جن و پری کی قسم کی مخلوق نہ ہوں گی کیونکہ انسان کبھی محبت ناجنس سے مانوس نہیں ہوسکتا۔“

”روح المختار علیؓ دور المختار مشائی“ جو بریلویوں اور دیوبندیوں دونوں کو قبول ہے اس میں لکھا ہے

”اگر تکبیر پھوٹے پس لکھی جاوے سورۃ فاتحہ خون کے ساتھ اس کی پیشانی پر اور ناک پر جائز ہے شفاء کے حصول کیلئے اور اسی طرح سورۃ فاتحہ پیشاب سے بھی لکھنی جائز ہے۔“

لکھا ہے ”حضرت سلیمان کی انگوٹھی شیطان نے لیکر چھینک دی آپ کی بادشاہت جاتی رہی وہ شیطان جس کا نام آصف تھا آپ کے تخت پر بیٹھ گیا کہتے ہیں یہ حضرت سلیمانؑ کے اس گناہ کی پاداش تھی کہ آپ نے ایک عورت سے حیض کے دوران مباشرت کی تھی“ (تفسیر روح المعانی سورۃ ص)

”خدا حضرت سلیمانؑ سے ناراض ہوا کیونکہ انہوں نے ایک عورت کو اپنی بیوی بنالیا جس سے وہ عشق کرتے تھے“

(جلالین مجتہبی صفحہ ۳۸۰)
”اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام

کو سمجھنے کی اس وجہ سے کہ حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں انہوں نے ایک اور شخص جس کی ایک ہی بیوی تھی لیکر اُس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔“

(جلالین مع کمالین صفحہ ۷۹ ص ۳)
دیوبندی کہتے ہیں کہ ”حاجی امداد اللہ کے گھر میں رسول اللہ بادرچی بن کر آئے۔“

(تذکرہ الرشید ص ۴۶)
دیوبندی کہتے ہیں کہ ”قرآن کی کئی آیتیں منسوخ ہو گئیں حتیٰ کہ سورۃ فاتحہ اور بسم والی آیت جزو قرآن نہیں۔“

(عقیدہ دیوبندیہ)
”بحالتِ خواب قرآن پر پیشاب کرنا اچھا ہے۔“ (افاضات یومیہ تھانوی صفحہ ۱۳۳)
فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۹ و مزید المجید تھانوی صفحہ ۶۶-۳۳

”خدا کے کلام لفظی یعنی قرآن مجید کا جھوٹا ہونا ممکن ہے“

(المجید المقل از صدر دیوبند صفحہ ۲۴)
ابو اور النور از تھانوی صفحہ ۲۰۱ صفحہ ۴۸۱

”قرآن کو پاؤں تلے رکھنا جائز ہے۔ کسی عذر سے قرآن مجید کو قارورات میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے“

(تحریف اوراق صفحہ ۴ بحوالہ دہانی نامہ صفحہ ۳۵)
دیوبندی فتوؤں کی حقیقت
فتوے فلوں میں جکتے ہیں اسٹار نیوز کا سنسنی خیز خلاصہ۔

دیوبند کا دارالافتاء فتوؤں کی منڈی ہے۔ ٹی وی کے تعلق سے ایک مدرسہ کا فتویٰ حلال کا اور دوسرے کا فتویٰ حرام کا۔ سچ کیا ہے؟ ذیل بیڈ کا مسئلہ حلال و حرام سے کیا لینا دینا SMS سے طلاق کا کیا مسئلہ ہے۔ مفتی عبد الرحمن کو گردہ دیا جاسکتا ہے لیکن خود ان کا گردہ دینا ناجائز۔ کیا یہ فتویٰ کی کلاکاری ہے؟

دنیا کے لاکھوں لوگوں نے مفتیوں کو رشوت لیتے ہوئے دیکھا۔ کیا اب فتویٰ کیلئے بھی رشوت دینی پڑے گی؟

مدارس اسلامیہ کی حقیقت
”پاکستانی مدارس پر وزیر کا الزام“

مجلس تحفظ ختم نبوت کی

نام نہاد اسلامی خدمات:

دیوبندیوں کے ہر کام میں زراعت و زری کا مقصد درپیش ہوتا ہے۔ چنانچہ ختم نبوت کا صدر مشہور قصہ خوانی مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری حصہ دار مبلغ بھی اپنے ساتھ تھکی کر رکھے ہیں لاکھوں روپیہ نبی کے ناموں کے نام پر جمع کر کے زمین کے مربیعے اور آڑھت کی دکانوں سے مشرف ہو کر نعیم دارین و اجر جلیل سے ثواب حاصل فرما چکے ہیں چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید و مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے۔

وہ (مولوی محمد علی جالندھری) ہمارے لئے اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات دوسری چیز ہے مجلس تحفظ ختم نبوت تیسری چیز ہے اس مجلس کے نام پر جمع کردہ روپیہ (اس کے چند سطور بعد پر شورش صاحب لکھتے ہیں) مولانا محمد علی جالندھری بہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کیلئے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے برعکس ان کے مشاہرہ صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح ہو رہے تو ہمارے کرم فرما ہی ہمیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و موزوں ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا۔ تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت (ہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء) تحفظ حقوق سواد اعظم برطانیہ

احباب کرام غور فرمائیں کہ یہ سب

ذات شریف بدستور طالبات کو طلباء کو پڑھانے پر مامور ہے اور اب تک بھی ہے جس کے ساتھ اس نے بدفعلی کی وہ بھی بدستور اس کا آشنا بن کر ہے۔ غرض کچھ ایسا ماحول ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

یہ نوجوان آپس میں سوال کر رہے تھے اگر معاملہ دبا دینا تھا تو یہ معاملے باہر کیوں آئے۔ اگر باہر لانا تھا تو اس غلطی کو برطرف کیوں نہیں کیا گیا۔ یہاں کے سادہ لوح مسلمان تعجب میں ہیں کہ آخر یہ کیسا مسلمان تھا جسے نہ رمضان کا احترام تھا اور نہ رمضان میں خدا کا خوف اور تعلیم گاہ کے منتظم بھی کس قسم کے مسلمان ہیں جو ایسے حرام پسند کو قبول کئے ہیں۔ قارئین ہمارا بھی یہی سوال ہے۔

جو آدمی لواطت میں پکڑا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں جو آدمی زنا میں پکڑا گیا ہے اس کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں ہم میں اکثر گھروں میں قرآن مجید بھی ایسے ہی آدمیوں سے سیکھا جاتا ہے جو عادی عیاش ہوتے ہیں لواطت باز ہوتے ہیں۔ کیا اس طرح یہ دور قوم لوط کی سرپرستی کا دور ہے؟

(روزنامہ پاسبان بنگلور ۳ فروری ۱۹۹۹ء)

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت

کے اغراض و مقاصد

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد حصول مربیعہ جات زمین آڑھت کی دکانیں ”تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں ہی عطا اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری اہلسنت کے مقتدر علماء حضرت مجاہد اعظم مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور صدر مجلس عمل اور شیر شبیہ خطابیت حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ مدظلہ کی جوتیاں چاٹا کرتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دو لاکھ روپیہ لوگوں سے بنور کر ثواب داریں سے مشرف ہوتے تھے۔

شہر میں ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس علاقے کی واجب الاحترام عمارت میں یا کسی تعلیم گاہ میں سرزد ہونے والے کسی بھی جنسی جرم کا پتہ دوسرے علاقے والوں کو نہیں ہوتا۔ جب ایک جگہ بدفعلی کرتا ہوا کوئی سگ زادہ پکڑا جاتا ہے اور لات پتھروں سے مار کر بھگا دیا جاتا ہے تو وہ چیخا بلبلاتا دوسرے علاقے میں جا کر پناہ لیتا ہے وہاں کے لوگ اس کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر اسے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اونچا عہدہ دیتے ہیں یہ سگ زادے ان کی مہر بانوں اور حسن سلوک کا صلہ دیتے ہیں کہ اس محلے کے تمام گھروں کو اپنی جنسی بارگاہ سمجھتے ہیں جہاں جہاں مواقع ملتے اپنی عیاشی کو مٹانے، اپنے گندے وجود کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ ان آستین کے دشمنوں کو کسی قسم کی بھی کڑی سے کڑی سزا دینے کا ہمارے پاس کوئی سسٹم نہیں ہے بلکہ ان مجرمین کی حمایت کرنے والا انہی کی طرح لواطت پسند حلقہ موجود ہے جو کسی بھی رنگے ہاتھ پکڑے جانے والی واردات کے موقع پر پہنچ کر اس طرح صلح صفائی کرتا ہے کہ خدا اور رسولؐ کے ساتھ پوری ملت کا یہ مجرم باعزت بری ہو کر دوسرے مقام پر اس سے اعلیٰ عہدہ حاصل کر لیتا ہے۔

چند دنوں قبل ہم نے ایک چائے خانے میں چار دوستوں کے درمیان ایک گفتگو سنی۔ یہی گفتگو اس کالم کا موضوع ہے اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے محلے کی ایک تعلیم گاہ میں رمضان کے آخری عشرے میں ایک بے سرنی فیکٹ پرنسپل کو بدفعلی کرتے ہوئے اس تعلیم گاہ کے ایک منتظم نے پکڑ لیا۔ معاملہ چونکہ رمضان میں پیش آیا تھا اپنی ہی بدنامی اور شرمندگی کے پیش نظر ان لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس کے بعد جب منتظموں نے مزید تفتیش کے گھوڑے دوڑائے تو چند اور جنسی تعلقات کے معاملے بھی طشت از بام ہو گئے۔ اتنی کاروائی ہونے تک یہ معاملہ صیغہ راز میں نہیں رہا بات آہستہ پھیلنے لگی چند ایک کو یقین تھا کہ اب اس پرنسپل کی ہڈی پہلی ایک کردی جائے گی کہ یہ ایک جنسی معاملات کا مجرم تھا پتہ نہیں بے داغ کردار کے پس منظر میں کن کن برتنوں میں سوراخ کئے تھے۔

چھٹیوں کے بعد جب تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا تو محلے والوں نے دیکھا کہ وہی

اسلام آباد پاکستان کے مذہبی امور کے وزیر کی طرف سے دینی مدارس پر ایڈز پھیلانے کا الزام عائد کئے جانے پر اپوزیشن نے سخت احتجاج کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں ایوان سے واک آؤٹ کیا، وزیر مملکت برائے مذہبی امور عام لیاقت حسین نے ایڈز سے متعلق معلومات پر مبنی کٹ کے اجراء کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ کچھ دینی مدارس میں جنسی تشدد ہوتا ہے جب کہ بعض مدارس اور ججز اس مرض کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جسے روکنا ہوگا مذہبی جماعتوں کے اراکین نے وزیر کے بیان کا سخت نوٹس لیتے ہوئے ان پر الزام عائد کیا کہ انہوں نے مدارس کی توہین کی ہے۔۔۔

(سالار دیپلی 9 جنوری 2005ء گلور)

ہفت روزہ نئی دہلی کی خبر ہے۔

بچہ بازی افغانستان کی ایک روایتی برائی جس نے طالبان کے خاتمہ کے بعد پھر جنم لیا اور اب افغانستان میں ایک جنون کا نام ہے۔ گلی گلی کسن یتیم بچوں کو بدفعلی کا شکار بنایا جا رہا ہے اور یہ کوئی چوری چھپے نہیں بلکہ کھلے عام ہو رہا ہے جس کیلئے باقاعدہ محفلیں جعتی ہیں ہلکی روشنی میں گورے چنے یتیم بچے رقص کرتے ہیں اور شوقین مزاج اپنے دل تمام لیتے ہیں۔ بات یہیں ختم نہیں ہوتی ان لڑکوں کو بیوی کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے جسے وقار کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

(نئی دنیا دہلی ۱۳۰ اپریل سے ۶ مئی ۲۰۱۲ء)

روزنامہ پاسبان کی ایک رپورٹ ”کیا یہ دور قوم لوط کی سرپرستی کا دور ہے“

”اب تک ہمارے شہر میں سینکڑوں ایسے واقعات ہو چکے ہیں جس میں غیر فطری جنسی عمل کرنے والے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔ کم سن اور نیم بالغوں کے ساتھ ایسا گھناونا اور غیر انسانی فعل کرنے والوں کو ان کے اس اخلاق سوز جرم پر کیا سزا دی گئی۔

بس دو چار جوتے چپل رسید کئے یا چار آٹھ لات گھونے جمائے کچھ لوگوں نے جمع ہو کر ڈانٹ پھینکا کہ اس کے بعد ملک سے تڑی پار کر دیا۔

ہمارا شہر یلکنڈہ پالیم نہیں ہے کہ جس کا مجموعی رقبہ ایک دو محلوں پر واقع ہو۔ چاروں طرف سے میسوں میلوں تک پھیلے ہوئے اس

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کامرکز
المیس اللہ بکاف عبده کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

Main Bazar Qadian

درو شریف روحانی فیض کے حصول کا ذریعہ ہے۔

”درو شریف کے طفیل..... اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت ﷺ کی سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر اُن کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں..... درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حال کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو“ (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۷)

تلقین درود شریف۔

آنحضرتؐ کے احسانات کو یاد کر کے درود بھیجنے کا ارشاد ”اے لوگو! اس محسن پر درود بھیجو جو خداوند رحمن و منان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ اور جس دل میں آپؐ کے احسانات کا احساس نہیں اُس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں۔ یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔“ (اعجاز السبح صفحہ ۳-۴) سب سے بہتر درود شریف:

”درو شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے۔ اللہم صلی علی محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارک علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ پس خیال کر لینا چاہیے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہی وہ کسی قدر بزرگ ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا درود ہے۔“ (مکتوبات احمد جلد اول صفحہ ۱۸)

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کا طریق۔

”درو شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے کہ ابتداء زمانہ سے انتہا تک کوئی ایسا فرد گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ حجاب صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شائد اٹھاتے رہے ہیں۔ یا آئندہ اٹھاسکیں۔ یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کیلئے ولی صدق سے حاضر ہوا اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پوش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں روک یا انتہا پید ہوا اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اُس کی جس کی محبت میں حصہ دار ہو۔“

درو شریف..... اس غرض سے پڑھنا چاہیے کہ خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریمؐ پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کیلئے سرچشمہ برکتوں کا بنادے اور اس کی شان و شوکت اس عالم اور اُس عالم میں کرے“ (الحکم ۱۳ ستمبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۷)

(الفوز الکبیر صفحہ ۹ باب اول فصل اول) حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ یعنی عمل ختم ہو جائے گا۔ اُس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین ہوں گے (یعنی سؤر ہوں گے) اُن میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور اُن میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔“

(مشکوٰۃ سبب العلم الفصل الثالث کنز العمال) پھر ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں جھگڑے ہوں گے لڑائیاں ہوں گی اختلافات پیدا ہو جائیں گے۔ پس جب وہ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں ہندوں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی وہ علماء نہیں ہیں بلکہ سورا اور بندر ہیں۔“ (کنز العمال ۱۹۰/۷)

آج اُمت محمدیہؐ کو جو بھی عذاب مختلف صورتوں میں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں وہ سب ان نام نہاد مخالفین ختم نبوت کی وجہ سے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ و امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتے ہوئے تکفیر و تکذیب شونی و استہزاء ظلم و ستم میں روز بروز بڑھتے چلے گئے اور اس طرح یہ خدا اور رسولؐ سے بغاوت کر بیٹھے اور شریعت کو ایک موم کی ناک سمجھ کر جس طرف چاہا موڑ لیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں پر خدا کا غضب بھڑکا ہے اللہ ان کو سمجھ عطا کرتے ہوئے توبہ کا موقع دے۔



رونان کے گھر سے رویا جا رہا ہے اور اس سے واضح ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا مقصد کیا ہے اور رویہ ان کے تقویٰ کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ہفت روزہ نشین بنگلور لکھتا ہے:-

”آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام نہاد لوگ عالم اور امام بن کر حالانکہ ان کے سینے میں علم کے نام پر دوحرف نہیں ہیں کس طرح مختلف گھناؤنے منصوبوں سے نئی جائیداد بنانے ان کا کرایہ کھانے اور اپنے جسم پر حرام کمائی کی چربی چڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے لیڈر بن کر عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے کی پلاننگ کر رہے ہیں اگر مسلمان سوتے رہے اور وقت پر اماموں اور ان کے نائبوں کو اچھا سبق نہیں سکھایا تو بے گھر بے وطن اور بے روزگار ہوں اور اپنے مکان اور دکان ہی نہیں اپنی جان بھی گنوائیں گے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ پاک انہیں ناپختہ اور ناکارہ اماموں اور نائب اماموں کے شر سے بچائے۔“

(ہفت روزہ نشین بنگلور صفحہ ۵ مورخہ ۷ اگست ۱۹۹۳ء)

اخبار ”البشیر“ ۱۹۲۵ء لکھتا ہے۔ ”بعثت پیغمبر آخر الزماں کے وقت عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھا اور پھر آج کل کے علماء اسلام کا ان سے مقابلہ کر دو تو صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آج بہت سے علماء اسلام کی جو حالت ہے وہ فوٹو ہے اُس زمانہ کے علماء یہود اور نصاریٰ کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے علماء کو یہودی علماء کا مثیل قرار دیتے ہوئے فرمایا: اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی علماء جو مدتوں پہلے ختم ہو چکے ہیں تو پھر ان کو دیکھو جو آج کے علماء سو ہیں اور یہ دنیا کے طلب گار ہو چکے ہیں۔“

محمود احمد بانی

منصور احمد بانی

مسرور

شہروز

آسہ

BANI

موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:

Late Mian Muhammad Yusuf Bani

(1908-1968)

(ESTABLISHED 1956)

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

5, SOOTERKIN STREET, KOLKATA-700072

BANI AUTOMOTIVES

56, TOPSIA ROAD (SOUTH)
KOLKATA- 700046

BANI DISTRIBUTORS

5, SOOTERKIN STREET
KOLKATA-700072

PHONE: CITY SHOWROOM: 2236-9893, 2234-7577, WAREHOUSE: 2343-4006, 2344-9741, RESIDENCE: 2236-2096, 2237-9749, FAX: 91-33-2234-7577

روحانی فیضِ رسانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت کثرتِ آل و اولاد

خورشید احمد پرہا کر۔ درویش وادیان

خداوند کریم نے حضرت نرہنس کارو۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندو مقدس گرتھوں میں ”الکوش“ سرو کے انعامات سے نوازنے کا وعدہ دیا ہے۔ (اتھرو وید کا نڈ ۲۰۔ سوکت ۱۲۷ منتر ۱۱ سرو (الکوش) Every kind of every Thing میں جملہ نعماء میں ایک نعمت غیر مترقبہ ”اولاد“ کا کثرت سے عطا ہونا شامل ہے بلکہ دنیائے معمورہ کی بنیادی اکائی مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات کا رول ادا کرتا آ رہا ہے۔ انسانی سرشت میں ”مولود“ کی تمنا ایک اہم فطرتی تقاضا ہے کیونکہ تخلیق کائنات زوجین انہیں کے اصول پر مبنی ہے (الرعد ۴) لہذا ازموادہ کے اختلاط کے نتیجہ میں ہی کائنات کا وجود قائم ہے۔ سو اولاد کی تمنا توحید خالص کے سربستہ رازوں میں سے ایک نہایت اہم اور گہرے فلسفہ راز کی غماز ہے جو خالق نے ہر مخلوق میں خود فطرتی طور پر ودیعت کر دی ہے۔

حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق کثرت سے اولاد عنایت فرمائی۔ آپ کے چار صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ شہزادیوں سے جو اولاد چلی وہ دنیا میں ”سادات“ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا میں موجود ہے۔ اور عزت و تکریم کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔

جسمانی اولاد کے علاوہ رب العزت نے حضرت نرہنس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کثرت سے روحانی اولاد عطا فرمائی ہے کہ اس اولاد پر کبھی بھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ یہ کثیر التعداد روحانی اولاد دلی عقیدت اور خلوص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دن رات درود اور سلام بھیجتی رہتی ہے بلکہ برہم سماج کے ایک مشہور لیڈر شری شردھے پرکاش جی کے خیال کے مطابق ”ان“ کے نام پر جان دینے کیلئے تیار کھڑی ہے۔“

(سوانح عمری حضرت محمد صاحب صفحہ ۴، بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول حصہ دوم صفحہ ۴۶)

اولاد ایک بیش بہا جوہر تو ہے جو ادنیٰ و اعلیٰ سبھی کو عطا ہوتی ہے لیکن جب خدا تعالیٰ اپنے کسی پیارے کو اولاد دینے کا بطور پیشگوئی وعدہ فرماتا ہے تو اس وعدہ کے مطابق پیدا ہونے والی اولاد مخصوص اور ممتاز ہوا کرتی ہے اس کی شوکت افزا روحانی عظمت انقلاب انگیز ہوا کرتی ہے۔

سورہ نرہنس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا کی ہے جو آپ کی متابعت اور روحانی فیضِ رسانی سے نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ اور اولیاء کا مقام حاصل کر سکتی ہے کیونکہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محض نبوت ہی نہیں بلکہ نبوت بخش بھی ہے جو بھی نبوت کا استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا، نبی ہو گیا۔“

(آفتابِ نبوت کامل۔ مصنفہ مولانا قاری محمد طیب فاضل، دیوبند دارالعلوم دیوبند یوپی بھارت)

پس خداوند کریم نے دید مقدس کے وعدہ کے مطابق حضرت نرہنس محمد مصطفیٰ کو دنیائے انسانیت میں ایسی مقدس و مطہر اولاد کثرت سے عنایت کی ہے جس میں مقامِ نبوت مقامِ صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت پانے کا ملکہ منفرد رنگ میں پایا جاتا ہے۔ زمانے کی تاریخ اُمت محمدیہ کے اس فیضان کی ترجمان ہے۔

خاتم النبیین، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ علم و تربیت کے مد نظر ایک آریہ سماجی لیڈر شری گنگا رام حیرت کے عالم میں رقمطراز ہیں کہ:-

”چودہ سو برسوں تک اتنے ملکوں۔ اتنی قوموں اور اتنے انسانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرور کائنات اور نبی الایہیاء کے نام سے منسوب کیا اور ان کیلئے درود بھیجتے ہیں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں۔“ (مصابیح القرآن صفحہ ۱۰ مصنفہ پنڈت گنگا رام ٹیکٹ و بھاگ آریہ سماج۔ چوک الہ آباد یوپی)

نرینہ اولاد کی اہمیت:
اس کثیر التعداد روحانی اولاد میں بھوشیہ مہاپوران اور ویدوں کے مطابق آپ کو ملنے

والی نرینہ اولاد خاص مقدس مقام رکھتی ہے جیسے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالحین۔ ان مقدس انسانوں میں ایک خاص گروہ ایسا متعین کیا گیا ہے جسے برہم واکہ میں منہ بولے بیٹے، متقی بیٹے۔ گود لئے ہوئے بیٹے، اور روحانی بیٹے کہا گیا ہے۔

قدیم و جدید قوموں اور ہندوؤں کے قومی و مذہبی نقطہ نگاہ سے نرینہ اولاد کی بہت بڑی ضرورت اور اہمیت مانی گئی ہے۔

۱۔ قومی لحاظ سے اس لئے کہ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ نرینہ اولاد سے خاندان چلتا ہے۔ ملک کی خوشحالی، اندرون ملک شانتی و امن، ملکی سرحدوں کی حفاظت وغیرہ بنیادی امور اپنائے وطن پر منحصر مانے جاتے ہیں۔ معاشرہ میں نرینہ اولاد کا ہونا نسبتاً زیادہ خوشی کا باعث سمجھا جاتا ہے جبکہ سماج کے کسی خاندان میں نرینہ اولاد کا نہ ہونا مستحسن بات نہیں سمجھی جاتی۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پورے خاندان میں حسرت کی سی تشنگی بنی رہتی ہے۔

۲۔ مذہبی نقطہ خیال سے بیٹے کا ہونا بوجد ضروری ہے کیونکہ ہندوؤں کے ہاں نجات مکتی، موکش پانے کا آخری سہارا صرف بیٹا ہے۔ بہشت اور سورگ میں جانے کے لئے پل صراط اور ہندو مسلمات کی رُو سے ”تری وینی“ ندی ناقابل عبور دریا کو تیر کر پار کرنا پڑتا ہے۔ آباد و اجداد اور پورو جوں کو ندی سے تیرا کر بہشت میں لے جانے اور جہنم و نرک سے بچانے کا واحد ذریعہ صرف اور صرف بیٹا ہی مانا گیا ہے۔ اسی سبب سے سنسکرت زبان میں بیٹے کو پتر کہتے ہیں۔

”پتر“ نام کی وجہ تسمیہ:

پتر۔ پٹا۔ پٹہ تریے۔ جو پت (نرک جہنم) سے بچاتا ہے۔ ”پت“ دوزخ و نرک کو کہتے ہیں (پدچندر کوش صفحہ ۳۱۹) پتر۔ پو۔ نرک، دوزخ۔ جو تیرا کر نرک سے بچاتا ہے (ویدوں کی ڈکشنری۔ زکرت)

۳۔ سنسکرت زبان میں پت، نرک، دوزخ کو کہتے ہیں۔ پتر وہ ہے جو آباد اجداد کو نرک سے بچاتا ہے۔ (ویدک دھرم اور اسلام)

مطبوعہ ۱۹۲۳۔ مصنفہ پنڈت بشوشرما۔ اپدھک شیرینی آریہ پرتی ندھی، سہا یوپی۔ ویدک پستکالیہ مراد آباد۔ یوپی بھارت) اولاد کی طبعی خواہش اور قوی ضرورت کے علاوہ جب نجات کا دار و مدار بھی بیٹے پر ہی سمجھا جائے۔ تو حصولِ فرزند کی خاطر انسان سب کچھ کرنے پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ نیوگ بھی اسی ضرورت کی وجہ ہے۔

بیٹوں کی اقسام: ہندو سماج میں کئی طرح کے لڑکے ”بیٹے“ مانے جاتے ہیں۔ اوّل والدین کے شادی کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے لڑکے عرف عام میں ”بیٹے“ کہلاتے ہیں ایسے بیٹے جو معاشرہ کے رسم و رواج کے مطابق اپنے ماں باپ کے اختلاط سے پیدا ہوں، حقیقی بیٹے کہلاتے ہیں۔

دوم ایسے لڑکے جو کسی نسبت اور لگاؤ کے باعث بیٹے کہلاتے ہیں جیسے۔ (الف) متبنی بولے۔ گود لئے ہوئے بیٹے۔ (ب) روحانی فرزند ایسے لڑکے جو اپنے گرو اور استاد سے تعلیم و تربیت پانے کے سبب سے زمرہ اولاد میں شامل ہوتے ہیں۔ اور وہ لڑکے اور لوگ جو امام الزمان کی بیعت میں آکر روحانی اولاد کے دائرہ میں آجاتے ہیں اور آج کل کی اصطلاح میں واقفینِ زندگی جو اپنے رہبر کی خدمت میں اپنی زندگی پیش کر دیتے ہیں تاکہ ان کا انجام خدا تعالیٰ کی خوشنودی میں ہو۔

حقیقی متبنی اور روحانی فرزند، یہ تمام قسم کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اصلی والدین کی سماج کے قوانین کے مطابق کی گئی شادی کے نتیجہ میں اپنے ہی والدین کے نطفہ سے ہوتے ہیں۔ سرکاری کاغذات پیدائش و اموات و نوکریوں وغیرہ ہر ایک جگہ ان کے نام اپنے حقیقی والدین کی ولدیت کے ساتھ اندراج پاتے ہیں۔ سماج میں علی الاعلان اپنے حقیقی والدین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ورثہ میں اپنے حقیقی والدین کا ترکہ پاتے ہیں۔

بذریعہ نیوگ پیدا ہونے والے لڑکے:

بھارتیہ سماج میں نیوگ سے پیدا ہونے

والے بارہ قسم کے لڑکے بھی بیٹے کہلاتے ہیں۔ ایسے بارہ قسم کے لڑکوں کے نام نیوگ کی نوعیت کے پیش نظر اورس، کشمیر، آج، اورس وغیرہ الگ الگ مقرر کئے گئے ہیں۔ پوری تفصیل منوسرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۶۰ تا ۱۸۲ ملاحظہ فرمائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں انسانی بقاء کیلئے نجات پانے کیلئے اور صالح معاشرہ کے قیام کیلئے اولاد کی ضرورت و اہمیت تسلیم شدہ حقیقت ہے اور نوعیت کے مد نظر اولاد میں سے نرینہ اولاد سرفہرست مانی گئی ہے۔

عالم روحانیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے رفیق امر منجیب الطریقین ہی ہوئے ہیں کیونکہ خدا قدوس ہے پاک ہے اور پاک سے پاک کا ہی لگاؤ ہو سکتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار اولادوں اور بیسویں میں سے ایک بھی ایسا نہیں گزرا جو نوح و ہابیل وغیرہ ذرائع سے پیدا ہوا ہو۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہونے والی اولاد سادات اور کثیر التعداد اہل امت روحانی میں سے کروڑوں پارسا لوگ مقام محمود پر پہنچے۔ ایک گروہ اہلباء، صدیق، شہداء اور صالحین میں شمار ہوتا ہے تو دوسرا گروہ خاتم النبیین کے وسیلہ سے مؤمنین کا گروہ کہلاتا ہے۔ ایسے لوگ ہر قوم میں بعد احترام پارسا مانے جاتے ہیں۔ حضرت زہراؑ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل وید کے مختلف مقامات میں مختلف صفاتی ناموں سے اولاد عطا کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے جیسے ارون، گونام، پترک، اور بھوشیہ پوران میں بھوشیہ شاکھا وغیرہ۔ ویدک رشیوں نے خاص کر برہم و اکیہ کے رشی اہل ویدوں نے بیٹوں کے بارے میں الفاظ کے استعمال کرنے میں حیرت انگیز احتیاط سے کام لیا ہے۔ ان کے لئے ایسے ہی الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مراد وقادار، پارسا، گوسہا و مقدس لوگ، جنی بیٹے، جو شریعت کے قوانین کے عین مطابق نجیب الطرفین ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوئے ملاحظہ ہو۔

کثیر روحانی اولاد:

بھوشیہ پوران۔ چنانچہ حضرت حامد محمد رسول اللہ ﷺ کو جو روحانی اولاد دی گئی ہے اس کی تفصیل وید اور بھوشیہ پوران میں موجود ہے۔ مہرشی ویدو یاس جی فرماتے ہیں:-

एतस्मिन्वन्तरे स्मेच्छ आचार्येषा समिन्वतः ।
महामद इतिख्यातः शिष्य शाखा समन्वितः ॥

بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۵

ترجمہ: ”اسی دوران ایک غیر ملکی غیر آریہ۔ آچاریہ کے عہدہ سے اور بھونیک، خاص شاگردوں کے بڑے گروہ (صحاب) کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام حامد (محمد) ہوگا۔ جو سب کا سامنا (محبوب) اور بھونیک ہوگا۔“

ترجمہ پنڈت شری رام آریہ سماجی دووان:-

اسی سچ میں آچاریہ جو حامد (محمد) اس نام سے مشہور تھا شاگردوں کی جماعتوں کے ساتھ معظّم اور گھل مل گیا تھا۔“ (آجیگا)

حاصل لغات: (۱) بھوشیہ شاکھا۔ وہ شاگرد جو علم سیکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ (۲) سیکھنے لائق و اعظم و پند کے لائق شاگرد (پد چندر کوش صفحہ ۳۸۷)

ہر قوم اور ہر طبقہ میں شاگردوں کو روحانی بیٹے تسلیم کیا گیا ہے۔ بھوشیہ پوران کے اس مقام شلوک ۵ میں زیر لفظ بھوشیہ شاکھا میں صراحت بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ملنے والی اولاد کثیر التعداد اور علم سیکھنے کی صلاحیت رکھنے والی ہے۔

روحانی اولاد دو اقسام میں زندگی میں بیٹے اہل وید۔ پر ماتمانے بھونیک تعریف کرنے والے احمد بھونیک ﷺ کو جو بکثرت اولاد دی ہے۔ اس اولاد میں سے ایک خاص گروہ ایسا ہے جسے برہم و اکیہ میں جتنی بیٹے، منہ بولے، گوئلے بیٹے اور روحانی فرزند کہا گیا ہے چنانچہ اہل وید میں مرقوم ہے۔

प्रंभासो मनीषा वृषा गाण इवेरते ।
अमोत पुत्रका एषाममोत गा इवासते ॥

اہل وید کا نڈ ۲۰ سوکت ۱۲ متر ۵ ترجمہ: اے خوب تعریف کرنے والے (احمد) اجرے منہ بولے بیٹے، پترک روحانی فرزند، چاروں طرف (پوری توجہ) سے پر ماتما کا وصال پانے کی خواہش لے کر بڑی چاہ سے ایشور کی حمد و ثنا اور عبادت کرتے ہیں۔ اور وید گیت گاتے ہیں۔ اس احساس اور مشق سے انہیں ایک خاص قسم کا گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے۔ درحقیقت (اے احمد) حیرے منہ بولے بیٹے تل کی طرح شجاع ہونے کے باوجود گائے کی مانند صلح و محبت سے اپنے گھروں میں اتحاد، صلح اور شائقی و امن سے رہتے ہیں۔“

پورانوں اور ویدوں کے ویدک رشیوں

نے بھونیک تعریف والے محمد و احمد مہرشی کو عطا ہونے والے بیٹوں کے بارے میں الفاظ کے استعمال کرنے میں حیرت انگیز احتیاط سے کام لیا ہے۔ بھوشیہ پوران میں بھوشیہ شاکھا الفاظ آئے ہیں۔ معنویت کے مد نظر صرف ایسے شاگردوں کی جماعتیں جو علم کی نسبت سے بیٹوں کے حکم میں شمار ہوتی ہیں۔ مراد ہیں۔ اہل وید میں ارون کے الفاظ ہیں۔ انسانوں کے ایسے گروہ جو نہایت وقادار و جادوکار ہوں گو نام ایسے پارستانی اور خدا رسیدہ لوگ جو گائے کی فطرت کے نیک طینت ہوں۔

اہل وید میں روحانی فرزندان کیلئے لفظ ”پترک“ مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کے معنی صرف گوئلے گئے، منہ بولے بیٹے اور متقی، روحانی فرزند کے ہی لئے جاسکتے ہیں۔ یعنی ایسے بیٹے جو متقی بنانے والے، گوئلے والے کے اپنے نطفہ سے تو نہ ہوں۔ لیکن کسی نسبت کے تعلق سے قانوناً اور شرعاً بیٹے کے حکم میں ہوں۔ اس لفظ پترک کے استعمال سے نیوگ وغیرہ دیگر غیر سماجی طریقوں سے پیدا ہونے والے ہر قسم کے لڑکوں کی کلیۃً نفی کی گئی ہے۔

گویا لفظ پترک محمد رسول اللہ ﷺ کو ملنے والے ابتداء روحانی کے نجیب الطرفین ہونے کیلئے بطور سند مانا جاسکتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔ پترک معنی بیٹا۔ پد چندر کوش ۲۱۹ زیر لفظ پترک۔ Adapted as a child سکرت انگلش ڈکشنری 1893 زیر لفظ پترک از میکس مولر صاحب (لندن)

لفظ ”پترک“ کا ایک معنی ”دست“ بھی کیا گیا ہے اور ”دست“ کے معنی وہ فرزند ہے۔ جسے ماتا پتا اپنے ہم قوم کو محبت کے سبب سے دے دیں۔“ منوسرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۶۸

”پترک“ ایک طرح کا بیٹا جسے والدین آپ ہی دے دیں۔ پد چندر کوش ۲۴۳ زیر لفظ دست۔

پس خدا تعالیٰ نے وید کے وعدہ کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایسی پاک متقی اور خدا نما اولاد عطا کی ہے جس کے بارے میں آتا ہے کہ ”اصحابی کالدجور باہلہ اقتدیتم اھتدیتمہ“ (مشکوٰۃ باب مناجات الصحاب)

”میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی عیروی کرو گے، ہدایت پاؤ گے۔“

کل یک میں مبعوث ہونے والے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک روحانی فرزند کلکی اداتار احمد نے فرمایا ہے کہ:-

”خدا تعالیٰ نے اس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الالھیاء ہیں۔ اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی زد سے ان صحابہ کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت محفل نفوس کی جاتی ہے اور دینی الٰہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکرا لوی روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۲۳۳ مطبع خیاب الاسلام پریس ریویو)

دنیا کی تمام دولتوں سے افضل بھی دولت اولاد ہے کیونکہ اسی پر دنیا کی بقاء و احیا کا انحصار ہے۔ یہ شان ختم نبوت کا ایک کمال و کرشمہ ہے۔

علامات روحانی فرزندان احمد مہرشی بھوشیہ پوران، وید اور قرآن مجید میں احمد بھونیک ﷺ کو الکوش کے تحت عطا ہونے والے روحانی بیٹوں کی بہت سی علامات متعین کی گئی ہیں۔ خاص کر اس جماعت کی علامات نہایت اُچا گر ہیں۔ جنہیں واقفین زندگی کی جماعت کہا جاسکتا ہے۔

اہل وید کا نڈ ۲۰ سوکت ۱۲ متر ۵ میں ان کے کام اور بچکان کی چند علامات یوں بیان کی گئی ہیں۔ ۱۔ وید۔ قرآن اور کتب مقدسہ کی تلاوت کرنا۔ روحانی لغات اور دعاؤں کا ورد کرنا۔ ۲۔ ”منیشا“ عبادت الٰہی کرنا۔ عبادت کرنے کے دو طریق بیان کئے گئے ہیں۔ گا۔ عبادت باجماعت۔ Singn to gather , request to God خدا تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعائیں کرنا۔ جس سے سرن ایک خاص قسم کا گیان، عرفان اور شرف مکاشفات حاصل ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی معروف ہستی کی طرف سے عبادت کے طفیل حاصل ہوا کرتا ہے۔ اس قسم کی اجتماعی عبادت کیلئے (آجی الاپ) اذان کہنا ضروری ہوگا۔ بھوشیہ پوران پرتی سرگ پرو ۳ ادھیائے ۳ شلوک ۲۵۔

۲۔ ”سرن آتے“ اکیلے اکیلے، ساویں لگا کر مراقبہ میں بیٹھ کر تپ میں پر ماتما کو یاد کرنا۔ دنیا کے ہنگاموں سے بے نیاز، چاروں طرف سے ہٹ کر پوری توجہ سے پوری عقل و سمجھ سے

پوری چاہ سے خدا کا وصال پانے کی خواہش لیکر عبادت کرتا۔

۳۔ وہ تیل ”گو“ کی طرح بہاؤ و شجاعت ہوتے ہیں۔ مگر گائے (گاؤ) کی مانند معاشرہ میں محبت و پیارا اور اتحاد سے رہتے ہیں۔

۴۔ نرائس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے دس ہزار قدسیوں کا ایک ایسا گروہ ہے جسے وید مقدس میں گو کہا گیا ہے۔ اور بائبل میں دس ہزار قدوسی (استثناء باب ۳۳ آیت ۲) گائے ہندوؤں کے ہاں اس قدر مقدس مانی جاتی ہے کہ اس کے مجسمہ تقدس کے باعث ہندو قوم اس کی پوجا و عبادت کرتی ہے۔

(۵)۔ بھوشیہ مہاپوران: وہ (بچہ آچار یہ مہامت) غیر آریں۔ شارعی۔ بانی شریعت بانی عالمگیر مذہب۔ محمدؐ کے پیروکار ہوں گے۔

۶۔ وہ اجتماعی عبادت (منیشا) Praise of Gather کیلئے بلند آواز سے اذان دینے والے، علی الاعلان خدائے واحد کی طرف بلانے والے آفاقی مذہب کے ماننے والے ہوں گے۔ شلوک ۲۵۔

(۷)۔ وہ ”صحیہ شافا“ ایسے طالب علموں کی جماعت در جماعت بن کر آتے رہیں گے۔ جن میں علم سکینے کی اہلیت و قابلیت ہوتی ہے۔

(۸)۔ وہ خدا تعالیٰ کے بندے اس کے عابد ہوں گے۔

(۹)۔ وہ ختمہ کرانے والے داڑھی رکھنے والے چٹیانہ رکھنے والے عورت کھانے والے سب حلال اشیاء کھانے والے ہوں گے۔

(۱۰)۔ ان کا ہمیشہ کا کام شیطان اور شیطانی کرتوتوں کے خلاف خاص کرتین شیطانوں اور تین شیطانی طاقتوں کے خلاف نبرد آزما رہنا ہے۔ بھوشیہ پوران۔

کثرتِ اموال

خدا تعالیٰ نے وید مقدس میں حضرت کارو محمد مصطفیٰ ﷺ کو سرو (سرو) الکھڑ کا رو پیے کا وعدہ دیا تھا۔ یعنی ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز کی بہتات۔ اپنے وعدہ کے مطابق تمام نعماء بعد کمال آپ کو عطا فرمائیں۔ جن میں کثرتِ اموال کی نعمت بھی شامل ہے۔

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ ہر زمانے میں

دنیا والوں کا رجحان اور دھیان دولت کی طرف ہی رہا ہے بلکہ ان کے نزدیک کسی شخصیت اور مذہب کی کامیابی کا ایک معیار اس کی ثروت و عظمت کو سمجھا جاتا رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے کثرت سے دولت عطا فرمائی ہے۔ آپ نے وہ ساری دولت غریبا کے معیار زندگی کو بلند کرنے ان کا وقار نفس قائم کرنے اور سماج میں ان کی حالت مساویہ بنانے کیلئے صرف کر دی۔ اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔

آپ کے دور میں دولت کے کئی پیمانے تھے۔ جس آدمی کے پاس زیادہ غلام ہوتے وہ سماج میں امیر آدمی سمجھا جاتا تھا گویا غلام اور لونڈیاں اس وقت کے دور میں دولت شمار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے شادی کی۔ وہ امیر عورت تھیں۔ انہوں نے اپنی ساری دولت ہمہ غلاموں کے آنحضرت ﷺ کو دے دی۔ آپ نے وہ ساری دولت غریبا میں تقسیم کر دی اور سارے غلام آزاد کر دیے۔

وید کے مطابق پرما تم نے آپ کو گھوڑے انسان سونے کے سکے، سونے کے بار اور دس ہزار گائے تیل (قدسی) عطا کئے۔ (اھروید کا ٹھ ۲۰ سوکت ۱۲ متر 1.2.3) اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح کے بعد آپ کو سارے عرب کی بادشاہت عطا فرمائی۔ جس میں رؤسائے مکہ اور اموال مکہ شامل تھے۔ بادشاہ ہونے کے ناطے سارا عرب آپ کے سامنے سرنگوں تھا۔ مگر آپ نے ان بکثرت اموال پر کبھی ناز نہیں کیا۔ بلکہ فتح مکہ کے موقع پر تمام اہل مکہ کو عام معافی نامہ دیکر معاف و آزاد کر دیا۔

۱۔ ہاں: प्रजायध्वी महाशत्रु इह पुण्याः ।
॥ इहोसहस्रं दक्षिणोपिपूषा निषीदति ॥

وید نے فرمایا ہے کہ (اھروید کا ٹھ ۲۰ سوکت ۱۲ متر ۱۲) اے گئو (گاؤ) سبھاؤ قدوسی لوگو! اے گھوڑو! اونٹوں کی صفات رکھنے والے بہادر و صابر و فادار و اور محرز انسانوں رعایا کے لوگو، شہر یو، ترقی کرتے چلو کیونکہ اس زمانے میں بین الاقوامی روح Universal Soul رکھنے والا، راہبر Guide خود وہ سہارنے والا۔ رعایا کا اولاد کی مانند پالن پوشن کرنے والا ہزار ہا کی خیرات کرنے والا تخت

حکومت پر بیٹھا ہے۔

اھروید کے متر 12.127 میں آپ کے شہنشاہ ہونے کا ذکر ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے آپ کو فی الواقع شہنشاہ بنا دیا تو دنیا کی تمام نعمتیں۔ انبار در انبار آپ کے قدموں میں اکٹھی کر دیں۔ وید منتر میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ آپ ایسے شہنشاہ ہیں جو تخت حکومت سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ آپ کے دست مہارک سے ہزار ہا لوگوں کو ہزار ہا دولت کے انبار خیرات میں ملیں گے اور ہزار ہا لوگ و ہزار ہا جانور آپ کے فیض عام سے فیضیاب ہوں گے۔

منتر مذکور میں دو باتیں عجیب سی وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ تخت حکومت پر بیٹھنے والا بادشاہ ہزار ہا کی خیرات کرے گا۔ لفظ ہزار سکریت زبان میں بہتات کے معنی بھی دیتا ہے یعنی انبار در انبار دولت۔

دوسرا لفظ اسی شہنشاہ کیلئے ”نشد“ خود دکھ سہارنے والا آیا ہے دنیا میں ایک ہی باران الفاظ کے معنی ایک شخصیت پر چپاں ہوئے اور وہ بھی فتح مکہ کے روز۔ مکہ کی فتح کے دن ہزار ہا کی تعداد میں اہل مکہ اور ہزار ہا کی تعداد میں انبار در انبار اموال آپ ﷺ کے قدموں میں تھے۔ اسی روز آپ نے اہل مکہ اور ان کے اموال آزاد کر دیے حالانکہ اس دن فتح کا جشن تھا اور سینکڑوں جانور جھین ضیافت میں اور ہزاروں من میوہ جات و طعام دعوت میں کام آسکتے تھے مگر آپ نے اس فتح کا یہ جشن عبادت انکساری کے روپ میں منایا۔

فتح کے کاموں سے فارغ ہو کر آپ اپنی پھوپھی زاد بہن ام ہانی کے ہاں گئے۔ وہاں بھی کھانے کو کچھ نہ تھا۔ صرف باسی روٹی کا خشک ٹکڑا اور سرکا کا تھمٹ کھانے کو ملا۔ صابر بادشاہ نے خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے وہی ٹکڑا کھا کر گزارہ کیا اور فرمایا ”سرکا بھی کیا اچھا سائن ہے۔“

آپ نے بادشاہ ہونے پر بھی اپنی زندگی سادگی سے گزاری۔ ساری عمر کسی کے سوال کرنے پر لفظ ”نہیں“۔ منہ سے نہیں نکالا۔ سب کو دیا۔ گنج بخاری باب بدہ الوقی

بحوالہ سیرت النبیؐ حصہ اول۔ مجلد دوم ۲۳۵ طبع ۱۹۳۰ از شکی نعمانی۔

ویدوں اور پورانوں میں کئی مقامات پر نرائس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انیسویں کی جناب سے روحانی اور دنیاوی اموال عطا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ ایسے اموال آپ کو اپنی زندگی میں بکثرت ملے اور رہتی دنیا تک ملتے رہیں گے۔ کیونکہ آپ کے شاگردوں، روحانی اولاد اور آپ کی عالمگیر امت کا دائرہ قیامت تک محدود ہے۔

آپ کے شاگردوں اور امت کے لوگوں کو کرۂ ارض کی دستیں عطا ہوئیں۔ زمانہ بعید تک حتیٰ کہ قیامت کبریٰ تک جاری رہنے والے تمام اموال آپ کی دولت ہیں۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے۔ اھروید کا ٹھ ۲۰ سوکت ۱۲ متر ۱ کے شروع میں لفظ ادم لا کراس امر کو یقین بنایا گیا ہے کہ مکان و زمان کی وسعت بعد اور مستقبل کے انتہائی دور کے دور میں نرائس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظہور پر ان کو ہر ایک قسم کی ہر ایک چیز با افراط اور ہر ایک نعمت عید کمال ملتی رہے گی۔

بھوشیہ مہاپوران پرتی سرگ پر نمبر ۳ اودھیاے ۳ شلوک نمبر ۶ و ۸ وغیرہ میں ہندوستان کے راجاؤں کا عقیدت کے ساتھ ریگ زار عرب کے رہنے والے، عالمگیر مذہب کے بانی (مہامت) محمدؐ کو اپنا محبوب و پوجیہ بنانا اور اموال بخش کرنا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ گویا عرب کے علاوہ مکانی دوری اور مستقبل کی زمانی دوری کے دور میں بکثرت اموال عطا کئے جانے کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ ان اموال میں شام، خمیر، فارس، مصر، ہند اور مشرق بعید کے الجزائر اور فتنہ شامل ہیں ان کے ساتھ درود بہت بڑی روحانی دولت ہے۔ جو رات دن بلانا تھا آپ کو پہنچ رہی ہے۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔

اللہ تعالیٰ اس فیض رساں نبی کریم ﷺ کے دائمی عالمگیر فیض کو رات دن زمین کے کناروں تک بلکہ آسمان کی بلندیوں تک پھیلاتا چلا جائے۔ آمین۔

ضرورتِ نبوت کے متعلق مسلم شاہیر کے اقوال

سید قیام الدین برق، مبلغِ سلسلہ

ضرورتِ نبوت، امکانِ نبوت یا اجراءِ نبوت کا مضمون بہت حد تک ملتا جلتا ہے۔ اس کا تعلق ظہورِ اسلام یعنی آنحضرتؐ کی بعثت کے زمانہ سے قبل بھی تھا جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

وَ كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيِّنَاتٍ أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ﴿٥﴾
فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاءَهُمْ
بَأْسُنَا إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٦﴾
(الاعراف ۴)

اور ظہورِ اسلام کے بعد بھی رہا ہے۔ اس مضمون کو صرف ظہورِ اسلام کے بعد کے حالات کو سامنے اور محدود رکھنا بے معنی بات ہے بلکہ حق یہ ہے کہ اسے سمجھنے کیلئے ظہورِ اسلام کے بعد ظاہر ہونے والے اقوال کو ظہورِ اسلام سے قبل میں ظاہر ہونے والے مضمون اور اقوال اور اس کی تکمیل کو دیکھنا ہوگا۔ بنی اسرائیل کی باتیں جو قصوں کی صورت میں ہیں وہ بھی تو دراصل پیٹھگوئیاں ہی تو ہیں نہ کہ صرف کہانیاں۔ نزولِ قرآن کے بعد ان ہی واقعات کا اعادہ ہونا تھا۔ پھر ”مسلم شاہیر کے اقوال“ کا مضمون یہ ہے کہ ہر قسم کے مشہور علماء کے اقوال۔ یعنی خدا ترس علماء بھی اور خدا نافرست علماء بھی۔ اور خدا ترس علماء یا ربانی علماء نے تحقیق کر کے خدا وادِ عرفان سے ضرورتِ نبوت کے تعلق سے اقوال پیش کئے جبکہ دوسرے قسم کے علماء نے حالات سے مجبور ہو کر حالات حاضرہ کا جائزہ لیکر بادلِ ناخواستہ اپنے اقوال پیش کئے (اس کی ایک واضح مثال مولوی ابو الاعلیٰ مودودی کے بیان کی ہے)

مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھ کر ہی ضرورتِ نبوت کے متعلق مسلم شاہیر کے اقوال کو تلاش کریں تو یقیناً جواب تسلی بخش مل جائے گا۔ پھر سب سے بڑی مثال خود آنحضرتؐ کے ظہور سے قبل آپؐ کے تعلق سے مسلم شاہیر عالم کے اقوال بھی تو تھے (استثناء باب ۱۸ باب ۲۳ زبور ۳۵ سورۃ ۴۲ غزل الغزلات ۱۵ اعمال ۳ متی ۲۱ یوحنا ۱۳، ۱۶ وغیرہ) اور اقوالِ شاہیر ایسے اہم اور معتبر سمجھے جاتے تھے کہ ظہورِ قدسی کے وقت اور آپؐ کے

نام تک کا گمان ہونے لگا تھا۔ بچوں کے پیدا ہونے پر تقاول کے طور پر ”محمدؐ“ کا نام بھی رکھنے لگ گئے تھے۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۷۶ ۳۷۶ کا لم نمبر ۱) حضرت مصلح موعودؑ کی تحقیق کے مطابق مسلم شاہیر اسلام کے جو اقوال اس تعلق سے جمع کئے گئے ہیں انہیں ہی یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں۔

”اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے پہلے خدا تعالیٰ نے ایسی ردِ چلادی تھی کہ تمام کے تمام لوگ خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والے ہیں یہ تسلیم کرنے لگ گئے تھے کہ یہ زمانہ مہدی اور مسیح کا محتاج ہے۔

چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے ایک دفعہ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی تو اس کے بعد انہوں نے اپنے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا: ”ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے اُن کو امام مہدی کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا“ (الحدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

اسی طرح یورپ کا ایک مفکر جس کا نام مارٹن انڈس تھا وہ بھی ایک دفعہ اسلامی ممالک کی سیاحت کیلئے گیا تو اس نے بعد میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ:-

”دمشق، بیروت، بغداد، مکہ، طہران قاہرہ اور اُن کے ساتھ لندن اور واشنگٹن بھی ایک پیغمبر کے انتظار میں ہیں جو سماجی مقصد و اصلاح کا جھنڈا لیکر کھڑا ہو“۔

(بحوالہ ”نگار“ جنوری فروری ۱۹۵۱ء) یورپ کا ایک پروفیسر جس کا نام میکنزی ہے اُس نے ایک کتاب ”انٹروڈکشن ٹو سوشیولوجی“ میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ کامل انسانوں کے بغیر سوسائٹی معراجِ کمال تک نہیں پہنچ سکتی لکھا کہ:-

”ہمیں بھی ترقی کیلئے ایک مسیح کی ضرورت ہے“

(بحوالہ مکاتیب اقبال صفحہ ۴۹۲-۴۹۱) علامہ اقبال نے بھی اسی حقیقت کی

ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ پھر اور لوگ تو الگ رہے مولانا مودودی صاحب (۱۹۰۳-۱۹۷۹) کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ

”اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کرنے کیلئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ کوئی پہلو کمزور نہ ہو دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختمِ نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجراءِ نبوت کا نام بھی لے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔“

(ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۴۳-۴۴) حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ بانی مدرسہ دیوبند نے خاتم النبیین کے معنی کرنے میں غلطی کرنے والوں کی اصلاح کرتے ہوئے صاف فرمایا ہے:-

”اگر بالفرض بعدِ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہیں آئے گا“ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸) مولوی ابو الحسن علی ندوی (۲۰۰۰-۱۹۱۴) نے بھی اس امر واقعہ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:-

”عوام کی بڑی تعداد کسی مردِ غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مویدِ مین اللہ کی آمد کی منتظر تھی۔ کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے۔ مجلسوں میں زمانہ آخر کے قتنوں اور واقعات کا چرچا تھا۔“

(قادیانیت صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۲۰۰۱ء مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ)

پھر جہاں تک ضرورتِ نبوت یا نبی کی شخصیت کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت اور نزاکت بھی ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ یعنی ”کفر

و ایمان“ کا معاملہ آجاتا ہے۔ خلفاء کے انکار سے کفر واقع نہیں ہوتا مگر نبی کی رائے سے ادنیٰ اختلاف بھی کفر تک ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”یہ ٹھیک ہے کہ خلفاء اور مجددین بھی اچھی باتیں بتاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نبیوں ملائکہ اور کتب کی باتوں اور اُن کی باتوں میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ ایمانیات میں وہ داخل ہیں جن کی کسی چھوٹی سے چھوٹی بات سے اختلاف کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔“

(ملائکہ اللہ صفحہ ۱۳۸-۱۳۹ مطبوعہ ربوہ) جس نبی کا تعلق ایمان سے ہے پھر ایمان کیا ہے اور اُس کے شرائط کیا ہیں انہیں بھی جاننے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مکتوب بنام حضرت نواب محمد علی خانؒ فرماتے ہیں۔

”ایمان اس بات کا نام ہے کہ جو بات پر وہ غیب میں ہوا اس کو قرآنِ مجید کے لحاظ سے قبول کیا جاوے یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرآن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں۔“

(مکتوبات احمد جلد پنجم نمبر چہارم صفحہ ۲۳) بہر حال نبوت کا مقام ایک غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت اقدس اس کی غیر معمولی حیثیت کے تعلق سے سنت اللہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

”اس جگہ سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیشگوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کیلئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کیلئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتی ہے۔“ (حقیقۃ الوحی)

(نیز ملاحظہ ہو تہمت حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۵)

ضرورتِ نبوت اور ایمان کی نزاکتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت امام مہدی کے ظہور اور نبی اللہ عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے حوالہ سے مسلم شاہیر نے بہت کچھ وضاحتیں بھی کی

ہیں اور خطرات سے بھی آگاہ کیا ہے صاحب فتوحات مکہ محمدی الدین ابن عربی نے لکھا ہے۔
”واذا خرج هذا الامام المہدی فلیس له عدو مبین الا الفقهاء خاصۃً فالله لا یمقی لہم ریاسۃً ولا تمید من العامۃ (فتوحات مکہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ یعنی جب امام مہدی آئیں گے اس کے سب سے زیادہ شدید دشمن اُس زمانہ کے علماء اور فقہاء ہوں گے کیونکہ اگر مہدی کو مان لیں تو اُن کی عوام پر برتری اور ان پر امتیاز باقی نہ رہے گا۔“

(منقول از احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۶۶۰)
تاہم نبوت کی سیاسی دنیا ہر وقت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے محروم نہیں رکھا۔ کبھی براہ راست نبی کو بھیج کر برکات نبوت سے فیضیاب کیا تو کبھی خلافت راشدہ سے پیاس بجھائی ہے۔ غرض حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایسی روچلا دی کہ تمام دنیا بڑی بے تابی سے ایک مسیح اور مہدی کا انتظار کرنے لگ گئی۔

یہ بیگی بیگی ہوا میں اس بات کا ثبوت تھیں کہ اب جلد ہی آسمانی روحانیت پر ایسا بادل چھانے والا ہے جو اپنی موسلا دھار بارش سے پیاسی روحوں کو سیراب کر دے گا اور ان کی بیقراری کو دور کر دے گا۔ اس لئے بانی سلسلہ احمدیہ (حضرت امام مہدی) نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

”اے بندگانِ خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب اسماکِ باران ہوتا ہے اور ایک مدت تک میہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کنوئیں بھی خشک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے (یعنی خدا کی وحی) وہی سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔ میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانہ میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہودی طرح جو حضرت مسیح کے وقت میں تھے سچائی کے دشمن ہو گئے۔ تب بالمقابل خدا

نے میرا نام مسیح رکھ دیا نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم یادداشتیں صفحہ ۱۳ پیغام صفحہ کی یادداشتیں)
ضرورت نبوت کے متعلق مختصر تحریر کرنے کے بعد اب چند ایسے حوالہ جات تحریر کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر اور امت کے بزرگان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو آج جماعت احمدیہ کا ہے۔

مولانا محمد عثمان فارقلیط صاحب ایک جید عالم تھے ایک لمبے عرصہ تک مذہبی امور پر ہفت روزہ نئی دنیا کیلئے لکھتے رہے۔ مولانا فارقلیط مرحوم کا ایک مضمون شہستان اردو ڈائجسٹ نومبر 1974 میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں مولانا فارقلیط مرحوم لکھتے ہیں۔

”ہمارے اسلاف نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ کسی کی بات کی ایسی توجیہ کرنا جو قائل کو منظور نہ ہو باطل ہے۔ توجیہ القول بما لا یرضی، قائلہا باطل پس قادیانی حضرات سے یہی پوچھو کہ مرزا صاحب نے خاتم النبیین کی کیا تشریح کی ہے۔ ان پر دعویٰ نبوت کا الزام لگانا اور ان کی تکفیر کرنا ایک ایسا طریقہ ہے جو تمام مسلمانوں کو کافر بنا دیتا ہے قائل کو یہ حق دینا چاہئے کہ وہ خود اپنے قول کے معنی اور اس کی تشریح بتائے“
حضرت مسیح علیہ السلام نے (جن کو ہمارے علماء آنحضرتؐ کے بعد لا کر خاتم النبیین بنانا چاہتے ہیں قرآن کریم کی زبان میں فرمایا کہ: وَمُحَمَّدٌ رَاسُ الْوَسْطِیِّ لَیْلَی وَمِنْ بَعْدِی اَمْتٌ اَخْتُی۔ (میں ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام نامی احمد ہوگا)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی پیغمبر اسلامؐ کو اپنے بعد آنے والا خاتم النبیین مانتے ہیں۔ یہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گزر چکے اور ان کے بعد سب سے آخر میں اسلام کے پیغمبر آئیں گے۔ اگر بقول علماء اہل سنت حضرت عیسیٰؑ حضورؐ کے بعد آئے تو خاتم النبیین کا تاج ان کے سر پر رکھا جائیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہو

جائے گا۔ پس جو شخص بھی حضرت مسیحؐ کو آنحضرتؐ کے بعد لاتا ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے۔ اگر قادیانی اس لئے کافر ہیں کہ وہ آنحضرتؐ کے بعد مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعودؑ اور نبی مانتے ہیں تو ہمارے علماء بھی کافر قرار پائے کیوں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰؑ کو لا کر ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں یہ علماء حضرت مسیحؐ کو لا کر انہیں نبی بھی مانتے ہیں اور ان کو صاحب وحی بھی مانتے ہیں اور حضرت جبرائیلؑ کو وحی لانے والا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان علماء نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک حقیقی نبی کو واپس لا کر نبوت کا سارا کاروبار جاری کر دیا پھر بھی وہ ختم نبوت کے منکر نہیں اور قادیانی ختم نبوت کے منکر قرار پائے؟

(شہستان اردو ڈائجسٹ نومبر 1974)
مولانا عبدالماجد ریاپادی لکھتے ہیں:

”جہاں تک میری نظر سے خود بانی سلسلہ احمدیہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی تصنیفات گزری ہیں ان میں بجائے ختم نبوت کے انکار کے اس عقیدہ کی ایک خاص اہمیت بھی ملی ہے بلکہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ احمدیت کے بیعت نامہ میں ایک مستقل دفعہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی موجود ہے لہذا مرزا صاحب مرحوم اگر اپنے تئیں نبی کہتے ہیں تو اسی معنی میں ہر مسلمان ایک آنے والے مسیح کا منتظر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس اگر احمدیت وہی ہے جو خود حضرت مرزا صاحب مرحوم بانی سلسلہ کی تحریروں سے ظاہر ہوتی ہے تو اسے ارتداد سے تعبیر کرنا بڑی ہی زیادتی ہے۔“

(منقول از اخبار الفضل 21 مارچ 1925)
علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر نثار لکھنؤ نے فرمایا:

”سب سے بڑا الزام احمدیوں پر یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسل ہونا تسلیم نہیں کرتے اس سلسلے میں مجھے احمدی جماعت کا لٹریچر دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اور میں نے جب مرزا صاحب کی تصانیف کا مطالعہ شروع کیا تو اس میں اور زیادہ حیران ہوا کیوں کہ مجھے اُن کی کوئی تحریر ایسی نہیں ملی جس سے اس الزام کی تصدیق ہو سکتی بلکہ اس کے برخلاف میں نے ان کو (مرزا صاحب) ختم

رسالت کا اقرار کرنے والا اور صحیح معنی میں عاشق رسول پایا۔ اسی کے ساتھ میں نے حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یقیناً بڑے عزم و ہمت والے انسان تھے۔ انہوں نے مذہب کی صحیح روح کو سمجھ کر اسلام کی وہی عملی تعلیم پیش کی جو عہد نبوی اور راشدین کے زمانے میں پائی جاتی تھی۔“ (رسالہ نگار 1961)

مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

”عوام کے خیال میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“

پھر مناظرہ عجیبہ صفحہ 49 پر لکھتے ہیں ”تاخر زمانی افضلیت کیلئے موضوع نہیں۔ افضلیت کو مستلزم نہیں افضلیت سے اس کو بالذات کچھ علاقہ نہیں۔“

پھر وہ خاتم النبیین کے معنی یہ بیان کرتے ہیں۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے مگر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اس طرح آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ غرض جیسے آپ نبی اللہ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔“ (تحذیر الناس صفحہ ۳-۴) آپ نے بیان کیا کہ ”غرض خاتمیت زمانی سے یہ ہے کہ دین محمدیؐ بعد ظہور منسوخ نہ ہو۔ علوم نبوت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے۔“

(مناظرہ عجیبہ صفحہ 40-41)

مولانا محمد قاسم صاحب مولوی عبد العزیز صاحب کے جواب میں لکھتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم المثال فیضان

مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم، مہتمم دارالعلوم دیوبند

الحاج مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دارالعلوم دیوبند کا شمار ان روشن خیال اور متین و فہیم علماء و فضلاء میں ہوتا ہے جنہوں نے عمر بھر مسند تعلیم و تدریس کو رونق بخشی اور آخر دم تک گلستان علم و حکمت کی آبیاری میں مصروف رہے۔

آپ کی یادگار تصانیف میں تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ علامہ نے اس مشہور کتاب میں دجال اکبر کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس کو نیست و نابود کرنے کیلئے خالق ارض و سماء کی آسمانی و آفاقی سکیم پر نہایت محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المثال فیضان کا نہایت اہم پہلو ہمارے سامنے آتا ہے۔

مولانا صاحب نے اس پہلو کو شاندار رنگ میں اجاگر کرتے ہوئے دنیا بھر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو دعوت فکر و عمل بھی دی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:- ”اگر ہم دنیا کے سارے مسلم اور غیر مسلم افراد سے یہ امید رکھیں کہ وہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جامع اور خاتم سیرت کے مقامات کو سامنے رکھ کر اس آخری دین کو اپنائیں اور اس کی قدر و عظمت کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں تو یہ بے جا آرزو نہ ہوگی۔“

(خاتم النبیین صفحہ ۴۳ ناشر ادارہ عثمانیہ لاہور) مولانا موصوف کی اس دلی خواہش کی تکمیل کیلئے کتاب ”تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام“ کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے۔

آنحضرت تمام کمالات نبوت

کا منج فیض ہیں

”جس طرح غیبی جہانوں میں ملائکہ کا مقابلہ شیاطین سے ہے ملائکہ مخزن صلاح ہیں اور شیاطین مخزن فساد اسی طرح اس محسوس جہان میں انبیاء کا مقابلہ دجالوں سے ہے۔ انبیاء مخزن خیر و کمالات ہیں اور دجال مخزن

شر و فسادات۔ پھر جس طرح ملائکہ و شیاطین میں ایک ایک فرد خاتم ہے جس پر اس نوع کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں اور وہی اپنی نوع کیلئے مصدر فیض ہے ملائکہ کیلئے جبریل علیہ السلام جس سے کمالات ملکیت ملائکہ کو تقسیم ہوتے ہیں اور شیاطین کیلئے ابلیس لعین جس سے تمام شیاطین کو فسادات شیطنت تقسیم ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء و دجالہ میں بھی ایک ایک فرد خاتم ہے جو اپنے دائرہ میں مصدر فیض ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں وہ فرد کامل اور خاتم مطلق جو تمام کمالات نبوت کا منج فیض ہے اور جس کے ذریعہ سارے ہی طبقہ انبیاء کو علوم و کمالات تقسیم ہوئے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ادھر دجالوں میں وہ فرد واحد جو تمام تلبیسات و مکائد اور شرور و مفاسد کا مخزن ہے اور سارے ہی طبقہ دجالہ کو جس کے باطن سے فیض دجل پہنچ رہا ہے ”دجال اعظم“ ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات بشریہ کے خاتم ہیں اور دجال تمام شرور بشریہ کا خاتم ہے وہ دریائے روحانیت کے دریا ہموار ہیں اور یہ میدان مادیت کا پیک چالاک.....“

دجال اعظم کا اصل مقابلہ ذات

بابرکات نبوی سے ہے

”.... اس عمومی تقابل اور نسبت تضاد کو سامنے رکھ کر نمایاں ہوتا ہے کہ دجال اعظم کا اصل مقابلہ ذات بابرکات نبوی سے ہے کہ آپ تمام قرون دنیا کے خاتم کمالات ہیں اور وہ خاتم فسادات آپ معبدیت مجسم ہیں اور وہ رجوت مجسم۔ آپ نبھوائے حدیث وہ محمد فوق بین الناس فارق حق و باطل ہیں

اور وہ مہر دجل و کفر سے ممتاز ہے۔ آپ ہندگی محض کے مدعی ہیں وہ عدائی محض کا مدعی ہے۔ اسلئے اگر خاتم النبیین کے دور.... میں ہمہ گیر کمالات کا ظہور ایک امر طبعی تھا تو اسی کے دور.... میں ان کمالات کی اضداد اور ہمہ انواع فسادات کا شیوع بھی ایک امر طبعی تھا اور

اس لئے خاتم الدجالین کو بھی جو خاتم فسادات ہے خاتم النبیین ہی کے دور.... میں خروج کرنا چاہیئے تھا کہ اس کے عمیق دجل و فساد کا مقابلہ محض نبوت کی طاقت نہ کر سکتی تھی جب تک کہ اس کے ساتھ خاتمیت کی بے پناہ قوت نہ ہو۔ نیز خاتم کمالات کی پوری پوری عظمت و شان اور روحانی قوت بھی اس وقت تک نہ کھل سکتی تھی جب تک اس کے کمالات کی اضداد یعنی سارے ہی شرور و فسادات اپنے پورے کروفر کے ساتھ اپنی آخری شخصیت خاتم الدجالین کے ہاتھ پر ظاہر ہو کر بری طرح شکست نہ کھا جائیں۔

دجال اعظم کا ظہور زمانہ نبوی

میں کیوں نہ ہوا؟

”.... ہاں مگر مقابلہ کی اگر یہ صورت ہوتی کہ دجال اعظم کو حضور کے زمانہ خیر میں ظاہر کر کے شکست دلادی جاتی تو ظاہر ہے فتح و شکست کا یہ مظاہرہ ناقص رہ جاتا کیونکہ نہ فسادات دجال ہی سب کے سب بتدریج نمایاں ہو سکتے اور نہ کمالات نبوی ہی سب کے سب کھل کر انہیں شکست دے سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ خیر کے ہر پہلو کی طاقت اور شر کے ہر پہلو کی کمزوری کھلے بغیر ہی مقابلہ ختم ہو جاتا اور دنیا آخرت کے کنارے جاگتی۔ حالانکہ خاتمیت سے مقصود تکمیل ہوتی ہے اور اسی لئے خاتم کو سب سے آخر میں لایا جاتا ہے۔ مگر اس صورت میں کسی پہلو کی بھی تکمیل نہ ہوتی اور خاتموں کا آنا عبث ہو جاتا۔ اسلئے دجال اعظم کو بھی قیامت تک موقوفہ دیا گیا کہ وہ ہر پہلو سے چھپ کر اور کھل کر فساد پھیلائے بواسطہ اور بلا واسطہ اپنی دجالیت سے دنیا میں ابلیس حق بالباطل کا جال پھیلائے تاکہ ایک دفعہ یہ ساری شرور اپنی سطحی چمک دمک کے ساتھ ظاہر ہو جائیں اور اپنا فروغ دکھلا کر بے وزن قلوب کو اپنی طرف مائل کر سکیں۔ ادھر ختم نبوت کی طاقت کو بھی قیامت تک باقی رکھ کر موقوفہ دیا گیا

کہ وہ اپنی مخفی طاقتوں سے دجالی کروفر کے پرچے اڑاتی رہے۔ اگر یہ دجل و فساد علوم نبوی میں فتنہ شبہات کی ظلمت پیدا کرے تو یہ حقانی طاقت نور یقین سے اسے شکست دے اور اگر اعمال میں فتنہ شہوات کھڑا کرے تو صبر و تحمل کے نبوی اخلاق سے اسے پسپا کر دے اگر تمدنی لائن میں فتنے برپا کرے تو سیاست نبوت آڑے آکر انہیں ختم کر دے غرض جس رنگ میں بھی دجل و فساد ظاہر ہو اسی رنگ میں کمالات نبوت اس کو دفع کرتے رہیں یہاں تک کہ فساد کی استعداد کامل ہو کر گویا دجال اعظم کے ظہور کا تقاضا کرنے لگے اور ادھر اصلاح و کمال کی قابلیت بھی اپنا دورہ مکمل کر کے اس کی کھلی شکست کی طلبگار ہو جائے تاکہ ختم نبوت اس خاتم الدجالین کو شکست دیکر ہمیشہ کیلئے دجل کا خاتمہ کر دے۔“

آنحضرت کا مقابلہ دجال کیلئے قبر مبارک سے تشریف لانا شان اقدس کے منافی ہے۔

”پس جب خروج دجال زمانہ نبوی میں مناسب نہ ٹھہرا بلکہ خاتمہ دنیا پر مناسب ہوا تو پھر اب اس کے مقابلہ کی ایک صورت تو یہ تھی کہ حضرت خاتم الانبیاء کو خروج دجال کے وقت قبر مبارک سے تکلیف دی جاتی کہ آپ بنفس نفیس اس کے مفاسد کو منائیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت شان اقدس سے فرد و تہی اور آپ اس سے اعز و اکرم تھے کہ آپ پر دو موتیں طاری کی جائیں یا ایک دفعہ قبر مبارک سے نکال کر پھر دوبارہ قبر دکھلائی جائے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خروج دجال

تک زندہ نہ رکھنے کی حکمت

”پھر ایک شکل یہ تھی کہ حضور کو خروج دجال تک دنیا ہی میں مقیم رکھا جاتا لیکن اس صورت کا شان اقدس کیلئے نازیبا ہونا پہلی صورت سے بھی زیادہ واضح ہے کیونکہ اول تو اس صورت میں حضور کی بعثت کا آخری اور اصلی

بقیہ: ضرورت نبوت کے متعلق مسلم مشاہیر کے اقوال۔ ۱۲ صفحہ ۸۴

مولانا وحید الدین خان صدر اسلامی مرکز الرسالہ لکھتے ہیں

”موجودہ زمانہ کے مسلمان نہایت جوش و خروش کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلاتے ہیں۔ مگر اس قسم کی تحریکیں معطلہ خیر حد تک بے معنی ہیں۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لے رکھی ہے پھر مسلمان اس میں کیا رول ادا کر سکتے ہیں؟ اس قسم کی تحریک اتنی ہی بے معنی ہے جتنا عیس و مکر کے تحفظ کی تحریک چلانا“

(الرسالہ نظام الدین ویسٹ مارکیٹ نئی دہلی 13 مارچ 2003ء صفحہ 42)

قارئین کرام! ان تمام حوالہ جات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ قدیم سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ دنیا کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور یہ ضرورت نبوت کسی زمانے میں مفقود نہیں ہوئی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ جس طرح گزشتہ زمانوں میں امت کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث کرتا آیا ہے آئندہ بھی جب بھی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ لوگوں کی اصلاح کیلئے نبی مبعوث کرے گا۔ ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ نبی امت محمدیہ میں ہی مبعوث ہوں گے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ خود فرماتے ہیں کہ میں آپ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی اس مقام نبوت تک پہنچا ہوں۔ اور یہ ختم نبوت کے بھی منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو ہدایت دے آمین۔



”اسے بھی جانے دیجئے آپ خاتمیت مرتبی کو مانتے ہی نہیں۔ خاتمیت زمانی کو ہی آپ تسلیم فرماتے ہیں۔ خیر اگرچہ اس میں درپردہ انکار افضلیت نامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے۔ لیکن خاتمیت زمانی کو آپ اتنا نہیں کر سکتے جتنا ہم نے خاتمیت مرتبی کو عام کر دیا تھا“ (منظرہ عجیبہ صفحہ 40)

مولانا محمد طیب صاحب مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:-

”حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے..... آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔“

(آفتاب نبوت 109-111)

اب بہتر یہی ہے کہ اخبار نبی دنیا کے ایڈیٹر شاہد صدیقی صاحب اپنے ان موجودہ نام نہاد علماء کے خود ساختہ عقیدہ ختم نبوت کو چھوڑ کر اپنے بزرگ علما کی راہ نمائی میں احمدیت کا مطالعہ کر کے احمدیت قبول کریں اسی میں ان کی اور مسلمانوں کی نجات مضر ہے۔ ان علماء کے خود تراشیدہ عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے یہ صرف ملاؤں کے پرفتن دماغ کی اختراع ہے یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی ترقی سے ان کے حلوے مانڈے کیلئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

استیصال کیلئے چھوٹی موٹی روحانیت تو کیا بڑی سے بڑی ولایت بھی کافی نہ تھی۔ عام مجددین اور ارباب ولایت اپنی پوری روحانی طاقتوں سے بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جب تک کہ نبوت کی روحانیت مقابل نہ آئے بلکہ محض نبوت کی قوت بھی اس وقت تک مؤثر نہ تھی جب تک کہ اس کے ساتھ ختم نبوت کا پاور شامل نہ ہو تو پھر شکست دجالیت کی صورت مجبور اس کے اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت میں ایسا خاتم الحجد دین آئے جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو اور ساتھ ہی خاتم النبیین سے ایسی مناسبت تامہ رکھتا ہو کہ اس کا مقابلہ بعینہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ختم نبوت کی روحانیت کا انجذاب اسی مجدد کا قلب کر سکتا تھا جو خود بھی نبوت آشنا ہو محض مرتبہ ولایت میں یہ تحمل کہاں کہ وہ درجہ نبوت کی بھی برداشت کر سکے چہ جائیکہ ختم نبوت کا کوئی انکاس اپنے اندر اتار سکے۔ نہیں بلکہ اس انکاس کیلئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہوتا کہ خاتم مطلق کے کمالات کا عکس اس میں اتر سکے۔ اور ساتھ ہی اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے۔

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۹۔ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۳۵۶ھ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

نبوت بخشی

مولانا طیب صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان خاتمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں:

”حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آگیا نبی ہو گیا۔۔۔ آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔“ (آفتاب نبوت صفحہ ۱۰۹-۱۱۱۔ ناشر ادارہ عثمانیہ ۳۲ پرانی انارکلی لاہور)



مقصد محض مدافعت دجال ٹھہر جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرے دجال کی اہمیت اس قدر بڑھ جاتی کہ گویا اسی کے خوف کی خاطر حضور کو دنیا میں صدیوں ٹھہرایا جا رہا ہے نیز امت کے کمالات بھی اس صورت میں پردہ انفاء میں رہ جاتے۔ کیونکہ آفتاب نبوت کی موجودگی میں کس ستارہ کی مجال تھی کہ اپنا نور نمایاں کر سکے۔ اس طرح تمام طبقات امت کے جو ہر چہرہ رہ جاتے۔ اور گویا علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل کا ظہور ہی نہ ہو سکتا۔ اور اس سب کے علاوہ یہ صورت خود اصل موضوع ہی کے خلاف پڑتی۔ یعنی دجال کا خروج ہی ناممکن ہو جاتا جس کے لئے مدافعت کی یہ صورتیں درکار تھیں کیونکہ دجال اور اس کے مفسد کا زور پکڑنا تو حضور ہی کے زمانہ سے بعد ہو جانے کے سبب سے ہو سکتا تھا۔ اور جبکہ آپ خود ہی قیامت تک دنیا میں تشریف رکھتے تو اس کے یہ معنی تھے کہ عالم میں کوئی فتنہ ہی نہ پھیلتا کہ قلوب میں شر کی استعداد بڑھے اور خروج دجال کی نوبت آئے۔ پس اس صورت میں خروج دجال ہی ممکن نہیں رہتا چہ جائیکہ اس کی مدافعت کی کوئی صورت فرض کی جائے۔ بہر حال اس صورت میں نہ امت کے کمالات کھلتے نہ ختم نبوت کی بے پناہ طاقت واضح ہوتی جس سے یہ واضح ہو سکتا کہ ذات بابرکات خاتم مطلق کی سب سے اکمل روحانیت اور بے انتہاء مکمل انسانیت جس طرح اگلوں کو فیض روحانیت پہنچا رہی تھی اسی طرح وہ پچھلوں میں تکمیل کمالات کا کام کر رہی ہے اور وہ ان محدود روحانیتوں کی مانند نہیں ہے جو دنیا میں آئیں اور گزر گئیں اور امتوں میں ان کا کوئی نقش قدم باقی نہ رہا۔“

امت میں حضرت خاتم النبیین کے

عکس کامل کی ضرورت

”لیکن پھر سوال یہ ہے کہ جب خاتم الدجالین کا اصلی مقابلہ تو خاتم النبیین سے ہے مگر اس مقابلہ کیلئے نہ حضور کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا مناسب نہ صدیوں باقی رکھا جانا شایان شان نہ زمانہ نبوی میں مقابلہ ختم کرا دیا جانا مصلحت اور ادھر اس ختم دجالیت کے

ضروری اعلان برائے خریداران بدر

خریداران ہفت روزہ بدر سے درخواست ہے کہ جن خریداران کا چندہ بدر بشمول سال 2012 بقایا ہے اولین فرصت میں ادا کر کے ممنون فرمائیں۔ رقم بھجوانے کے ذرائع۔

۱۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بذریعہ بینک ڈرافٹ بھجوا سکتے ہیں۔

۲۔ بذریعہ ڈرافٹ رقم بھجوانی ہو تو ڈرافٹ کی فوٹو کاپی منیجر بدر کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

۳۔ Online رقم جمع کرانے کیلئے مطلع رہیں کہ منیجر ویکلی بدر کا State Bank of India قادیان برانچ میں اکاؤنٹ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Manager Weekly Badr Account

No. 10776119612, Qadian Branch Code 1571,

International Swift Code: SBININBB274

رقم ادا کرنے کے معا بعد منیجر بدر کو چندہ کی ادائیگی کی اطلاع دیکر ممنون فرمائیں تا آپ کے کھاتہ میں رقم کا اندراج ہو سکے اور آپ کا حساب درست رہ سکے۔ (منیجر ہفت روزہ بدر قادیان)

فہرست کتب بابت ختم نبوت

(ادارہ)

✽ خاتم الانبیاء از دوست محمد شاہد مولانا اردو صفحہ ۳۲، ناشر: حبیب احمد گنج مغل پورہ لاہور، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور صوفیاء و اولیاء امت کے ایمان افروز ارشادات از حبیب احمد اردو، ص ۳۲، ناشر: حبیب احمد گنج مغل پورہ لاہور، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم الانبیاء کا عظیم الشان مقام از نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ۔ (اردو، ص: ۸) ناشر: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ، مطبع: نصرت آرٹ پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین از نظارت دعوت و تبلیغ قادیان۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خاتم النبیین از شریف احمد امینی۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خاتم النبیین از ابوالعطاء جالندھری۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خاتم النبیین از اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یو کے۔

اردو، ص ۷۳، ناشر اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز یو کے مطبع رقیم پریس یو کے اشاعت ۱۹۸۹ء، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✽ خاتم النبیین از عبید اللہ بسمل احمدی حضرت۔ اردو، ص: ۱۲۸، ناشر: خالق رضا احمدی قادیان۔ مطبع اللہ بخش سٹیم پریس قادیان۔ ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین المفہوم الحقیقی از عبد الجبید طاہر۔ عربی: ص ۱۲۵، ناشر الشریکۃ الاسلامیہ لمینٹ لٹرن، مطبع رقیم پریس یو کے، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔ کیفیت: ترجمہ از مضمون حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

✽ خاتم النبیین اور اجراء نبوت از شاہ عالم۔ اردو، ص ۴، مطبع: اللہ بخش سٹیم پریس قادیان، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں، مطبوعہ۔

✽ خاتم النبیین اور بزرگان امت از محمد نذیر قاضی لاکھپوری مولانا۔ اردو ص ۱۶، ناشر: مہتمم نشر و اشاعت ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین و سلف صالحین از محمد یوسف قاضی حضرت۔ اردو ص ۳۲، ناشر صدر انجمن احمدیہ سرحد پشاور۔ مطبع اللہ بخش سٹیم پریس قادیان۔ اشاعت ۱۴ اپریل ۱۹۳۵ء، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم از محمد یار عارف۔ اردو، ص ۸، ناشر جزل سیکرٹری جماعت احمدیہ ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین کی پاکیزہ تفسیر از حمید الدین شمس۔

اردو ص ۴، مطبع: کوہ نور پریس حیدر آباد، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ خاتم النبیین کی شان کا اظہار از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خاتمہ بشارت احمد از بشارت احمد سید۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خاتمۃ مسیح آسمانی از محمد اللہ دتا عمر قادیانی۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ خادم خاتم النبیین حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہم السلام از محمد اسماعیل حکیم۔ اردو ص ۳۲، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت از خدام الاحمدیہ ربوہ۔ اردو، ص ۳۲، ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✽ ختم نبوت از محمد اسحاق حضرت سید میر۔ اردو ص ۱۸، ناشر: محمد یامین تاجر کتب

قادیان۔ مطبع: عزیزی پریس آگرہ، اشاعت ۲۲ ستمبر ۱۹۲۸ء، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں، فوٹو کاپی۔

✽ ختم نبوت اور بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام از خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ اردو ص ۳۲، ناشر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✽ ختم نبوت اور بزرگان امت از ربوہ۔ اردو، ص ۳۲، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ از اے ایچ ایم انور علی۔ اردو، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت اور غیر احمدی علماء اور جو احادیث وہ اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں ان کی حقیقت از نور الحق تنویر اردو ص ۲۲، ماخذ: لائبریری جامعہ احمدیہ دستیاب نہیں، مقالہ جامعہ احمدیہ ربوہ۔

✽ ختم نبوت بحجاب اسلامی چیلنج از عبید اللہ مولوی

اردو، ماخذ فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں، مطبوعہ۔ ختم نبوت پر بحث یا مباحثہ بمبئی از محمد اسحاق حضرت سید میر۔ اردو ص ۴۴، اشاعت ۱۹۱۷ء، ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں، فوٹو کاپی کیفیت مناظر، مابین: محمد اسحاق میر، محمد حسین حکیم۔

✽ ختم نبوت پر فیصلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام از محمد فخر الدین ملتانی۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں، مطبوعہ۔

✽ ختم نبوت کا حقیقی مفہوم از محمد عبد الباقی۔ اردو، ص ۱۷۶، ناشر: جماعت احمدیہ برہ پورہ بہار، مطبع: فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان، اشاعت ۱۹۷۹ء، ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری، دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کا منکر کون از شریف احمد امینی۔ اردو، ص ۲۰، ناشر شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان، مطبع ہمدرد پرنٹنگ پریس جالندھر، اشاعت ۱۹۸۷ء، ایڈیشن دوم، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حتمی دلیل از عباس احمد خان۔ اردو ص ۲۰، ناشر: انصر الیاس پبلیکیشنز کراچی، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت از محمد سعید میر حیدر آباد دکن۔

اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت از محمد نذیر قاضی لاکھپوری، مولانا اردو، ص ۶۴، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ اردو، ص ۲۲۳، ناشر: مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان، مطبع جے ہند پرنٹنگ پریس جالندھر، اشاعت: نومبر ۱۹۷۴ء۔ ایڈیشن دوم، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت از مبارک احمد شیخ۔ اردو، ص ۶۲، ناشر: مہتمم نشر و اشاعت ربوہ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب ہے۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت از عمر دین احمدی شملوی۔

اردو، ص ۲۲۳، مطبع: الحق پریس دہلی، اشاعت مئی ۱۹۱۳ء، ایڈیشن اول، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت کا مہتمم بالشان اظہار از مسعود اللہ خان دہلوی۔ اردو ص ۸۸، ناشر: مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، ماخذ: خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت رسول پاک کا عظیم الشان مقام از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ اردو، ص ۱۷۶، ناشر: عبدالمالک خان، مطبع کلیم پریس کراچی، اشاعت ۲۷ مارچ ۱۹۵۳ء، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کی حقیقت یا فیوض محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ میں جاری ہے از عطاء اللہ کلیم۔ اردو ص ۶۳، ناشر: شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ برمنی، اشاعت اگست ۱۹۹۷ء، ماخذ خلافت لائبریری دستیاب نہیں۔

✽ ختم نبوت کے معنی از جماعت احمدیہ نیروبی۔ اردو، ماخذ: فہرست واذا الصحف نشرت، دستیاب نہیں۔ مطبوعہ۔

(بحوالہ: فہرست کتب مصنفین سلسلہ احمدیہ باعتبار حروف تہجی۔ سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۰۸ء۔ مطبع بلیک ایرو پرنٹرز لاہور)

2012ء میں احمدیہ مسلم جماعت بھارت کی مختلف سرگرمیاں



آرٹ آف لیونگ کے روحانی پیشوا شری رومی شکر صاحب کی خدمت میں 7 جون 2012ء کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے محترم مولانا کلیم احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور



محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان محترم او۔ پی۔ اُپادھیائے صاحب وائس چانسلر گورو دیواس آیورویدک یونیورسٹی ہوشیار پور کی خدمت میں 26 اگست 2012ء کو قادیان دارالامان میں منعقد عید ملن پارٹی کے موقع پر قرآن مجید کا تحفہ پیش کرتے ہوئے



فروری 2012ء میں کوکلتہ بک فیئر کے موقع پر لگائے گئے جماعتی بک اسٹال کا منظر



تربیتی کیمپ، ہبلی کرناٹک کا ایک منظر



26 اگست 2012ء کو احمد آباد گجرات میں احمدیہ مسلم جماعت گجرات کی طرف سے منعقد عید ملن پارٹی میں خطاب کرتے ہوئے محترم مولانا فضل الرحمن بھٹی صاحب امیر جماعت احمدیہ گجرات



محترم مظفر احمد صاحب ذوق امیر آگرہ اتر پردیش سونہار ضلع ایڈ میں بتاریخ 8 جنوری 2012ء احمدیہ مسجد کی بنیاد رکھتے ہوئے



فروری 2012ء میں ورلڈ بک فیئر دہلی میں لگائے گئے جماعت احمدیہ کے بک اسٹال کا منظر



بھاگلپور بہار میں منعقد ایجوکیشنل کانفرنس 2012ء کا منظر

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
 Tel. Fax : (0091) 1872-224757
 Tel : 0091 99153 79255 (Editor)
 Tel. : (0091) 98763-76441 (Manager)
 Website : akhbarbadrqadian.in
 : www.alislam.org/badr
 E-Mail : badrqadian@rediffmail.com

Registered with the registrar of the newspapers for India at No. RN 61/57

ہفت روزہ **Weekly BADR Qadian**
بدر قادیان Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA
 Vol. 61 Thursday 20-27 December 2012 Issue No. 51-52

SUBSCRIPTION

ANNUAL: Rs. 500
 By Air : 45 Pounds or 70 U.S \$
 : 50 Euro
 : 70 Canadian Dollars

2012ء میں احمدیہ مسلم جماعت بھارت کی جانب سے منعقدہ مختلف جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ کی جھلکیاں



جلسہ سیرت النبی ﷺ گوادری آندھرا پردیش کا ایک منظر



جلسہ سیرت النبی ﷺ بنگلور کرناٹک میں محترم ذوق امیر صاحب صدارت کرتے ہوئے



جلسہ سیرت النبی ﷺ سوراوڈیشہ کا ایک منظر



جلسہ سیرت النبی ﷺ فیض آباد سرینگر کشمیر کا ایک منظر



25 جون 2012ء کو بھارت پور مشد آباد بنگال میں مرکزی نمائندہ شیخ مجاہد شامتری صاحب امن کانفرنس میں صدارت کرتے ہوئے



موسیقی مائٹز جھارکھنڈ میں منعقدہ جلسہ پیشوایان مذاہب میں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ناظم ارشاد وقف جدید خطاب کرتے ہوئے



26 اگست 2012ء کو مرائے طاہر قادیان دارالامان میں منعقدہ عید میلان پارٹی کا ایک منظر

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروفائیٹرز: سحران بدر پور قادیان